

فتنہ قادیانیت کو پہچانئے



ترتیب و تدوین محمد طاہر رزاق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فتۃ قادیانیت

کو

پہچانیے!

محمد طامرزاق

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان



ہر مسلمان اس کتاب کو شائع کر سکتا ہے لیکن اگر مصنف کو اس سے باخبر کر دیا جائے تو یہ ان کی مہربانی ہوگی۔

✽

نام کتاب	-----	فتنہ قادیانیت کو پہچاننے
مصنف	-----	محمد طاہر رزاق
تعداد	-----	گیارہ سو
کمپوزنگ	-----	المدد کمپوزرز، راج گڑھ لاہور
ڈیزائننگ	-----	عنایت اللہ رشیدی
قیمت	-----	150/- روپے
اشاعت اول	-----	جنوری 1999ء
ناشر	-----	عالی مجلس تحفظ ختم نبوت
	-----	حضورِ باغ روڈ - ملتان
مطبع	-----	شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ لاہور

ملنے کا پتہ:

عالی مجلس تحفظ ختم نبوت - حضورِ باغ روڈ - ملتان

المحمود اکیڈمی - عزیز مارکیٹ، اردو بازار - لاہور

مکتبہ سید احمد شہید - اردو بازار - لاہور

آئینہ مضامین

- 13 محمد طاہر رزاق ☐ مرزائی کسے کہتے ہیں؟
- 25 علامہ انور شاہ کشمیری ☐ عقیدہ ختم نبوت اور چہرہ قادیانیت
- 65 مولانا احمد رضا خان بریلوی ☐ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کافر کیوں؟
- 87 علامہ محمد اقبال ☐ قادیانیت عقیدہ ختم نبوت ناموس رسالت اور وحدت امت کے خلاف ایک ہولناک سازش
- 97 مولانا عبد الشکور لکھنوی ☐ قادیانیوں کے اعتراضات اور مولانا عبد الشکور لکھنوی کے جوابات
- 109 مولانا الال حسین اختر ☐ قادیانیوں کا علمی احتساب
- 137 مفتی ولی حسین نوکی ☐ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ عین عدل و انصاف ہے
- 163 مولانا محمد یوسف لدھیانوی ☐ فتنہ قادیانیت کو پہچانتے!
- 199 علامہ خالد محمود ☐ اسلام کے ابطال قادیانیت کے اندھیرے
- مولانا خالد محمود / مولانا منظور ☐ تفہیم ختم نبوت اور پہچان قادیانیت

- 261 احمد چنیوٹی
- 279 قادیانیوں کے طریقہ ہائے واردات محمد طاہر زاق
- 297 قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی مفتی محمد امین حیثیت
- 319 تصویر فیصلہ کرتی ہے محمد طاہر زاق
- 325 آؤ قادیانی اخلاق دکھاؤں محمد طاہر زاق
- 329 قادیانی اسلامی شعائر اور اسلامی مولانا عبید اللہ عقیف اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے
- 343 قادیانیت سوز محمد طاہر زاق
- 355 اور اک ختم نبوت اور ابطال قادیانیت علامہ خالد محمود
- 375 قادیان کا بدکردار محمد طاہر زاق
- 385 فتنہ قادیانیت کی نقاب کشائی مولانا اللہ وسایا
- 427 قادیانی اخلاق..... ایک سازش..... محمد طاہر زاق
- ایک جال
- 435 حرف ناقہ انہ بجواب حرف نامحانہ مولانا منظور احمد چنیوٹی
- 459 قادیانی جنازہ پڑھنا اور قادیانیوں سے میل جول حرام ہے مفتی عبد القیوم خان
- 465 جواب پیش خد مت ہے محمد طاہر زاق

انتساب

گلوں نے آکے مستی میں گریباں چال کر ڈالے
چمن میں ہم نے کچھ بلبل غزل خواں یوں بھی دیکھے ہیں

خطیبِ اسلام، خطیبِ ختمِ نبوت، اور عہدِ حاضر میں
امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
کی خطابت کے امین

حضرت مولانا محمد راجہ خاں رحمۃ اللہ علیہ

آکے نام
جنہوں نے اس مشتِ خال کو تحفظِ ختمِ نبوت کا شعور
اور احساس عطا کیا

حرفِ سپاس

ابتداءً کتاب سے لے کر تکمیل کتاب تک تمام مرحلوں میں میرے محترم دوست جناب محمد فیاض اختر ملک، جناب محمد متین خالد، جناب محمد صدیق شاہ بخاری، جناب سید ملکہ ار حسین شاہ بخاری، جناب طارق اسماعیل ساگر، جناب حافظ شفیق الرحمن، جناب عبدالرؤف رونق، جناب ممتاز اعوان، جناب محمد سلیم ساقی کا تعاون ہر دم مجھے میسر رہا اور ان دوستوں کی جدوجہد اور دعاؤں سے یہ کتاب منصہ شہود پر طلوع ہوئی۔ میں ان تمام دوستوں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور بدست دعا ہوں کہ اللہ پاک انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

میں ممنون ہوں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ، خطیب ختم نبوت حضرت مولانا محمد اجمل خان مدظلہ، نمونہ اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، ندائے ختم نبوت حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ، جانثار ختم نبوت الحاج محمد نذیر منٹل مدظلہ، پروانہ ختم نبوت جناب ارشاد احمد عارف مدظلہ، مجاہد ختم نبوت صاحبزادہ طارق محمود مدظلہ کا جن کی سرپرستی کا صحاب کرم میرے سر پر چھایا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ (آمین ثم آمین)

محمد طاہر رزاق

افتتاحیہ

- ☆ قادریانی فتنہ-----۱۱۱
- ☆ لومڑی سے زیادہ مکار-----
- ☆ مگر گٹ سے زیادہ رنگ بد لئے والا-----
- ☆ اونٹ سے زیادہ کینہ پرور-----
- ☆ کتے سے زیادہ بھونکنے والا-----
- ☆ سانپ سے زیادہ موذی-----
- ☆ بچھو سے زیادہ فیش زن-----
- ☆ مکھی سے زیادہ نجس-----
- ☆ گدھ سے زیادہ حریص-----
- ☆ پاگل ریچھ سے زیادہ خطرناک-----
- ☆ سور سے زیادہ بے غیرت-----
- ☆ مگر مچھ سے زیادہ آنسو بہانے والا-----
- یہ فتنہ وہ چور ہے جو سر پہ پگڑی باندھتا ہے-----
- یہ فتنہ وہ ہزن ہے جو ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے-----
- یہ فتنہ وہ طوائف ہے جو عصمت کا درس دیتی ہے-----
- یہ فتنہ وہ ڈاکٹر ہے جو در حقیقت گورکن ہے-----
- یہ فتنہ وہ قاتل ہے جو مقتول کہلاتا ہے-----
- یہ فتنہ وہ غدار ہے جو اپنے سینے پر حب الوطنی کے تمنغے سجاتا ہے-----
- یہ فتنہ وہ ابو جہل ہے جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے-----

رد قادیانیت اور احیائے اسلام

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا فرمان ہے ”جس نے علم کا کوئی (خاص) فن حاصل کیا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔“

مزید ارشاد فرمایا ”جو کوئی علم کا خصوصی فن حاصل کرنے کی غرض سے نکلا تاکہ اس کے ذریعہ باطل کا رد کر سکے تو اس کا درجہ چالیس سالہ عبادت گزار کے برابر ہوگا۔“

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ باطل کے مقابلہ کے لیے علم حاصل کرنے والا اور پھر اس علم کو آگے پھیلانے کی جدوجہد کرنے والا آقائے دو عالم ﷺ کو بے حد عزیز ہے۔

ہر دور میں حق کے مقابلہ میں باطل موجود رہا ہے مگر ہر بار اک نئے نام اور اک نئے انداز سے۔ اور پھر اللہ رب العزت بھی ہر دور میں مجاہدین حق کو پیدا کرتے رہے جو اس دور کے تقاضوں کو سمجھ کر باطل سے خوب نبرد آزما ہوتے رہے جیسا کہ امام غزالیؒ، امام رازیؒ اور امام ابن تیمیہؒ نے اپنے اپنے دور میں یہ فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ بلاشبہ قادیانیت ہے جس کی ہر آن یہ کوشش ہے

کہ جناب محمد عربی ﷺ کے اسلام کو (معاذ اللہ) مردہ اور اپنے مکروہ و خبیث نظریات کو زندہ اسلام ثابت کرے۔ چنانچہ اس فتنے کا مقابلہ کرنا یقیناً احیائے حق اور احیائے اسلام کے مترادف ہے۔ اللہ پاک جزائے خیر دے مجاہد ختم نبوت محمد طاہر رزاق کو، کہ انہوں نے عقابی نگاہوں سے اس فتنے کا جائزہ لیا اور وقت کے تقاضوں کو سمجھتے اور جانتے ہوئے اور ہر گھڑی بدلتے حالات کی نبض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس فتنے کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور اس عزم مصمم پہ پھر اللہ کی مدد و نصرت بھی آن پختی اور اللہ پاک نے ان کے سینے کو خوب کھول دیا اور انہوں نے ہر بار اس فتنہ کے تار و پود کچھ اس انداز سے بکھیرے کہ باطل تڑپ تڑپ گیا۔

اس بار محمد طاہر رزاق سوال و جواب کے انداز میں باطل کی رگ جاں پہ نشتر چھونے آئے ہیں اور اپنی اس کوشش میں وہ پہلے سے بھی بڑھ کر کامیاب و کامران نظر آتے ہیں اور اس سے میرا یہ گمان اور بھی مضبوط ہو گیا ہے کہ وہ آقا ﷺ کی مذکورہ بالا احادیث میں بیان کردہ بشارتوں کے یقیناً حقیقی مصداق ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اپنا اور اپنے حبیب کا فیض و کرم ان پہ ہر گھڑی ہر آن بڑھاتا جائے تاکہ یہ مجاہد امت مسلمہ کو ہر دم گرماتا جائے۔ نبیؐ کے بھولے بھالے امتیوں کو سمجھاتا جائے، قادیانیوں کے ہاتھوں میں اک آئینہ پکڑاتا جائے، قادیانیت نوازوں کو شرماتا جائے، باطل کو رلاتا اور جہنم میں مگراتا جائے، ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کا تعاقب کر کے شجر امت کے گرد جذبوں اور جانوں کی فسیل بناتا جائے اور جو بھی اس کے ساتھ چلے، ان کو لے کر بالاخر جنت میں مسکراتا جائے۔ اللہ کرے میں اور آپ بھی اس قافلہ عشق و وفا میں شامل ہو جائیں۔ (آمین۔ ثم آمین)

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

الحاج محمد نذیر مغل

قادیانی کسے کہتے ہیں؟





یہ سردیوں کی ایک سہانی شام تھی۔ میں گھر میں بیٹھا تھا کہ باہر کسی نے کھنٹی دی۔ میں باہر نکلا۔۔۔۔ دیکھا۔۔۔۔ تو میرا ایک دوست باہر کھڑا تھا۔۔۔۔ اکرم خان تقریباً ایک سال بعد آج مجھ سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔ وہ جذبہ محبت سے بغلیں ہو گیا۔ میں اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔۔۔۔ خیر خیریت پوچھی۔۔۔۔ ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔۔۔۔ پھر چائے کا دور چلا۔۔۔۔ چائے کے دور میں گفتگو کا دور بھی چلتا رہا۔۔۔۔

”آج کیسے آنا ہوا“ میں نے پوچھا۔

”آج ایک خاص کام کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں“ اس نے جواب دیا۔

”خیریت تو ہے؟“

”جی ہاں! خیریت ہی ہے۔“

”جی فرمائیے!“ میں نے کہا۔

”طاہر بھائی! قادیانی کسے کہتے ہیں؟“ اس نے دریافت کیا۔

”تجھے کیا ضرورت پڑ گئی؟“ میں نے پوچھا۔

آج ایک قادیانی سے بات ہو گئی لیکن میں نے خود کو اس موضوع پر کورا

پایا۔

میں نے کہا بھائی اکرم خان! اپنی نجی زندگی میں تم اتنے ہوشیار۔۔۔۔ اپنی کاروباری زندگی میں تم اتنے کائیاں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ ختم نبوت کے باغیوں کے بارے میں تم اس حد تک نا آشنا!

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت کے ڈاکوؤں کے بارے میں تمہاری معلومات کی یہ حالت!

ملت اسلامیہ اور پاکستان کے دشمنوں کے بارے میں تمہاری اس درجہ لاعلمی!

اس پر افسوس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔۔۔۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے ملت اسلامیہ کی اس حالت پر آنسو بہاتے ہوئے کہا تھا۔

دائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

”نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ میں قادیانیت کے نام سے تو واقف ہوں لیکن قادیانیت کے ”کام“ سے واقف نہیں۔“ میری کڑوی گفتگو سن کر اس نے آنکھیں جھکاتے ہوئے کہا۔

میں نے کہا ”جگر تھام۔۔۔۔ کلیجہ سنبھال اور ہوش کے گوش سے سن میرے بھائی۔“

”قادیانی کسے کہتے ہیں؟“ میں نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس کا سوال دہرایا اور پھر اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

قادیانی اسے کہتے ہیں۔۔۔۔ جس کا عقیدہ ہو۔۔۔۔ جس کا یقین ہو۔۔۔۔ جس کا اعتقاد ہو کہ:

○ مرزا قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ اس دنیا میں آئے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پہلی رات کے چاند کی طرح اور مرزا قادیانی کی نبوت چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ کلمہ طیبہ میں جہاں لفظ محمدؐ آتا ہے، اس سے مراد محمدؐ عربی نہیں بلکہ ان کی دوسری بعثت ”محمدؐ عجمی“ یعنی مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ اللہ تعالیٰ نے جب سارے نبیوں کو ایک صورت میں دکھانا چاہا تو انہیں مرزا قادیانی کی شکل میں دکھایا۔ (نعوذ باللہ)

○ شریعت اسلامیہ میں مرزا قادیانی کا قول ”قول فیصل“ ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ جہاد کو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ اب جو جہاد کرے گا، وہ اللہ اور رسول کا باغی ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے مرزا قادیانی پر درود بھیجتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ قرآن پاک مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل کیا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ قرآن پاک میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا

ہے، اب اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی ”وحی“ قرآن پاک کی طرح ہے۔ (نعوذ

باللہ)

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک قادیان کے قریب نازل کیا۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کی باتیں احادیث رسول ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کو احادیث پر حکم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ جس حدیث کو صحیح کہے،

وہ صحیح اور جسے غلط کہے، وہ غلط ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کے گھروالے ”اہل بیت“ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کی بیوی ”ام المؤمنین“ ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ کائنات میں دو عورتیں سب سے افضل ہیں۔ سیدہ آمنہؓ، نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ، اور چراغ بی بی عرف کیٹی، مرزا قادیانی کی ماں۔ (نعوذ

باللہ)

○ مرزا قادیانی کی بیٹی ”سیدۃ النساء“ ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کے ساتھی ”صحابہ کرام“ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کے ۳۱۳ ساتھی ”اصحاب بدر“ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ قادیان اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے فیض ختم ہو چکا ہے اور اب یہ فیض صرف

قادیان سے ملتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ قادیان کی زمین حرم پاک کی زمین کی طرح متبرک ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ مکہ مکرمہ کے حج سے اب حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ اس لیے

قادیان کا حج اب ظلمی حج ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ جنت البقیع کے مقابلہ میں اب مرزا قادیانی کا بنایا ہوا قبرستان بہشتی مقبرہ

ہے اور جو اس میں دفن ہو، وہ بہشتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کے جانشین خلفائے راشدین کی طرح خلفاء ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ اب مرزا قادیانی کو نبی مانے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ (نعوذ باللہ)

○ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری ہے، جتنا دوسرے انبیائے

کرام پر۔ (نعوذ باللہ)

○ جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا، وہ دائرہ اسلام سے خارج، پکا کافر اور جہنمی

ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ جو مرد مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے وہ سور اور جو عورتیں مرزا قادیانی کو

نبی نہیں مانتیں، وہ کتیاں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ جو لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، وہ حرامی اور کجیروں کی اولاد ہیں۔

(نعوذ باللہ)

○ اب سید صرف وہ ہوگا جو مرزا قادیانی کی اولاد سے ہوگا۔ (نعوذ باللہ)

○ احادیث نبویؐ میں جس مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہے، وہ مرزا قادیانی ہے۔

(نعوذ باللہ)

○ احادیث رسولؐ میں جس امام مہدی کے آنے کا وعدہ فرمایا گیا ہے، وہ مرزا

قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

○ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دے دی گئی ہے اور وہ آسمانوں پر

زندہ نہیں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

○ پاکستان ختم ہو جائے گا اور اکھنڈ بھارت بنے گا۔ (نعوذ باللہ)

○ عنقریب پاکستانیوں میں قادیانیوں کی حکمرانی ہوگی۔ (نعوذ باللہ)

○ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان قیدیوں کی طرح قادیانی حکمرانوں کے سامنے

پیش کیے جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

میں سن رہا تھا کہ اکرم خان میرے ہر جملے پر نعوذ باللہ کہہ رہا تھا اور میں دیکھ

رہا تھا کہ اس کی آنکھوں میں بار بار آنسو چھلک رہے تھے۔ اکرم خان مجھے کہنے لگا ”طاہر بھائی! آپ نے مجھے جھنجوڑ جھنجوڑ کے بے حال کر دیا ہے۔۔۔۔۔ میرے دل و دماغ میں اک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں نے اس دنیا میں آج ایک نیا جنم لیا ہے۔۔۔۔۔ میں نے آج ایک نئے جہان میں آنکھیں کھولی ہیں۔۔۔۔۔ اور میرے ذمہ ایک بہت بڑا فرض ہے، جسے مجھے ادا کرنا ہے۔ اس فرض کی پکار مجھے بلا رہی ہے۔“

وہ کہنے لگا ”طاہر بھائی! قادیانی اتنے خطرناک۔۔۔۔۔ اتنے مہلک اور اتنے زہریلے ہیں۔۔۔۔۔ تو مسلمان انہیں برداشت کیسے کرتے ہیں؟“

”جیسے تم کرتے تھے“ میں نے جواب دیا۔

”میں تو ان کی ہولناکیوں اور زہرناکیوں سے واقف ہی نہیں تھا“ وہ بولا۔

”حق و باطل کے فرق کو نہ ماننا بھی جرم ہے اور نہ جاننا بھی جرم ہے۔ قیامت کے روز اللہ کے دربار میں کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ وہ قادیانیوں کو جانتا نہیں تھا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفر کی اتنی بھیانک سازش ہو۔۔۔۔۔ اور مسلمان کو پتہ نہ ہو۔۔۔۔۔ یہ کیسی مسلمانی ہے؟“ میں نے جواب دیا۔

میں نے کہا کہ آج قادیانیت فقط مسلمان کی بے غیرتی و بے تمہیتی کی وجہ سے زندہ ہے۔ تاج و تخت ختم نبوت پہ ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر مسلمان کے کانوں پر جوں تک نہیں ریگیتی۔ ناموس رسالت پہ قادیانی کتے بھونکتے دیکھ کر مسلمان لُس سے مس نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ ارتدادی تبلیغ ہوتے دیکھ کر اس کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی۔۔۔۔۔ مسلمانوں کا ایمان لٹتے دیکھ کر بھی اس کے ماتھے پر تشویش کی سلوٹیں نہیں ابھرتیں۔۔۔۔۔ وہ آغوش دنیا میں بد مست ہے اور اس بد مستی کی دلدل میں مزید دھنستا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ہماری ایمانی پستی، بے غیرتی، بے حسی اور عشق رسولؐ کے تنزل پہ نوحہ خوانی کرتے ہوئے مجاہد ختم نبوت جناب سید منظور الحسن شاہ نے کیا خوب کہا ہے

سنو محمدؐ کا نام نامی زبان اپنی پہ لانے والو

اسی کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو

اسے حرامیں رلانے والو

اس سے محبت جتانے والو

مگر محمدؐ کے دشمنوں سے محبتوں کو بدھانے والو

تمہارے اندر نبیؐ کی الفت کی اک رمت بھی نہیں رہی ہے!

تمہارے چہرے پہ اس کی یادوں کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے؟

نبیؐ سے عشق و وفا بھانے کے دعویدارو!

ذرا محمدؐ کے پیار کا اپنے واسطے تم مقام دیکھو

گر یہاں اپنے بھی جھانک دیکھو

اس نبیؐ کی محبتوں کا مقام دیکھو

کہ جس نے امت سے پیار کرنے پہ چمن طائف میں زخم کھائے

وہی محمدؐ کہ جس نے اپنے

تمام آنسو خدا کے آگے تمہاری خاطر ہی ہیں بہائے

شمید دندان بھی کرائے! شدید صدمات بھی اٹھائے

وہی محمدؐ کہ جس نے تم کو ہیں درس انسانیت سکھائے

وہی محمدؐ کہ جس نے تمہارے پیار خاطر ہی اپنا آبائی شہر چھوڑا

وہی محمدؐ کہ جس نے فائقے توکر لیے پر نہ تم سے عہد وفا کو توڑا

وہی محمدؐ کہ جس کے ہونٹوں سے پتھروں کے عوض دعاؤں کے پھول برسے

وہی محمدؐ کہ جس کی چند مسکراہٹوں پر خدا نے تمہارے گناہ بخشے

اسی کی روح عظیم تمہاری الفتوں کو تلاش کرنے میں سرگرم ہے

مگر تمہاری محبتوں کے خزانے خالی پڑے ہیں لوگو!

تمہارے آقاؐ تمہاری غیرت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!

نبیؐ کے دشمن بڑے ہیں لوگو! کفر کے پہرے کڑے ہیں لوگو!

مگر ہم اپنی محبتوں پر

رسولؐ سے بیوفائیوں کے لبادے اوڑھے کھڑے ہیں لوگو!

ہمارے آقا ہماری چاہت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!
 سنو! محمدؐ کا نام سنتے ہی آنسوؤں کو بہانے والو!
 سنو! محمدؐ کے منہ سے نکلے حروف کو بیچ کھانے والو!
 سنو! نبیؐ کے نقوش پاکی تلاش میں نکلے راستوں کو مٹانے والو!
 سنو! محمدؐ کے دشمنوں سے محبتوں کو بدھانے والو!
 تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے
 کہ قادیانی تمہارے آقا کی عصمتوں کو
 طویل مدت سے ماند کرنے میں سرگرم ہیں
 وہ کب سے تمہاری بے بسی اور بے حسی پر
 خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں
 نبیؐ کے دین کو مٹا رہے ہیں
 بنائے اسلام ڈھا رہے ہیں
 تمہیں تمہارے عظیم آباء سے ملنے والی
 میراث عشق محمدیؐ کو مٹا رہے ہیں
 سنو! محمدؐ کا دین بچانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
 تفرقہ بازی کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
 نجاست قادیان مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
 نبیؐ سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
 سنو! محمدؐ کے بے وفاؤ!
 تمہیں کو اپنے نبیؐ سے وعدے نبھانے ہوں گے
 تمہیں کو امت کو ایک رستے پہ لانا ہوگا
 تمہیں کو ہی دشمنان امت دبانے ہوں گے
 تمہیں کو فتنہ قادیان کو مٹانا ہوگا
 نبیؐ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو!
 تمہیں محمدؐ کا عشق اب بھی پکارتا ہے

خدا بھی بھٹکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے
چلو خدا را!

منافقت کے قبیح لباوے اتار ڈالیں
نبیؐ کے دشمن اجاڑ ڈالیں
خدا کی رحمت پکار ڈالیں
چلو کہ فتنہ قادیان کو
جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں
چلو کہ اپنے لبو کو عشق محمدؐ پر نثار ڈالیں



عقیدہ ختم نبوت
اور
ہیرہ قادیانیت



ایمان اور کفر کی حقیقت

کسی کے قول کو اس کے اعتماد پر باور کرنے اور غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر باور کرنے کو ایمان کہتے ہیں اور کفر کہتے ہیں۔ حق ناشناسی اور منکر ہو جانے کو یا مکر جانے کو۔ ہمارے دین کا ثبوت دو طرح سے ہے، 'تواتر سے یا خبر احاد سے۔ تواتر اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز ثابت ہوئی ہو، نبی کریم ﷺ سے جو ہم تک پہنچی ہو علی الاصل کہ اس میں احتمال خطا کا نہ ہو۔

اقسام تواتر

تواتر ہمارے دین میں چار قسم کا ہے:

۱۔ حدیث: من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار۔ یہ حدیث متواتر ہے اور تیس صحابہؓ سے ہند صحیح مذکور ہے۔ اس کو تواتر اسنادی کہا جائے گا۔ نزول مسیح میں چالیس حدیثیں ہمارے پاس موجود ہیں، جو متواتر ہیں۔ اس کا کوئی انکار کرے وہ کافر ہے۔

۲۔ دوسری قسم تواتر کی تواتر طبقہ ہے۔ یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا بلکہ یہی معلوم ہوا کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے لیا تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف کا تواتر اس تواتر کا منکر اور منخرن بھی کافر ہے۔ مساوی کا ثبوت بھی دونوں طرح سے متواتر ہے۔ اگر کوئی ترک کر دے تو چنداں وبال نہیں اور اگر اس کا کوئی انکار کر دے۔ علم کے بعد تو وہ کافر صریح ہے۔ اگر کوئی منہص کہہ دے کہ (جو) حرام ہیں تو وہ کافر ہے، جو محسب شریعت محمدیہ کوئی بڑی چیز نہ تھی، لیکن چونکہ پیغمبر ﷺ نے جو کھائے اور امت

اب تک جو کھاتی آئی ہے، اس تواتر قطعی کا انکار کفر ہے۔

۳۔ تیسری قسم تواتر کی تواتر قدر مشترک ہے۔ حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں۔ اس میں قدر مشترک متفق علیہ وہ حصہ حاصل ہوا، جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثال اس کی کہ معجزات نبی کریم ﷺ کچھ متواتر ہیں اور کچھ اخبار احاد ہیں، لیکن ان اخبار احاد میں ایک مضمون مشترک ملت ہے کہ وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اس کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے پہلے دو قسموں کا۔

۴۔ چوتھی قسم تواتر کی تواتر توارث ہے، یعنی جسے نسل نے نسل سے لیا ہو۔ جیسا کہ ساری امت اس علم میں شریک ہے کہ خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تواتر اس طرح سے ہے کہ بیٹے نے باپ سے لیا اور باپ نے اپنے باپ سے لیا۔ اس کا انکار بھی صریح کفر ہے، اگر متواترات کے انکار کو کفر نہ کہا جائے تو اسلام کی کوئی حقیقت نہیں رہ سکتی اور نہ کسی اور یقینی چیز کی۔ ان متواترات میں تاویل کرنا مطلب بگاڑنا کفر صریح ہے، رد ہے، مسوع نہیں ہے۔

متواترات کو تاویلات سے پلٹنا کفر صریح ہے

میں نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام کے صفحہ اول پر متواترات کے پلٹنے کی مثال دی ہے۔ اس کا نام باہنیت ہے، اس کا نام زندیقیت ہے اور الحاد ہے۔

کفر کے اقسام

کفر کبھی قولی ہوتا ہے اور کبھی فعلی ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص ساری عمر نمازیں پڑھتا رہے اور تیس چالیس سال کے بعد ایک دفعہ بت کو سجدہ کرے تو وہ کافر ہے اور تارک نماز سے بدتر ہے، یہ کفر فعلی ہے۔

کفر قولی یہ ہے کہ مثلاً یہ کہہ دے کہ خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے۔ صفتوں میں یا فعل میں یا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئے گا تو یہ کفر قولی ہے۔

اختلاف مراتب

کوئی شخص اپنے مساوی رتبہ سے کہہ دے کہ کلمہ بکا تو کوئی چیز نہیں۔ استاد اور باپ سے کہہ دے تو اسے عاقبت کہتے ہیں، پیغمبر کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو یہ کفر صریح ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ پیغمبر سے آکر مغفرت کی دعا کراؤ تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اس کو بھی پیغمبر کے مقابلے میں قرآن نے کفر قرار دیا ہے۔ کوئی شخص اگر بغیر نیت کے بطور ہنسی کے کلمہ کفر کہتا ہے تو وہ بھی کافر ہے اور اگر خطا سے نکل گیا ہے تو یہ معاف ہے۔

اس کی تائید میں قرآن شریف کی آیت ولقد قالوا کلمہ الکفر وکفروا بعد اسلامہم۔ (سورۃ توبہ، پارہ گیارہواں) اور لاتعتذرو لقد کفرتم بعد ایمانکم۔ (سورۃ توبہ، پارہ گیارہواں)۔ ان دفعات اسلامیہ سے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں جو انکار کرے تو وہ خدا کا باغی ہے اور اس کی سزا موت ہے۔

مرزائیوں کا اختلاف، قانون اور اصول کا اختلاف ہے

اہل سنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے۔ علمائے دیوبند اور علمائے بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے، قانون کا نہیں۔

مرزا نے اسلام کے بہت سے اصول بدل دیئے ہیں

مرزائی مذہب والے نے مہمات دین کے بہت سے اصولوں کی تبدیلی کر دی ہے اور بہت سے اسمائے کا مسمیٰ بدل دیا ہے۔

نبوۃ کے ختم میں ہمارے پاس کوئی دو سوا احادیث ہیں اور قرآن مجید ہے اور اجماع بالفصل ہے اور ہر پچھلے آدمی نے اس کو پہلے سے لیا ہے اور کوئی مسلمان جس کو تعلق ہے، اسلام کے ساتھ وہ اس عقیدہ سے غافل نہیں رہا۔ اس عقیدہ کو تحریف کرنا اور

اس سے انحراف کرنا کفر صریح ہے۔ اگر کوئی آیت قرآن میں ہے اور اس کی مراد پر اجماع صحابہ اور امت کا ہو اور اس سے انحراف کرنا اور تحریف کرنا کفر صریح ہے اور جو یہ کہا گیا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے: من ادعی الاجماع فهو کاذب۔ تو اس کی مراد یہ ہے کہ لوگ کہیں کہیں اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اجماع نہیں نہ یہ کہ کوئی چیز دین محمدی میں اجماعی ہی نہیں۔ ہم خود امام احمد کے زبانی اجماع کو ثابت کر دیں گے۔

امت محمدیہ میں پہلا اجماع مدعی نبوت کے قتل پر ہوا

پہلا اجماع جو اس امت محمدیہ میں ہوا ہے وہ اس پر ہوا ہے کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جاوے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ صدیق اکبرؓ نے خلافت کے زمانہ میں مسلمانوں کے قتل کے واسطے صحابہ کو بھیجا، کسی نے اس میں تردد نہ کیا یعنی جو خاتم النبیین کے بعد دعویٰ نبوت کرے تو وہ مرتد اور زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمانوں کے قاصد آئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ وہ نبی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، کہ ہاں فرمایا، طریقہ یہ ہے: دنیا کا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا اگر یہ نہ ہوتا تو آج تمہاری گردن مار دیتا۔

(”باب الرسل“ ص ۳۸۰، مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد معجم طبرانی میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کو ان قاصدوں میں سے ایک کوفہ میں ملا۔ حضرت فاروقؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وہ مسلمانوں کا نام لیتا تھا، فرمانے لگے کہ اب تو یہ قاصد نہیں ہے۔ حکم دیا کہ اس کی گردن ماری جاوے۔ یہ روایت بخاری کی کتاب کفالت میں بھی موجود ہے۔

(”معجم طبرانی کتب خانہ مولوی شمس الدین صاحب مرحوم بہاولپوری“ ورق نمبر ۲۹)
جو روایت ”معجم طبرانی“ سے نقل کی گئی ہے وہ بھی سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔

اسلام میں ختم نبوت کا عقیدہ متواتر ہے

ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی ﷺ میں متواتر ہے۔ قرآن سے، حدیث سے، اجماع بالفصل سے اور یہ پہلا اجماع ہے۔ ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا، سزائے موت دی ہے۔ (صبح الاعشاء ص ۳۰۵، ج ۱۳) پر ہے کہ ایک شاعر کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے ہفتوائے علماء دین اس ایک شعر کے کہنے پر قتل کرا دیا تھا۔

وكان مبدا هذا الدين من رجل

سعى لاصبح بدعي سيد الامم

جس کا ترجمہ یہ ہے: ”کہ اس دین کا آغاز ایک ایسے سے ہے جس نے کوشش کی اور امتوں کا سردار بن گیا۔ اس شعر سے قرار دیا گیا کہ یہ نبوت کو کبھی کہتا ہے جو ریاستوں سے حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے اسے قتل کر دیا گیا۔“

ختم نبوت کی آیت:

ما كان محمد اباحدا من رجالكم ولكن رسول الله
وخاتم النبیین۔

”جس کا معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ تم بالغوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن رسول ہیں، اللہ کے اور پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں۔“

اس آیت میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ابوت کا علاقہ دامنہ دنیا سے منقطع ہے اور اس کے عوض رسالت اور نبوت کا علاقہ دامنہ ثابت ہے۔ گویا ساری جگہ نبوت اور رسالت محمد رسول اللہ ﷺ نے گھیر لی ہے۔ کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ احادیث متواتر کو پہنچ گئی ہے کہ یہ عمدہ منقطع ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں اور آپ ﷺ کے تشریف لانے سے نبوت کا عمدہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا آغا علمت ہے، اس بات کی کہ انبیاء کے عدد میں کوئی باقی نہیں رہا اس لیے پہلے نبی کو لانا پڑا۔

مرزا کا قول کتاب ضمیمہ حقیقتہ الوحی ص ۲۶۶ پر ہے اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں ﷺ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں آئینہ بن گیا ہوں۔ محمد الرسول اللہ کی تصویر مجھ میں اتر آئی ہے، اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمسخر و استہزا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ مہر لگی رہی اور مال میں سے مال چرا لیا گیا۔ کبھی کہتا ہے کہ آپ خاتم النبین ہیں، ان کی مہر لگانے سے اور ان کی منظوری سے اور محض بھی نبی بن سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دین سے تمسخر ہے اور استہزا ہے۔ ("حقیقتہ الوحی" ص ۹۷) پر ہے۔ آپ کی پیروی سے نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

چند شبہات کے جوابات

علماء اسلام کا یہ قول ہے کہ اگر کسی کے کلمہ کفر میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو ۹۹ کو نظر انداز کیا جاوے۔ اس کی مراد یہ ہے، صرف ایک ہی کلمہ کسی کا پایا گیا ہو اور اس کے حالات معلوم نہ ہوں۔ اس وقت یہ صورت ہوگی اور اگر حالات معلوم ہوں اور وہ بیس سال عبادت کرے اور کلمہ کفر بولے وہ کافر ہے۔

تکفیر اہل قبلہ

۲۔ یہ مسئلہ جو مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ اس کے معنی حسب تصریح علماء یہ ہیں کہ کل متواترات اور ضروریات دینی پر ایمان رکھتا ہو۔ گویا اہل قبلہ کا لفظ ایک عنوان ہے۔

("عالمگیریہ" ص ۳۲۰، ج ۲، "کتاب السیر" اور رد المحتار" پر ص ۴۴۷، "شرح فقہ

اکبر" ص ۱۸۹)

میں نے شروع میں کہا تھا کہ اجماع کا منکر کافر ہے اور اجماع صحابہ کا قطعی ہے۔

وابن تیمیہ کی کتاب "اقامۃ الدلیل" ص ۱۳۰، جلد ۳ میں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اجماع صحابہ کا اتباع واجب ہے بلکہ وہ قوی تر حجت ہے اور دوسری حجتوں پر مقدم ہے۔ اسلام شناخت ہے مسلمانوں کی اور مسلمان شناخت ہیں اسلام کی۔ اگر اجماع کو درمیان سے اٹھا دیا جاوے تو دین گر گیا۔ ("بخاری" ص ۱۰۲۴، ج ۲) میں ہے۔ اس کتاب کے اسی صفحہ پر یہ حدیث ہے۔) فان له اصحاب الخ۔ کہ اس کی ذریت میں سے قوم نکلے گی جو ان کی نماز روزہ کے سامنے تمہارے یعنی صحابہ کے نماز روزہ بیچ ہوں گے اور جھٹ سے نکل جاویں گے۔ دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے۔ شکار سے اور ایک اور حدیث ہے اگر میں نے ان کو پایا تو عادیثہ کی طرح انہیں قتل کر دوں گا۔ حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قول کہ گناہ کار کی تکفیر نہیں ہونی چاہیے۔ تو گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جو حد کفر تک نہیں پہنچا جو کلمات یا افعال کفر کے ہیں۔ ان سے ہر طرح سے تکفیر کی جائے۔ ایسے گناہ مثلاً زنا، شراب خوری سے تکفیر نہیں ہوگی کہ اگر کوئی شخص نماز کو دانستہ طور پر ترک کر دے وہ کافر نہیں، فاسق اور سخت عاصی ہے اور اگر تاویل کر جائے کہ اس سے کوئی اور چیز مراد ہے تو وہ قطعاً کافر ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر نہ ہو اور صرف تارک ہو تو وہ فاسق ہے اور اگر دانستہ ایک دفعہ قبلہ سے پھر کر نماز پڑھے تو وہ کافر ہے۔ تمام کافروں سے بدتر کافر ہے جن کا الاؤ ہو اسلام کے ساتھ جہنم کے کافروں سے کیونکہ اصل کافروں سے نفع ہوتا ہے اور دوسروں سے پونجی جاتی ہے۔

شیطان کا کفر

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ نہ خدا کی تکذیب کی نہ پیغمبر ﷺ کی، جیسے ابلیس نہ خدا کی تکذیب کی نہ آدم کی۔

کافر، منافق اور زندیق میں فرق

جو اس دین محمدی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جو اندر سے منکر ہو اور بظاہر مقرر ہو وہ منافق ہے۔ اس کا حکم کافروں سے اشد ہے اور جو زبان کے اقرار کے بعد دین کے

اصول بدلائے وہ زندیق ہے اور یہ دونوں قسموں سے شدید ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں: ("احکام الفرقان" ص ۵۳) من انکر شیعاً من شرایع الاسلام۔ جس نے اسلامی امور میں سے کسی امر کا انکار کیا تو اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ الخ کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔

ایمان، کفر اور ارتداد کے معنی

اس وقت تک جو اجمالی طور کفر و اسلام کی حقیقت بیان کی گئی ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ معنی ارتداد کے یہ ہیں کہ اسلام سے ایک مسلمان کلمہ کفر کہہ کر اور ضروریات و متواترات سے کسی چیز کا انکار کر کے خارج ہو جاوے اور ایمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ سے جس چیز کو لائے ہیں اور اس کا ثبوت بدیہات اسلام سے ہے۔ ہر مسلمان عام و خاص اس کو جانتے ہیں۔ اس کی تصدیق کرنا عبارت ذیل سے یہ دونوں مضمون ثابت ہیں۔ ("در مختار بر حاشیہ شامی" ج ۳، ص ۲۸۳) باب المرتد هو الراجع عن دین الاسلام الی قوله مما علم عن محبیہ ضرورہ۔ یعنی مرتد وہ ہے جو پھر جائے دین اسلام سے اور رکن اس کا ایمان کے بعد زبان پر اجراء کلمتہ الکفر ہے اور ایمان تصدیق ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ان تمام چیزوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں اور ثبوت ان کا بدیہی ہے۔

("اشباہ النظائر" ص ۲۶۷) الایمان الی قوله ما ادخلہ فیہ۔ یعنی ایمان تصدیق ہے۔ آنحضرت ﷺ کی جملہ ان چیزوں میں جو وہ لائے اور ثابت ہو گیا ہے پورے تواتر سے، کفر تکذیب ہے۔ آنحضرت ﷺ کی کسی ایک چیز کی دین میں جو ہدایت سے ثابت ہو، کافر نہیں ہو گا۔ کوئی اہل قبلہ مگر ساتھ انکار کرنے اس چیز کے جسے اس نے ایمان میں داخل کیا تھا۔

ضروریات دین کی تعریف

ضروریات دین وہ ہیں جسے خواص و عوام پہچانیں کہ یہ دین سے ہیں۔ جیسے اعتقاد

توحید و رسالت و خمس صلوات ویسے ہی اور چیزیں۔ ("شامی" ص ۲۴، ج ۱، باب الامامت)

مرزائی توجیہات کے جوابات

جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہو جاتے ہیں، وہ عموماً اپنے کفر کے چھپانے کے لیے مختلف تاویلیں اختیار کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اہل قبلہ ہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم ارکان اسلام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں اور تبلیغ اسلام میں سر تو زکوٰۃ شش کر رہے ہیں۔ ہمیں کیسے خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بتصریح فقہا اگر ایک شخص کے کلام میں ۹۹ وجوہ کفر ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی موجود ہو تو مفتی کا فرض ہے کہ اسی ایک وجہ کو اختیار کر کے اسے مسلمان کہے اور کفر کا حکم نہ لگائے، پھر ہمیں کیسے خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بتصریح فقہا جو شخص کلمہ کفر کسی تاویل کی بناء پر کہے اسے کافر نہیں کہا جاتا۔ ان چاروں شبہات کے جواب باتر تیب یہ ہیں:

۱۔ پہلی بات کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ یہ لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ حسب تصریح و اتفاق علماء اہل قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے، چاہے سارے عقائد اسلامیہ کا منکر ہو۔ قرآن نے منافقین کو تمام کفار سے زیادہ بدتر کافر ٹھہرایا، حالانکہ وہ نہ صرف قبلہ کی طرف منہ کرتے، بلکہ تمام ظاہر احکام کو ادا کرتے تھے۔ قرآن کا ارشاد ہے: لیس البران تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب۔ اس مضمون کی تصریح کتب ذیل میں موجود ہے۔ ("شرح فقہ اکبر" ص ۱۷۹)

یعنی جان لے کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اتفاق کیا، ضروریات دین پر۔ جیسے حدوث عالم۔ حشر اجساد علم اللہ کا کلی و جزئی کے ساتھ اور ایسے دوسرے مسائل محمد۔ پس جس نے مداومت کی تمام عمر طاعات و عبادات پر باوجود اعتقاد قدم عالم کے اور نفی حشر کے اور جزئیات مادیات کے ساتھ علم الہی کی نفی کی۔ وہ اہل قبلہ میں

سے نہیں ہے اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، اس کی مراد یہ ہے کہ کافر نہیں ہو گا جب تک علامات کفر اور کوئی چیز موجب کفر میں سے نہ پائی گئی ہو۔ تقریر شرح تحریر الاصول ص ۳۱۸، ج ۳ میں ہے۔ والہاد، قطعاً یعنی مراد مبتدع سے وہ ہے جو اپنی بدعت کی وجہ سے کافر نہیں اور ویسے ہی گنہگار اہل قبلہ سے وہ شخص مراد ہے جو ضروریات دین کے موافق ہے۔ جیسے حدوث عالم و حشر اجساد سوائے اس کے کہ اس سے کوئی چیز موجب کفر سے صادر ہو، اس کتاب کے اسی صفحہ پر ہے۔ کافر نہ کہنا اہل قبلہ کا کسی گناہ سے تصریح کی ہے۔ اس کو ابو حنیفہؒ نے فقہ اکبر میں فرمایا ہے، ہم کافر نہیں کہتے کسی کو، کسی گناہ کی وجہ سے، اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو بشرطیکہ اسے حلال نہ سمجھے۔ جیسے کہ مستقی حاکم شمیم کی کتاب میں ہے۔

دوسرا شبہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام ارکان کے پابند ہیں اور تبلیغ اسلام میں مساعی ہیں۔ پھر ان کو کیسے کافر کہا جاتا ہے، اس کا ”صحیح بخاری“ کی حدیث میں ہے: ”کتاب استنبامہ المعاندین والمرتدین“ ص ۱۰۲۴ ”باب قتال الخوارج“ ص ۱۲۴، ج ۲ میں جواب ہے، جس کو میں اپنے بیان میں کہہ چکا ہوں۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ یہ قوم جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے اور ان کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ یہ لوگ نماز، روزہ کے پابند ہوں گے بلکہ ظاہری خشوع و خضوع کی حالت یہ ہوگی کہ مسلمان اپنی نماز روزہ کو ان کے مقابلہ پر بیچ سمجھیں گے، لیکن اس کے باوجود جب بعض ضروریات دین کا انکار ان سے ثابت ہوا تو ان کی نماز روزہ ان کو کفر سے نہ بچا سکے۔

تیسرا شبہ یہ کہا جاتا ہے کہ فقہانے ایسے شخص کو مسلمان کہا ہے جس کے کام میں ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو جواب یہ ہے کہ اس کا نشاء بھی یہ ہے۔ بعض فقہاء کے کلمات دیکھ لیے گئے اور ان کے معنی سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی اور نہ وہ ان کے اقوال دیکھے جن میں تصریح ہے کہ یہ حکم عموم پر نہیں، بلکہ اس وقت ہے کہ جب قائل کا صرف ایک کلمہ مفتی کے سامنے آئے اور قائل کا دوسرا کوئی حال معلوم نہ ہو اور نہ اس کے کام میں تصریح ہو۔ جس سے معنی کفر یہ متعین ہو جائے تو

اس حالت میں مفتی کا فرض ہے کہ معاملہ تکفیر میں احتیاط کرے اور اگر کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نکل سکے۔ جس کی بناء پر یہ کلام اور کلمہ کفر ہونے سے بچ جائے تو اس احتمال کو اختیار کر کے اسے کافر نہ کہے۔ لیکن اگر ایک شخص کا کلمہ کفر اس کی سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات والفاظ مختلف موجود ہو، جس کو دیکھ کر یقین ہو جائے کہ یہ شخص بھی معنی کفریہ مراد لیتا ہے یا وہ خود اپنے کلام میں معنی کفر کی تصریح کر دیتا ہے تو باجماع فقہاء اسے مسلمان نہیں کہہ سکتے اور قطعی طور پر ایسے شخص کے لیے فتویٰ کفر لگایا جاوے گا۔ "فتاویٰ ہند" یہ کتاب "السیر اٰخر الباب التاسع" ص ۴۲۰ میں ہے۔

اذا كان - الى قوله كذا في بحر الرائق - يعني جب مسئلہ میں کئی وجوہ موجب کفر ہوں اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اسی ایک وجہ کی طرف مائل ہو اور ایسا ہی ہے۔ خلاصہ بزار یہ ہیں مگر جب تصریح کر دے، ایسی مراد کی جو موجب کفر ہے تو اس وقت کوئی تاویل نفع نہ دے گی۔ ایسا ہی ہے بحر الرائق میں۔

شبہ چہارم یہ کہا جاتا ہے کہ جب کلمہ کفر کسی تاویل کے ساتھ موجب کفر کہا جائے تو کفر نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس میں بھی تصریح فقہاء سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔ فقہاء اور متکلمین کی تصریحات موجود ہیں کہ تاویل اسی کلام اور اسی چیز میں مانع تکفیر ہو سکتی ہے جو ضروریات دین سے نہ ہو لیکن اگر کوئی ضروریات میں تاویل کرے اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نئے معنی تراشے تو بلاشبہ اسے کافر کہا جائے گا۔ اسے قرآن مجید الحاد کہتا ہے اور حدیث نے اس کا نام زندیق رکھا ہے۔ زندیق اسے کہتے ہیں جو مذہبی لڑ بچہ بدلے، الفاظ کی حقیقت بدل دے۔

محمد بن ابوبکر حاکم مصر نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ دو مسلمان زندیق ہو گئے ہیں۔ ادھر سے جواب دیا گیا کہ وہ تو بہ کر لیں تو بہ، ورنہ انہیں قتل کرو۔ رواہ الشافعی والبیہقی واخذ من کنز العمال۔ زندیق فارسی لفظ ہے جس کو عربی میں لیا گیا۔ علماء کے نزدیک کتابوں میں اس کا نام باطنیت آتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں ایک ہی معنی رکھتی ہیں اور کفر صریح ہیں۔ "معانی الآثار" ص ۷۹، ج ۲، "کتاب الحدود باب حد الخمر" میں امام طحاویؒ نے حضرت علیؑ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل شام کی ایک جماعت نے شراب پی اور آمت کریمہ لیس علی المذہب

امنوا و عملوا الصالحات --- کی تحریف کر کے شراب کو حلال قرار دیا۔ اس وقت یزید بن ابی سفیان حاکم شام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ان کو گرفتار کر کے یہاں بھیج دو۔ جب یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو صحابہ اور تابعین سے اس معاملہ میں مشورہ ہوا اور یہ رائے قرار پائی یا امیر المؤمنین، تری انہم قد کذبوا علی اللہ تعالیٰ و اشرعوا فی دینہم مالم یاذن بہ اللہ فاضرب اعناقہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر انہوں نے افتراء کیا اور دین میں ایک ایسی بات جاری کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔ لہذا ان کی گردنیں ماری جائیں۔ لوگوں نے یہ رائے پیش کی مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ساکت تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں، فرمایا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں کہیں کہ اس سے توبہ کرو۔ اگر توبہ کریں تو ہر ایک کو ۸۰، ۸۰ کوڑے لگوائیے اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردنیں ماری جاویں۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ پر افتراء کرتے ہیں اور دین میں ایسی بات جاری کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ یہ واقعہ حافظ بن حجر نے "فتح الباری" ص ۳۲۴ میں بحوالہ مسند عبدالرزاق و مصنف بن ابی شیبہ نقل کیا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ شرعی لفظ کو بحال رکھنا اور اس کی حقیقت کو بدل دینا اور معاملہ ہو متواترات کا، تو یہ کفر صریح ہو گا۔ ان لوگوں نے قرآن کی تکذیب نہ کی تھی بلکہ ایک بیجا تاویل کی تھی، جس پر قتل کر دیئے گئے۔

وزیر محمد بن ابراہیم "یمانی ایثار الحق عن الخلق" کے ص ۴۴۵ پر لکھتے ہیں: مثل الی قولہ عن سلفہا۔ یعنی جیسے کفر زنادقہ اور لمحدوں کا انہوں نے کھیل اور تمسخر کیا، قرآن کی سب آیتوں کے ساتھ اور تاویل کی آیتوں کی۔ ان باطنی چیزوں کے ساتھ جس پر نہ لفظوں کی دلالت ہے، نہ نشان ہے اور نہ سلف صالحین کا اشارہ ہے۔ ان لمحدوں کی طرح وہ لوگ ہیں جو ان کے ہم صفت ہوں۔ شرع کے نشان مٹانے اور بدیہی علوم کے رد کرنے میں جس کو اگلی نسلوں سے پچھلی نسلوں نے لیا۔ یہاں تک میرے بیان سے اصولی طور پر کفر اور ایمان کی شرعی حقیقت اور یہ بات واضح ہو گئی کہ ایک مسلمان کسی قسم کے اقوال یا افعال کی وجہ سے کافر اور خارج از اسلام ہو

جاتا ہے۔

قادیانی کے کفر پر دنیائے اسلام کے علماء کے فتوے

اس کے بعد میں بیان کرتا ہوں کہ قادیانی مدعی نبوت نے کتنی ضروریات دین کا انکار کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر و مرتد قرار دیا گیا اور ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے اپنے شدید اختلاف مشرب کے باوجود ان کے اور ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں۔ "القول الصحيح فی مکاید المسیح" میں مولوی محمد سہول صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند حال پرنسپل کالج ٹمپس اہدے پٹنہ عظیم آباد نے ایک فتویٰ مرتب کیا ہے، جس پر تمام علماء کے دستخط ہیں، جس میں حضرت شیخ الہندؒ کی یہ عبارت ہے۔ مرزا علیہ ما ستمعہ کے عقائد و اقوال کا اور کفریہ ہونا ایسا بدیہی ہے کہ جس کا انکار کوئی منصف صاحب فہم نہیں کر سکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے، مصر کا فتویٰ بھی اس کے ساتھ چھپا ہوا موجود ہے، شام کا بھی موجود ہے۔ شام کا فتویٰ جس کا نام خلافت الرونی انتقاد مسیح الہند ہے جو مرقومہ محمد ہاشم الرشید الخلیف الحسینی القادری کا ہے۔ اس کی چند طور کا مطلب یہ ہے، تیسری کلام وہ جو کہ میں نے رسالہ کے ص ۲، ۳ پر نقل کی ہے۔ وہ شہادت دیتی اور حکم کرتی ہے کہ تو کاذب ہے، نہیں داخل ہوا تو دائرہ اسلام میں اور ایسا ہی تیرا مسیح ہندی اور اس کے اتباع۔ آگے لکھتے ہیں کہ اسکندر رانی اور سب جرائد نے تمہارے رد کا اعلان کیا ہے۔ سارے مسلمان اس یقین پر ہیں کہ تم لحد اور کافر ہو۔ دوسرا فتویٰ ہندوستان کا ہے، اس میں بھی تمام مشاہیر علماء ہند کے دستخط ہیں۔ یہ فتویٰ ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوا ہے۔

مصری فتویٰ کا ترجمہ

جو انجمن تائید الاسلام گوجرانوالہ نے اپنے رسالہ "کفر مرزا" میں شائع کیا ہے، یہ ہے کہ غلام احمد ہندی کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر غلام احمد نے کہا کہ میرا مقصود ختم نبوت سے ختم کمالات نبوت ہے جو سب سے

افضل رسل و انبیاء ہیں اور میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بجز اس کے جو آپ کی امت میں ہو اور پوری طرح سے آپ کا پیرو ہو، جس نے سارا فیض آپ کی روحانیت سے پایا ہو اور آپ کی روشنی سے روشنی پائی ہے تو وہاں پر مغفرت کا مقام نہیں رہتا، اور نہ کوئی دوسری نبوت ہے۔ یہ مقام حیرت نہیں بلکہ وہ خود احمد ہی ہے، جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کوئی شخص اپنی صورت پر جس کو اللہ تعالیٰ آئینہ میں دکھاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے، عبرت نہیں کرتا۔ پس جو شخص نبی سے ہو اور نبی کے اندر ہو تو وہ ہو بہو وہی ہے۔

یہ کلام اس بارے میں بالکل صاف ہے کہ غلام احمد آنحضرت ﷺ کے بعد اجراء نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے۔ یعنی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وہ بھی نبی آپ کے اتباع سے ہوا ہے اور وہ صورت آنحضرت ﷺ سے ہے اور ہو بہو محمد ﷺ ہے، یہ صریح کفر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان و ما کان محمد الخ کے صریح مخالف ہے۔ یہ ان بہت سے دعوؤں سے ایک ہے، جو کذب غلام احمد ہندی پر دلالت کرتے ہیں اور جن کو اس نے اپنی کتاب ”مواہب الرحمن“ میں تحریر کیا ہے۔ مغفور مصطفیٰ کامل پاشا رئیس حزب الوطن اور مالک اخبار اللوار نے اس کا رد لکھا ہے اور غلام احمد کو ضال اور مضل لکھا تھا۔ (کاتب فتویٰ مفتی مصر محمد نجیب ہیں)

دوسرے دستخط علامہ منٹاوی جوہری کے ہیں۔ میں نے اصل فتویٰ دیکھا ہوا ہے، ترجمہ درست ہے۔ یہ فتویٰ مصری علیحدہ طبع ہوا تھا اور میں محمد نجیب اور علامہ منٹاوی کو جانتا ہوں۔ رسالہ استنکاف الاسلام میں مفتی بھوپال کے دستخط اور مہر بھی ہے۔ انہوں نے اس سوال نکاح کے متعلق بھی اپنا فتویٰ دیا ہے۔

قادیانی کی کتابوں میں بہت سے متواترات دین کا انکار ہے

اگر قادیانی کے کتب کا استیعاب کیا جاوے تو بہت سے متواترات شرعیہ کا انکار اور خلاف صریح سے صریح طور پر اس کی کلام میں موجود ہے۔ جن میں سے اس وقت

چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں، جو ہمارے اور ساری امت کے نزدیک موجبات کفر سے ہیں:

(الف) ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف۔

(ب) دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی نبوت مراد ہے۔ جیسی کہ پہلے انبیاء کی ہے۔

(ج) وحی کا دعویٰ اور اپنی وحی کا قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

(د) عیسیٰ کی توہین۔

(ر) آنحضرت ﷺ کی توہین۔

(ھ) تمام امت محمدیہ کی تکفیر، بجز چند اپنے مریدوں کے سارے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا پچاس کروڑ مسلمانوں کو اولاد زنا قرار دینا۔ ان سب چیزوں کو اپنے آخر بیان میں خود قادیانی کی کتب سے بیان کروں گا۔ اس سے پہلے ہر ایک نمبر کے متعلق یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب چیزیں متواترات اور ضروریات دین کے خلاف ہیں، اجماعاً کفر ہیں۔

امراول۔۔۔۔ ختم نبوت کا انکار

آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنَ

۱۔ امراول، ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ خداوند کی مشیت میں یہ مقرر تھا کہ انبیاء کی عمارت نبی کریم ﷺ پر ختم کر دی جائے اور جتنے کمال ہیں، آنحضرت ﷺ پر ختم ہو جائیں۔ اس کے بعد سلسلہ پیغمبری باقی رکھنا مشیت ایزدی سے نہیں ہے۔ اسی مشیت کے ماتحت آنحضرت ﷺ کی اولاد زینہ باقی نہ رہی۔۔۔۔ اسی مقصود سے فرمان ہے، قرآن مجید کا کہ نبی کریم ﷺ کی ابوت مستقبل کے لیے ہے اور خاتم النبیین کا علاقہ ماضی کے لیے ہے۔ پہلی کتب میں بھی آپ پر سلسلہ نبوت ختم کیا گیا اور توریت میں بلفظ عبرانی یہ آیت ہے:

فابی مقررئج کاموخ۔ یاقیم یخ۔ الا وتسمایمون

نبی من قریبک نعما فیمک کمشک مقیم لک
الہک الیہ تسمعون۔

جس کا ترجمہ یہ ہے، ”پیغمبر ایک رسول، ایک نبی، ایک تیرے قربت
داروں میں سے، تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا قائم کرے گا۔ تیرے لیے
خدا تیرا اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔“

انجیل میں بلفظ عبرانی یوں ہے:

یحوہ مینائی وزادم مساعیر ہو منع تود بارات۔

اردو ترجمہ یوں ہے: ”خدا مینا سے آیا، طلوع اس کا سامیر پر ہوا، اور
التوا اس کا فاران پر ہوا۔“

نبوت موسوی اور عیسوی اور محمدی کی طرف اشارہ ہے اور ان کو کمال تک پہنچا کر
سلسلہ کو ختم کر دیا ہے۔ یہ عبارتیں کتاب ”الملل والنحل“ پر ہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ، قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے

اس کے متعلق اتنا لکھتا ہوں کہ ختم نبوت کا عقیدہ باین معنی کہ آنحضرت ﷺ کی
نبوت کے بعد کسی کو عمدہ نبوت نہ دیا جاوے گا۔ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے، ان
اجماع عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول و عقائد میں شمار کیے گئے ہیں اور
آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک نلا ”بعد نسل ہر مسلمان جس کو
اسلام سے کچھ بھی تعلق ہے۔ اس پر ایمان رکھتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ قرآن مجید کے بہت
سے آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے جس کا عدد دو سو سے بھی زائد ہے اور
قطعی اجماع امت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے
اور کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔

مبطلہ ان آیات کے صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ ما کان محمد۔
السخ اس آیت میں ختم نبوت کا ثبوت باین معنی کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد
کسی کو عمدہ نبوت ہرگز نہیں دیا جاوے گا۔

باجماع صحابہ و تابعین اور اتفاق مفسرین ثابت ہے اور اس پر اجماع ہے۔ اس میں کسی تاویل و تخصیص کا احتمال نہیں اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نکالے وہ ضروریات دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائے گا۔

ختم نبوت پر چند ائمہ المفسرین والحدیث کے اقوال

اس کے ثبوت کے لیے چند ائمہ المفسرین و حدیث کے اقوال پیش کرتا ہوں۔ حافظ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۸۹ پر لکھتے ہیں:

فهذه الآية نص تام --- رضى الله تعالى عنهم
یعنی یہ آیت اس میں نص ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب کوئی نبی نہیں تو پھر رسول بطریق اولیٰ نہیں، کیونکہ مقام نبوت سے مقام رسالت خاص ہے، ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

اس کے موافق متواتر حدیثیں صحابہؓ کی جماعت کی روایت سے وارد ہوئی ہیں۔ امام موصوف کے اس کلام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم نبوت کو ثابت کرنے کی حدیثیں متواتر ہیں جس کا بہت بڑا حصہ امام موصوف نے نقل فرما کر لکھا ہے۔

فمن رحمه الله الى قوله عند اولى الالباب - (ج ۸)

(ص ۹۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں پر ہے کہ اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور ختم نبوت اور رسالت سے مشرف کیا اور آپ نے دین حنیف کامل کر دیا۔ خبر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی نے اپنی احادیث متواترہ میں کہ کوئی نبی نہیں ہے۔ بعد آنحضرت ﷺ کے تاکہ جان لو کہ جس نے دعویٰ کیا اس عمدہ کا بعد خاتم الانبیاء کے وہ جھوٹا ہے، مفتری ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ کتنے حیلے اور شعبہ ایجاد کرے اور کتنے سحر اور طلسمات نیرنگیاں دکھائے یہ سب محال اور گمراہی ہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں شیخ محمود الوسی، مفتی بغداد تحریر فرماتے

ہیں۔ ”تفسیر روح المعانی“ ج ۷، ص ۶۰ پر ہے۔ والمراد اے قولہ بالنسبہ۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء کی مراد یہ ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی اور شخص اس عمدہ سے سرفراز نہ ہوگا۔ آگے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا عقیدہ اس کے مخالف نہیں جو کہ امت کا مجمع علیہ اور اتنی احادیث سے ثابت ہے جو غالباً تو اتر معنوی کی حد تک پہنچتی ہیں اور جس پر قرآن ناطق ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ حتیٰ کہ اس کے منکر کو کافر شمار کیا گیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے نبوۃ سے آراستہ ہونے سے قبل عیسیٰؑ اس دنیا میں صفت نبوت سے متصف تھے۔

قاضی عیاض شفا لکھتے ہیں: ص ۳۶۲

باب ما هو من مقالات الکفر اجمعت الامہ۔ اے قولہ سمعا
یعنی امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس کا ظاہری مفہوم مراد ہے۔
سوی کسی تاویل کے اور تخصیص کے کوئی شک نہیں۔ ان طوائف کے کفر والحاد میں جو
اوپر بیان ہوئے از روی اجماع امت اور نصوص کے احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف
ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔ بخاری کتاب ”حدیث الانبیاء“ ص ۴۹۱ میں ہے۔ عن
النبی علیہ السلام کان بنو اسرائیل۔ اے آخرہ یعنی آنحضرت
ﷺ نے فرمایا کہ بنو اسرائیل کی تمکبانی انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جائے
تو دوسرا نبی آجاتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں
گے۔ عرض کی گئی، اس پر کیا حکم کرتے ہیں۔ فرمایا، اطاعت کرو اول کی، انہیں ان کا حق
ادا کرو، خدا ان سے پوچھ لے گا۔ اس رعیت کے متعلق جو ان کے حوالہ کی گئی۔ اس کو
مسلم نے ”کتاب الامارۃ“ میں لکھا ہے۔ اس کے بعد اجماع امت اور چند اقوال
بزرگان ملت کے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلا اجماع جو اسلام
میں منعقد ہوا تھا اس پر نبوت کو بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی
نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، مرتد اور کافر قرار دیا گیا اور سزا اس کی قتل ہے۔ صحابہؓ کے
اجماع سے صدیق اکبر ﷺ کے زمانہ میں میلہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا،
اسے قتل کر دیا گیا۔ عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے جو کہ ایک صفحہ تک چلی جاتی
ہے اور ملا علی قاری شرح میں لکھتے ہیں۔ ج ۴، ص ۵۰۶ تا ج ۴، ص ۵۰۹۔ باب ۵۰۔

هو من مقالات الكفر وكذا الكذ - اے قولہ بلا مرتبہ یعنی جو شخص آنحضرت ﷺ کے ساتھ کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے جیسے میلہ کذاب اور اسود عسی کے متبعین یا آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا جیسے عیسیٰ ابن اسحاق اصفہانی کے متبعین یا نبوت کا اکتساب ریاضت سے جائز رکھا بلاشبہ کافر ہیں۔ خفاجی نے شرح شفاء میں اس کے قریب قریب لکھا ہے، ابن حزم "کتاب الفصل" میں لکھتے ہیں، 'ج ۴' ص ۱۸۰، باب ذکر العزائم الموجهہ۔۔۔۔۔ الی قولہ۔۔۔ فی آخر الزمان۔ یعنی کیسے کوئی شخص جائز رکھ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی زمین میں ثابت کرے سوا اس کے جس کو خود آنحضرت ﷺ نے استثناء کیا ہے۔ متواتر احادیث میں یعنی نزول عیسیٰ بن مریمؑ کا اسی کتاب کے ج ۳، ص ۲۴۹ پر ہے۔ ادا ان اے قولہ علیہ۔ یعنی یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو، سوائے عیسیٰ بن مریمؑ کے، کیونکہ دو آدمیوں کا بھی اس شخص کے کفر میں خلاف نہیں، یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ختم نبوت اپنے مشہور معنی کے ساتھ قرآن و حدیث و نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے، کہ اس کا منکر یا مودل یا محرک کافر ہے۔

امردوم۔۔۔۔۔ ادعائے وحی نبوت

امردوم، ادعائے وحی نبوت: اب امر دوم ب کے متعلق ادعائے نبوت کفر ہے۔ میں دلائل بیان کرتا ہوں۔ اس امر کے اثبات کے لیے وہ تمام آیات اور احادیث اور اجماع اور اقوال سلف کافی دلائل ہیں جو بحث الف میں پیش کر چکا ہوں۔ مزید برآں چند عبارات اور بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ملا علی قاری کلمات الکفر کے بحث میں فرماتے ہیں، "شرح فقہ اکبر" ص ۱۹۰، ودعوی نبوت اے قولہ کفر بالاجماع۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔ "اجماعا لکفر" ص ۴۱۱، ج ۳ میں ہے۔ اذالم یعرف اے قولہ کذا فی التیمیہ۔ یعنی جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔ اسی طرح "تمیۃ الدھر" میں ہے۔

میں اس کے تحت حسب ذیل دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وحی لازم نبوت ہے، یعنی جو اس کا مدعی ہو، اگرچہ بظاہر نبوت کا مدعی نہ ہو مگر وہ فی الحقیقت مدعی نبوت ہے اور کافر ہے۔ جیسا کہ بحوالہ ”شرح شفاء“ گزر چکا ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

و کذا لک من ادعی منهم انه یوحی الیہ وان لم یدع النبوه۔ یعنی جس نے صرف وحی کا دعویٰ کیا، وہ کافر ہے، اگرچہ دعویٰ نبوت نہ کرے۔

امر سوم۔۔۔۔۔ کشف والہام و وحی کے معانی

”نسیم الریاض“ ص ۵۰۸، ج ۴۔۔۔۔۔ کشف یہ ہے کہ کوئی پیرائے آنکھوں کو دکھایا گیا جس کی مراد کشف والہام و وحی کشف والا خود سمجھے اور اگر کوئی مضمون دل میں ڈال کر سمجھایا گیا تو وہ الہام ہے۔ خدا نے اگر کوئی کلام بذریعہ فرشتہ بھیجا وہ وحی ہے۔ کشف والہام ظنی ہیں اور وحی قطعی ہے۔ بنی نوع انسان میں وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیروں کے لیے کشف والہام یا لغوی وحی ہو سکتی ہے، نہ شرعی۔

امر چہارم و پنجم۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت ﷺ کی توہین

موجبات کفر قادیانی میں سے امر چہارم حضرت عیسیٰؑ کی توہین ہے اور امر پنجم آنحضرت ﷺ کی توہین ہے۔ توہین دو طرح پر ہے، ایک صریح، دوسری تعریفی۔ تعریفی اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کا حوالہ دے کر نقل کیا اور غرض پہنانی یہ ہو کہ اس شخص کے نقائص لوگوں میں پھیل جائیں۔ گویا کام اپنا کرتا ہے اور دوسرے کے کندھے پر ڈالتا ہے، یہ بھی کفر صریح ہے، مگر میں توہین کی صریح مثالیں پیش کروں گا۔ بعض توہینوں کو مستند کرتا ہے۔ قرآن سے یعنی قرآن ان کی سند میں پیش کر کے اس سے تفسیر قرآن کرتا ہے اور کسی کے متعلق کہتا ہے کہ حق بات یہ ہے، یعنی اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہے۔ اب میں سند ات پیش کرتا ہوں کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ ابتدائے بیان میں آچکا ہے کہ بنص قرآن نبی کا کلام سن کر سر پھیر لینا بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ واذا

فیل لہم تعالوا یستغفر لکم۔ رسول اللہ یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہاری بخشش کی دعا کریں تو وہ سر پھیر لیتے ہیں اور تو ان کو اعراض و کبر کرتا ہوا دیکھے گا اور بحکم آیتہ کریمہ لانفراق بین احد من رسلہ الخ۔ یہ حکم تمام انبیاء کو عام شامل ہے۔ اس لیے فتاویٰ کی مشہور کتاب ”در مختار“ اور ”شامی“ ”باب الرتہ“ ص ۴۹۰ ج ۳ میں ہے، ”ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔ یعنی جو شخص کسی نبی کے سزا کہنے کی وجہ سے کافر ہوا ہو، یعنی وہ قتل کیا جائے گا حد کے طور پر اور اس کی توبہ دنیا میں قبول نہیں کی جائے گی اور جو ان کے عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔“ حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول“ ص ۲۴۳ میں لکھتے ہیں:

فَعَلِمَ أَنَّ سَبَّ الرُّسُلِ وَالطَّعْنَ فِيهِمْ مَيْنُوعٌ جَمِيعُ
أَنْوَاعِ الْكُفْرِ وَجَمَاعِ جَمِيعِ الضَّلَالَاتِ وَكُلُّ كُفْرٍ
مُفْرَعٌ مِنْهُ -

یعنی جانا گیا کہ نبیوں کا سب اور طعن کرنا ان پر سرچشمہ ہے۔ جمیع انواع کفر کا اور مجموعہ ہے۔ جملہ گرایسون کا اور ہر کفر اسی کی شاخ ہے۔ قاضی عیاض نے "شفا" میں اس بحث پر چند تفصیل لکھیں ہیں جن میں ثابت کیا ہے کہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔ "شفا" ص ۳۲۰، الباب الاول فی سب النبی ﷺ الیٰ اضرا الباب۔ اسی کتاب کے ص ۲۸۲ پر توہین انبیاء کرنے والے کے قتل کے متعلق لکھا ہے، الدلیل الساسوس----- تا----- فقطلوا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ چھٹی دلیل اقوال ہیں۔ صحابہ کے وہ نص ہیں۔ ایسے شخص کے قتل میں جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول جس نے ناسزا کہا، خدا یا کسی پیغمبر کو اس کو قتل کر دو، اسی کتاب کے ص ۵۲ پر ہے کہ قال امام احمد----- تا----- کا الصریح۔ ترجمہ یہ ہے کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ناسزا کہا، نبی کریم کو یا تنقیص کی (مسلمان ہو یہ شخص یا کافر ہو) سزا اس کی قتل ہے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے، اشارہ کرنا یعنی تعریض کرنا خدا کی اور رسول ﷺ کے سب کا ارتداد ہے اور موجب قتل ہے۔ جیسے صراحۃً ساری امت حاضرہ کی تکفیر کرنے والا بھی کافر ہے۔

مرزا نے پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے

قادیانی مدعی نبوت نے اپنے چند مریدوں کے سوا پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے اور سب کو اولاد الٰہی کہا، یہ امر بھی موجب کفر ہے۔

مرتد کا شرعی حکم

قرآن شریف میں ہر قسم کے کفار کے نکاح کے متعلق یہ صاف فیصلہ موجود ہے۔
 لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن۔ ”در مختار“ اور ”شامی“ ص ۳۰۱
 ج ۳ میں ہے۔ ویبطل منه اتفاقا ما یعمد المملہ وہی خمس
 النکاح والذبیحہ والصيد والشہادہ والارث۔ یعنی باطل ہے۔
 سب ارتداد ہر دو چیز جس کی بناء ملت پر ہو۔ وہ پانچ چیزیں ہیں۔ نکاح، زنج، شہادت
 ارث یعنی ارتداد سے یہ۔۔۔۔۔ چیزیں منقطع ہو جائیں گی۔ اسی کتاب کے جلد ثانی باب
 نکاح الکافر میں ہے۔ وارتداد احدھما تفسخ عاجل بلا قضا۔ یعنی
 ارتداد احد الزوجین سے فوراً نکاح ٹخ ہو جاتا ہے اور قضاء قاضی کی ضرورت نہیں۔

حوالہ جات از کتب قادیانی در بارہ توہین انبیاء۔

اب توہین انبیاء کے قول قادیانی کی کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں۔ ”نزل
 المسیح“ ص ۹۹ میں ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اندیے من عرفان نہ کترم زکے
 آنچہ داد است ہر نبی راجام داد آن جام رامرا تمام
 کم نیم زان ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین
 انبیاء میں باہمی فضیلت کا باب فرق مراتب کا ہے اور جو پیغمبر افضل ہے، وہ کسی
 قرینہ سے ظاہر ہو جاوے گا کہ وہ دوسرے سے افضل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو
 اپنی امت تک یہ پہنچایا ہے، مگر اس احتیاط سے کہ اس میں فوقیت مقصود نہیں۔ ایک نبی

کو ایسی فضیلت دینا اگرچہ وہ اس پیغمبر میں واقعی ہو، جس میں کسی دوسرے نبی کی توہین لازم آتی ہو تو کفر صریح ہے۔ "زالہ اوہام" ص ۶۹ پر مرزا لکھتا ہے۔

ایک صنم کہ حسب بشارت آدم عیسیٰ کجا است تائبند پامبرم
قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی کی گئی ہے مگر ایک حرف بھی
حضرت موسیٰ اور عیسیٰؑ کی ہنگ کا اشارتہ یا کنایتہ ذکر نہیں کیا۔ "دافع ابلا" ص ۲۰ میں
ہے، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ کر اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ
واقعی ہیں۔ اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید سے مسیح بن مریم سے بڑھ کر نہ ہو تو میں
جھوٹا ہوں۔ حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ پر ہے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات
جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا
کرتے تھے۔ ص ۶ میں ہے، عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق
بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اس میں صریح عیسیٰؑ کی توہین نپتی ہے۔ حق
بات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ کے الفاظ ہیں۔

لفظ یسوع عبرانی میں ایشوع، معنی نجات دہندہ کے ہے۔ اسی سے تعریب کر کے
عیسیٰ بنایا گیا۔ یہ تعریب قرآن نے نہیں کی بلکہ نزول قرآن سے پہلے عرب کے نصاریٰ
عیسیٰ کو عیسیٰ ہی بولتے تھے۔ مرزا کے نزدیک یسوع و عیسیٰ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔
"توضیح المرام" ص ۳ پر ہے، دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ و یسوع بھی کہتے ہیں۔
الح معلوم ہوا کہ مرزا نے حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی اور توہین کی ایک تیسری قسم لزومی
ہے جس کا معنی یہ ہے کہ عبارت اس لیے نہیں لائی گئی کہ توہین ہو مگر وہ عبارت اس
وقت تک صادق نہ ہو جب تک اس سے توہین ثابت نہ ہو۔ مرزا نے اسی قسم کے ماتحت
آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے۔ "تحفہ گولڑیہ" ص ۴۰ پر جناب رسول
کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد براہین
احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ پر دس لاکھ لکھی ہے اور اس ضمن میں کتاب "اعجاز احمدی"
ص ۷۱ پر ہے کہ خسف القمر المنیر وان لی خسف القمران
المیزان انکر۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے لیے صرف چاند کو گرہن لگا مگر میرے

لیے تو چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا۔ کیا تجھے انکار ہے، یہ خاص تو ہیں لڑوی ہے۔

ادعائے نبوت تشریحی

مرزا کہتا ہے:

- ۱۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ ("دافع ابلا" ص ۱۱)
- ۲۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔ "اعجاز احمدی" ص ۷
- ۳۔ اور اگر کو صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری تو اول یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اربعین ج ۴، ص ۶۷۔

۴۔ ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ ("تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۱۳۶)

۵۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ "انجام آتھم" ص ۶۲، (دشمن سے مراد وہ شخص ہے جو اسے نہ مانے)

۶۔ میں صرف پنجاب کے لیے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لیے مامور ہوں۔ ("حاشیہ حقیقت الوحی" ص ۱۹۲)

۷۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ ("دافع ابلا" ص ۵)

۸۔ خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ ("دافع ابلا" ص ۱۳)

حضرت عیسیٰ کی توہین کے متعلق ایک اور صریح عبارت

۹۔ پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول ﷺ نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو ان کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ دوسرے شیطانی ہے کہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ ("حقیقتہ الوحی" ص ۱۵۵)

تکفیر امت حاضرہ کے بارے میں مرزا صاحب کے حسب ذیل اقوال ہیں:

ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لیے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکری کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر و قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں جانتا، دوسرے یہ کفر کہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول ﷺ نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کفر کے ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ ("حقیقتہ الوحی" ص ۱۷۹)

"آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۷ و ۵۴۸ تلک کتب ينظر اليها كل مسلم بعين الموده والمحبه وينتفع من معارفها و يقبلنى ويصدق دعوتى الا ذريته البغايا الذين ختم الله

علیٰ قلوبہم فہم لایقبلون۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: ”یہ میری کتابیں ہیں، ہر ایک مسلمان ان کو محبت اور مودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے نفع پاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو زانیہ عورتوں کی نسل ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے، وہ قبول نہیں کرتے۔

مرزا کا ادعاے وحی اور قرآن کی برابری کا دعویٰ

مرزا کہتا ہے:

۱۔ میں خدا تعالیٰ کی تیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسے ہی ایمان لاتا ہوں، جیسے کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں، جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ (”حقیقتہ الوحی“ ص ۱۵۰)

۲۔ مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (”حقیقتہ الوحی“ ص ۲۱۱)

۳۔ پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ موجود ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (”ضمیمہ حقیقتہ النبوة“ ایک غلطی کا ازالہ، ص ۲۶۲)

۴۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں، جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کی متواتر نشانیوں سے مجھ کو کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک ہے، وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام و حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا

تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفہ اللہ ہوں، مگر پیٹھ کیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار ہی کیا جاتا۔ (ایک غلطی کا ازالہ منقول از ”ضمیمہ حقیقتہ النبوة“ ص ۲۶۴)

سب نبی کے متعلق شیخین کا حکم

میں آج حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نتویٰ سب نبی کے متعلق پیش کرتا ہوں:

حافظ ابن تیمیہ الصارم السلول ص ۱۹۵ میں حرب کی ایک روایت امام حدیث سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا جس نے سب کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاروق اعظم نے اسے سزائے موت دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ثم قال عمر من سب الله تعالى وسب احدا من الانبياء فاقتلوه۔ ”جس نے ناسزا کہا، خدا کو یا کسی پیغمبر کو، اسے سزائے موت دی جائے۔“

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حکم

کسی عورت نے بحرن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کہا ہے، وہاں کے حکم ماجرین امیر نے اسے کوئی سزا دی تھی۔ صدیق اکبر کا حکم پہنچا کہ پہلے مجھے اطلاع ہوتی تو میں سب نبی کی یہ سزا نہ دیتا بلکہ اس کی سزا قتل ہے۔ لفظ صدیق اکبر کے یہ ہیں۔ فلولاً سبقنی لامرتک بقتلہا لان حد الانبياء ليس مثبه الحدود فمن ذلك من مسلم فهو مرتد اد معامد فهو محارب غادر۔ خلاصہ ترجمہ یہ ہے: ”اگر تو پہلے کچھ نہ کر چکا ہوتا، میں امر کرتا اس عورت کے قتل کا کیونکہ انبیاء کے سب کی حد اور حدوں کے مشابہ نہیں، جو کوئی مسلمان ایسا کرے، وہ مرتد ہے اور جو کوئی ذمی ایسا کرے وہ جنگ کرنے والا ہے، ہم سے اور غدر کرنے والا ہے۔“

یہ جو خلفاء کے احکام ہیں، اس مسئلہ پر کل امت محمدیہ کا اجماع بلا فصل ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے اس مسئلہ (سب نبی) پر ایک کتاب لکھی ہے، جو ”صارم مسلول“ کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری کتاب ”سیف مسلول“ ہے جو شیخ تقی الدین سبکی کی تصنیف ہے۔ یہ دونوں آٹھویں صدی کے حافظ حدیث ہیں۔

مرزا کتاب ”دافع ابلا“ کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے کہ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جو ان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔ (حضور اسے کہتے ہیں، جو تعلقات زنانہ شوئی نہ کر سکے، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کا رکھنے سے مانع تھے۔)

کتاب ”نزول المسیح“ ص ۱۰۰ پر ایک شعر مرزا صاحب کا بالفاظ ذیل ہے:

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ہر رسول نہاں پیراہنم

مرزا اور علماء کے نقل میں فرق

علماء نے جب تورات اور انجیل محرف سے کوئی چیز محرف نقل کی ہے، نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں اور مرزا صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عیسیٰ ثلاثی تھے۔ علماء کے طریق میں اور مرزا صاحب کے طریق میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔

کل جو عبارت ”حقیقتہ الوحی“ ص ۱۷۹ سے پڑھی گئی ہے اس سے ثابت ہوا تھا کہ قادیانی صاحب اپنے منکرین کو کافر کہتا ہے۔ یہی مضمون ”حاشیہ اربعین“ ص ۴، ص ۷ میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ اب دیکھو، خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا ہے اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا ہے جس کی آنکھیں ہوں، دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے اور ”تربیاق القلوب“ ص ۳۲۵ میں ہے۔

یہ نقطہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب الشریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت و مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ "تریاق القلوب" کی عبارت مذکور کو پہلی عبارتوں کے ساتھ جمع کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیانی صاحب فقط نبوت ہی کے مدعی نہیں بلکہ شریعت جدیدہ کے بھی مدعی ہیں۔ جیسا کہ اربعین ج ۴، ص ۷ کی عبارت سے بھی یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے۔ اصول یہ باندھا کہ جو صاحب شریعت ہو اس کا انکار کفر ہے اور پھر ساری امت حاضر کو (جو اس کی منکر ہو) اس کو کافر کہا کہ گویا دعویٰ شریعت جدیدہ کیا اور پھر اس پر بس نہیں کی بلکہ تصریح کر دی کہ شریعت امر و نہی کا نام ہے اور وہ میری وحی میں موجود ہے، لیکن محض مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لیے چند الفاظ "علی و بروزی وغیرہ" گھڑے ہوئے ہیں، جن کی آڑ میں دین کی تحریف کرتا ہے۔ اس لیے میں ان الفاظ کی حقیقت خود مرزا صاحب کے کلام سے واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

بروزی، ظلی و مجازی نبوت کی اصلیت

"تریاق القلوب حاشیہ" ص ۷۷ میں خود قادیانی صاحب کا کلام ہے۔ غرض جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے کہ مراتب وجود دور یہ ہیں۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خود اور طبیعت اور دلی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد ﷺ کے نام سے پکارا گیا۔

یہ ہے حقیقت مرزا صاحب کے نزدیک بروزی، ظلی و مجازی کی جنم کا عقیدہ اسلام میں کفر ہے اور یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔

اور کتاب "قول فیصل" ص ۶ میں بحوالہ اخبار الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء پر مرزا کا قول اس طرح ہے۔ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں، وہ سب

حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے نقلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے۔ پہلے تمام انبیاء نقل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے نقل ہیں۔

ان عبارات سے نتائج ذیل برآمد ہوتے ہیں:

(الف) مرزا نے جو اپنے آپ کو ظلی و بروزی نبی کہہ کر دنیا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ اس کی نبوت نبوت محمدیہ ﷺ سے علیحدہ کوئی چیز نہیں اور اس سے مہربوت نہیں ٹوٹی۔ یہ بالکل لغو اور بے ہودہ خیال ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو مرزا کے اس قول مذکور یہ سے یہ لازم آتا ہے کہ سرور عالم ﷺ (معاذ اللہ) کوئی چیز نہیں تھے، بلکہ ان کا تشریف لانا بعینہ حضرت ابراہیمؑ کا تشریف لانا ہے۔ گویا ابراہیمؑ اصل رہے اور آئینہ رسول اللہ ﷺ ہوئے اور چونکہ ظل اور صاحب ظل میں مرزا کے نزدیک مینیت ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو عین محمد ﷺ کہتے ہیں تو جب محمد ﷺ بروز ابراہیمؑ ہوئے تو عین ابراہیمؑ ہوئے۔ اس سے صاف لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی وجود بالاستقلال نہیں اور نہ آپ کی نبوت کوئی مستقل نبوت ہے، جو صریح کفر ہے۔

(ب) جب رسول اللہ ﷺ ابراہیمؑ کے بروز ہوئے اور خاتم النبین آپ ہوئے تو اس سے معلوم ہوا کہ خاتم بروز اور ظل ہوتا ہے اور اس طرح سے مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے بروز ہوئے تو خاتم النبین مرزا صاحب ہوئے نہ آنحضرت ﷺ۔

(ج) الحکم کی عبارت مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء سابقین رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک صفت میں ظل ہیں اور تمام کمالات رسالت رسول کریم ﷺ میں پائے جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیمؑ کے بروز ہوئے تو جملہ کمالات نبوت اگر مجتمع ہوں گے تو حضرت ابراہیمؑ میں ہوں گے، نہ کہ آنحضرت ﷺ میں۔ یہ صریح توہین ہے۔ سرور عالم ﷺ کی کفر صریح ہے۔ اس کے علاوہ یہ مضمون بھی فی نفسہ بطل اور بے معنی ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیمؑ کے بروز

ہوں اور حضرت ابراہیمؑ آنحضرت ﷺ کے بروز ہوں۔ جو کھلا ہوا دور ہے اس کے بعد میں غل اور بروز کی تحقیق کتب فلسفہ سے پیش کرتا ہوں۔ جس سے قادیانی صاحب کا کید اور فریب پورا واضح ہو جائے گا۔ فلسفہ یونان نے بروز اسے کہا ہے کہ ایک روح دوسری ذی روح میں حلول کرے، یعنی ایک بدن میں دو روہیں ہو جائیں۔ تنازع اسے کہتے ہیں کہ روح ڈھانچے بدلتی رہے۔ مسخ اسے کہتے ہیں کہ ایک نوع دوسری نوع میں تبدیل ہو، نسخ اسے کہتے ہیں کہ ایک حیوان نباتات میں تبدیل ہو، نسخ اسے کہتے ہیں کہ حیوان جماد بن جائے۔ یہ پانچوں اصطلاحیں آسمانی دیوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

قادیانی صاحب کا اقرار ختم نبوت بالمعنی المعروف

”تمامہ البشریٰ“ ص ۷۹ میں ہے۔ وما كان لى ان ادعى النبوه
واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين۔ (منقول از ”ضمیمہ النبوة
فی الاسلام“ ج ۱۳، ص ۵۹)

”ازالۃ الاوہام“ حصہ دوم ص ۲۱۶ پر لکھا ہے:
مسح کیونکر آسکتا، وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئیں۔ اس کو آنے
سے روکتی ہے۔

”ازالۃ الاوہام“ حصہ دوم ص ۲۴۱ پر لکھا ہے:
یہ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیلؑ کی وحی
رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ کو مضمون
قرآن شریف سے تو راد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا
ہے۔ قدر۔

”ازالۃ الاوہام“ حصہ دوم، ص ۳۱۰ پر لکھا ہے:
قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول
ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین جو بطور جبرائیلؑ ملتا ہے اور باب نزول جبرائیلؑ بہ پیرا
نہ وحی رسالت مسدود ہے۔ یہ بات خود متفق ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے اور سلسلہ
وحی رسالت نہ ہو۔ مضمون اختلاف بیان مرزا صاحب میں پیش کیا گیا ہے جو انہوں نے
ابتداء ہی سے زندقہ اور الحاد کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق

آیت کریمہ، ما كان محمد اباً احد من رجال لكم ولكن

رسول اللہ و خاتم النبیین۔ یہ آیت اس واسطے آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نسل نرینہ ہماری مشیت میں مقدر نہیں کیونکہ آپ کے بعد آج سے تا آخر دنیا نبوت کی اسامی آپ کے وجود ذی جود سے پر ہے۔ آپ مستقبل کے لیے تا آخر دنیا رسول ہیں اور جملہ انبیاء سابقین کے خاتم ہیں۔ اس عقیدہ کے موافق کوئی دو سو احادیث نبی کریم ﷺ سے وارد ہوئی ہیں۔ نسبی سلسلہ کے بدلہ میں اس نبوت سلسلہ کو عوض میں رکھ لو۔ ایک رسالہ دیوبند کے مفتی مولانا محمد شفیعؒ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ جس میں یہ تمام احادیث مذکور ہیں اور اس عقیدہ پر امت محمدیہ کی ابتداء سے لے کر آج تک اجماع بلا فصل رہا ہے اور جس طرح قرآن امت تک پہنچا ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی پہنچا ہے اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ بھی اجماع چلا آیا ہے کہ اس آیت میں کوئی تاویل نہیں ہے اور اس عقیدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ خلفاء اور سلاطین اسلام نے اس وقت سے لے کر اب تک مدعیان نبوت کو سزائے موت دی اور اسے کافر و مرتد سمجھا۔ اصلی کافر کے وجود کو برداشت کیا اور ایسے مرتد کے وجود کو برداشت نہیں کیا اور خود مرزا کا (جب تک مسلمان تھا) یہی عقیدہ رہا۔

نبوت اور ولایت کا فرق

نبوت ایک اصلی صفت نبی کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ نہ وہ کسب سے حاصل ہوتی ہے اور نہ وہ کبھی سلب ہوتی ہے۔

سلب نبوت کا عقیدہ یہود کا عقیدہ ہے

یہ عقیدہ یہود کا ہے کہ نبوت سلب بھی ہو سکتی ہے۔ ("نعمیۃ النبوت فی الاسلام" ص ۲۸۴ پر ہے۔ اگر نبوت کسی ہو تو سلب بھی ہو سکتی ہوگی، یہ عقیدہ اسلام کا نہیں۔ ولایت ایسی چیز ہے کہ کسب سے حاصل ہو اور زائل بھی ہو جائے۔ یہ صفت جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم و دائم باقی ہے، احکام شرح کی تبلیغ اس وقت کے وقتی ثمرات اور مواقع میں سے ہے۔ کسی محدود وقت میں اگر اس نے ضروری احکام نہ پہنچائے تو وہ نبی

بحال خود نبی برحق ہے۔ صفت نبوت جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، وہ کسی طرح زائل نہیں ہوتی۔ تبلیغ ایک کارگزاری تھی، پیغمبر کی کہ حاجت پر دائر ہوگی۔ عیسیٰؑ کا آنا بعینہ ایسا ہے جیسے گذشتہ زمانہ میں یعقوبؑ مصر میں چلے گئے تھے اور وہاں بطور رعایت کچھ دن گزارے۔

صوفیائے کرام کا مطلب

صوفیائے کرام نے نبوت کو بمعنی لغوی لے کر مقسم بنایا اور اس کی تفسیر خدا سے اطلاع پانا دوسرے کو اطلاع دینا کی۔ اس کے نیچے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کو داخل کیا اور نبوت کو دو قسم کر دیا۔

۱۔ نبوت شرعی

۲۔ نبوت غیر شرعی

شرعی کے نیچے انبیاء اور رسل دونوں درج کر دیئے اور اب ان کے لیے نبوت غیر شرعی اولیاء کے کشف اور الہام کے لیے نکھر گئی اور مخصوص ہو گئی۔ صوفیائے کرام کی تصریح ہے کہ کشف کے ذریعہ مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اسرار معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں۔ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ مجھ پر مستحب کا حکم آیا، پس اگر یہ پہلے سے شریعت محمدی میں موجود ہے تو فیہا اور اگر موجود نہیں اور پھر دعویٰ کرتا ہے۔ اضافہ کا تو وہ گردن زدنی ہے اور یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارا کشف دوسرے پر حجت نہیں۔ ہمارا کشف ہمارے لیے ہے۔ کتاب ”الیواقیت والجواہر“ کے ص ۱۷۹ پر حسب ذیل الفاظ ہیں۔ فقد بان لک۔۔۔ الخ یعنی پس روشن ہو گیا تیرے لیے کہ دروازے اوامرا اور نواہی دین کے بند کر دیئے گئے ہیں۔ جس نے دعویٰ کیا امر و نہی کا بعد محمد ﷺ کے۔ پس وہ مدعی اس شریعت کا ہو جو اس کی طرف بھیجی گئی ہے، برابر ہے کہ وہ موافق ہو، ہماری شریعت کے یا مخالف ہو۔ پس اگر یہ مدعی عاقل بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے اور اگر عاقل بالغ نہیں، اس سے اعراض کریں گے۔

صوفیاء کے شطیحات

صوفیائے کرام کے ہاں ایک بات ہے جس کو شطیحات کہتے ہیں اور خود فتوحات میں اس کا باب ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان حالات میں کوئی کلمات ان سے نکل جاتے ہیں جو ہمارے ظاہر قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے اور بسا اوقات غلط راستہ لینے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ صوفیاء کی تصریح ہے کہ ان سے کوئی عمل پیرا نہ ہو اور تصریح کرتے ہیں کہ جن پر یہ احوال نہ گزرے ہوں۔ وہ ہماری کتابوں کا مطالعہ نہ کرے۔ مجملًا ہم یہ سمجھتے ہیں جو شخص کسی حال کا مالک ہوتا ہے۔ دوسرا خالی شخص اس سے ضرور الجھ جائے گا، لیکن دین میں کسی زیادتی کمی کا صوفیاء میں سے کوئی بھی قائل نہیں اور ایسے مدعی کو بالاتفاق کافر کہتے ہیں۔

ہم نے اولیاء اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی طہارت اور تقویٰ اور تقدس کی خبریں سن کر اور ان کے شواہد افعال و اعمال اور اخلاق سے تائید پا کر ان کو ولی مقبول تسلیم کر لیا ہے۔ ان قرآن اور نشانوں سے جو خارج مسموث عنہ ہیں، یعنی انہی شطیحات سے ان کی ولایت کو ثابت نہیں کرتے، بلکہ ولایت ان کی خارج سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے جو طریقہ ثبوت کا ہے، اس کے بعد کہ ہم نے کسی کی ولایت تسلیم کی اور ہم اس تسلیم میں صواب پر تھے تو اس کے بعد اگر کوئی کلمہ مغایر یا موہم ہمارے سامنے پڑتا ہے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور محمل نکالیں کہ ٹھکانا اس کا کیا ہے۔ شطیحات کو ہی پہلے پیش کرنا اور اس پر ولایت کا محکمہ جمانا فہم اور جاہل کا کام ہے۔ کسی شخص کی راست بازی اگر جداگانہ تجارب نہ اور جو طریقہ راست بازی ثابت کرنے کا ہے، ثابت ہوئی ہو تو پھر اگر کہیں کوئی کلمہ موہم اور مغالطہ میں ڈالنے والا اس کا سامنے آگیا تو منصف طبیعتوں کے ذہن اس کی توجیہ کریں گے اور محمل نکالیں گے۔

یہ عاقل کا کام نہیں ہے کہ راست بازی کسی کی ثابت ہونے سے پیشرو ہی کلمات مغالطہ پیش کر کے، البتہ مقولوں پر قیاس کرے اور کہے کہ فلاں نے ایسا کہا، فلاں نے ایسا لکھا، اس کا جواب مختصر یہ ہو گا کہ فلاں کی راست بازی جداگانہ۔ اگر ہمیں کسی

طریقہ اور دلیل سے معلوم ہے تو ہم محتاج توجیہ ہوں گے اور اگر زیر بحث یہی کلمات ہیں اور اس سے بہتر کچھ سامان خیر کا ہے ہی نہیں تو ہم یہ کھوٹی پونجی اس کے منہ پر ماریں گے۔

خلاصہ بیان

میرے کل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی مدعی نبوت حسب تصریحات قرآن و حدیث اور باجماع امت کافر مرتد ہے اور جو شخص ان کے عقائد باطلہ اور دعویٰ نبوت و وحی پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو کافر نہ سمجھے۔ ان کی نبوت کو تسلیم کرے یا مسیح موعود مانے، وہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔

اور حکم یہ ہے کہ ان کا نکاح کسی مسلمان مرد و عورت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر بعد نکاح کے کوئی شخص ایسا عقیدہ اختیار کرے تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ قضاء قاضی اور عدت کی بھی (اور اگر غیر مدخولہ ہو) ضرورت شرعاً نہیں رہتی اور اس کے بعد اگر زن و شوہر کے تعلقات باقی رکھے گئے تو جو اولاد ہوگی وہ اولاد زنا ہوگی، نسب ثابت نہ ہوگا۔ جیسا کہ بحوالہ شامی گزر چکا ہے اور موجبات کفر مرزا صاحب اور اس کے متبعین کے لیے میرے بیان میں چھ وجوہ آئی ہیں۔

(اول) ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف اور جس مذہب میں سلسلہ نبوت منقطع ہو اس کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دینا۔

(دوم) دعویٰ نبوت مطلقہ و تشریحیہ۔

(سوم) دعویٰ وحی اور اپنے وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا۔

(چہارم) حضرت عیسیٰؑ کی توہین۔

(پنجم) آنحضرت ﷺ کی توہین۔

(ششم) ساری امت محمدیہ کو بغیر اپنے متبعین کے کافر کہنا۔

یہ اصول ہیں جن کے تحت میں اور بھی بہت سے ایسے فروع موجود ہیں جو مستقل موجبات کفر ہو سکتے ہیں۔

ضروری گزارشات

قادیانی کتابوں کے دیکھنے والوں پر یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے اور پھر سب اقوال میں بہت تفاوت اور تعارض پایا جاتا ہے۔ اور خود مرزا صاحب نے ایسی پریشان خیالی کی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے جس سے نتیجہ گڑبڑ ہے اور ان کے لیے بوقت ضرورت کے مخلص اور مضرباتی رہے۔ یہی میں ذکر کر آیا ہوں کہ زنادقہ نے ہمیشہ یہی راستہ اختیار کیا ہے۔ کہیں ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماعی معنی کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں، اور کہیں ایسا عقیدہ بتلانے والے مذہب کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔ کہیں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو تمام امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواترات دین میں داخل کر کے اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں اور کہیں اس عقیدہ کو مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔

اس کا سبب پورے غور کرنے سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ مرزائے قادیانی چونکہ مادر زاد کافر نہ تھے۔ ابتداً تمام اسلامی عقائد پر نشوونما ہوا، انہیں کے پابند تھے، وہی لکھے۔ پھر تدریجاً ان سے الگ ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کے آخری اقوال میں بہت سی ضروریات دین سے قطعاً مخالف ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے باطل اور جھوٹے دعووں کو رواج دینے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی کہ اسلامی عقائد کے الفاظ وہی قائم رکھے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، اور عام و خاص مسلمان کی زبانوں پر جاری ہیں۔ لیکن ان کے حقائق کو ایسا بدلا جس سے بالکل ان عقائد کا انکار ہو گیا۔ جس کے متعلق پہلے بیان میں آچکا ہے کہ ایسا کرنا کفر صریح ہے، اور اس قسم کے کفر کا نام قرآن نے الحاد رکھا ہے اور حدیث نے زندقہ اور عام مصتفین نے باطنیہ کے نام سے اس کو پکارا ہے۔ اس لیے اب قادیانی صاحب کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا، جن سی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں امام اہلسنت والجماعت کے ساتھ شریک ہیں۔ ان کے اقوال و افعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ جب تک اس کی تصریح نہ ہو ان عقائد

کی مراد بھی وہی ہے جو جمہور امت نے سمجھی اور پھر اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کیے تھے، ان سے توبہ کر چکے ہیں اور جب تک توبہ تصریح نہ ہو،‘ چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتا۔ کیوں کہ زندگی تو اسی کو کہا جاتا ہے، جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے۔ لیکن ان کی ایسی تاویل و تحریف کر دے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں۔ اس لیے جب تک اس کی تصریح نہ دکھائی جائے کہ،‘ قادیانی صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کا اسی معنی کے اعتبار سے قائل ہے جس معنی سے صحابہ و تابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔

اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو۔ اسی طرح حشر اجداد کا نزول مسیح وغیرہ عقائد کے الفاظ کا کسی جگہ اقرار کر لینا، یا لکھ دینا بغیر تصریح مذکور کے ہرگز مفید نہیں ہو گا۔ خواہ وہ عبارت تصنیف میں مقدم ہو یا موخر۔ اسی طرح مسئلہ توہین ہے کہ جب ایک جگہ توہین کے کلمات ثابت ہو گئے، تو ہزار جگہ اگر کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثنا خوانی بھی کی ہو تو وہ اس کو اس کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔ جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلمہ اس پر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کی اتباع اور طاعت گزاری اور مدح و ثنا کرتا ہے، لیکن کبھی کبھی اس کی سخت ترین توہین بھی کیا کرتا ہے تو کوئی انسان اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔

مرزا آخر عمر تک دعویٰ وحی و نبوت پر قائم رہا ہے

الغرض اول تو یہ بات ہو چکی ہے کہ مرزا اپنی آخری عمر تک دعویٰ نبوت و وحی پر قائم رہا اور اپنے کفریات سے کوئی توبہ نہیں کی۔ جیسا کہ ان کے آخری خط اور عقائد کفریہ سے واضح ہوتا ہے، جو موت سے تین دن پہلے اخبار عام لاہور کے ایڈیٹر کے نام لکھا ہے، اور اگر یہ بھی ثابت نہ ہو تا تو کلمات کفریہ لکھنے اور کہنے کے بعد اس وقت تک اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک وہ ان عقائد سے توبہ کا اعلان نہ کرے اور توبہ کا

اعلان جہاں تک ہم نے کوشش کی ان کی کسی کتاب یا تحریر میں نہیں پایا گیا۔ اس لیے تکفیر کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔

علاوہ ازیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت وغیرہ سے توبہ کر لی تھی۔ جب بھی ہمارا مدعا علیہ چونکہ ان کو عام انبیاء کی طرح نبی اور رسول ماننے کی تصریح اپنے کلام میں کرتا ہے، اس لیے اس کے کفر اور ارتداد میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ لہذا از روئے عقائد اسلام و مسائل فقہ اجماعیہ اس کا نکاح جو مسلمان عورت کے ساتھ ہوا تھا، قطعاً فسخ ہو چکا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسید انبیائہ محمد والہ
واصحابہ اجمعین۔

مرزا قادیانی
اور
اُس کے پیرو کار کا فریو؟





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى آله
وصحبه المكرمين عنده رَبِّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَتِ الشَّيْطَانِ
وَاعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ - اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ دینِ حق پر استقامت عطا فرمائے
اور ہر ضلال و وبال و نکال سے بچائے۔ قادیانی مرزا کو اپنے آپ کو مسیح و مثل
مسیح کہنا تو شہرہ آفاق ہے۔ اور بحکم آنکہ ع

عیب دے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیہ کو بھی اس دعوے سے اتفاق ہے۔ مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلاً
شک نہیں مگر لا الہ الا اللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ بلکہ مسیح دجال علیہ اللعن
و النکال پہلے اس ادعا کے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا
ایک مبسوط جواب دلدار عز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد حفظہ اللہ
تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی الصادق المصابی علی اسراف القادیانی
مسی کیا یہ رسالہ حامی سنن مامی فتن ندوہ شکن ندوی ملکن مکرنا قاضی عبدالوحید
صاحب حنفی فردوسی حین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد
سے، ہوارشائع ہوتا ہے طبع فرما دیا بحمد اللہ تعالیٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا
اور عزوجل قادیانی سے کہ بھی نہ لائے اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں عجیب ہفتم
نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کیے مثیل مسیح ہونے
کے ادعا کو مشاعت و نجاست میں اُن سے کچھ نسبت نہیں اُن میں صاف صاف
انکار ضروریات دین اور بوجہ کثیرہ کفر و ارتداد میں ہے۔ فقیر اُن میں سے بعض

کی اجمالی تفصیل کرے۔

کفر اول مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ازالہ ادہام ہے اس کے صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے میں احمد بن حنبل سے جو آیت مبشرا بر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عز و جل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو ریت کی تصدیق کرتا اور اُس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحتاً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم توضیح مرام طبع ثانی ص ۹ پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَقْدُ كَذِبِ عَدُوِّ اللَّهِ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ سَيِّدُ الْمُحَدِّثِينَ
 أَيْرَ الْمُؤْمِنِينَ عَرَفَ رَاقِقُ عَظَمِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ هِيَ كَمَا أَنَّهُمْ كَلَامُ حَدِيثِ مُحَدِّثِينَ آتَى
 أَنَّهُمْ كَلَامُ حَدِيثِ هِيَ هُمْ نَعَمْ أَسْوَاطُ عَرَفَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ
 فَرِيَا قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ أَنَا سَاحِدُ ثَوْنٍ فَانْ يَكُنْ
 فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَانْهُ عَمْرٍ ابْنُ الْخَطَابِ الْكَلْبِيُّ امْتَوَيْتُ فِي كَافِرٍ لَوْ كُنْتُ مَعْدُتْ
 هَرْتِ تَحْتِي مَعْنِي فَرَأَيْتَ صَادِقَةً وَابْهَامَتْ قِيَالِي أَلَمْ يَكُنْ مَعْنِي كَوْنِي هُوَ كَأَنَّهُ
 ضَرُورٌ عَرَفَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حَرَبٍ وَابْنُ هَرَبِيقَ وَابْنُ حَرَبٍ وَابْنُ هَرَبِيقَ
 وَالنَّسَائِيُّ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ الصَّدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَارَقَ عَظَمِ رَضِيَ
 نَبُوتِ كَلَامُ مَعْنِي نَبِيْلُ مَعْنِي ارشاد آیا ہو گا بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب

کفر سوم دافع البلاء مطبوعہ ریاض منہص ۹ پر لکھتا ہے: سچا خدا ہی ہے جس نے
قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم عجیب پنجم نے نقل کیا ونیز میگوید کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں
اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔ ان اقوال خبیثہ میں
اولاً کلام الہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں شخص مراد ہے
نہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ
عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو
اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ ثالثاً اللہ عزوجل پر افترا کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لیے بھیجا۔ اور اللہ عزوجل
فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ
(بیشک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاحت پائیں گے)
اور فرماتا ہے :

الْمُفْتَرُونَ الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
(ایسے افترادہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں)

رابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدا نے تعالیٰ
نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا رواہ احمد والترمذی والحکم عن عقبہ بن
عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما مگر پنجاب
محدث حادث کہ حقیقت زعمہ شے نہ محدث ہے۔ یہ ضرور ایک معنی پر مبنی ہو گیا الا لعنة
اللہ علی الکاذبین والعیاذ باللہ رب العلمین۔

فويل الذين يكتنون الكتب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله
ليشتروا به ثمناً قليلاً فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم
لهم مما يكسبون ۝

خرابی ہے ان کے لیے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے
تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں
کے لکھے سے اور خرابی ہے اُن کے لیے اس کمائی سے

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لیے نبوت و رسالت کا
ادعائے قبیح ہے اور وہ باجماع قطعی کفر صریح ہے فقیر نے رسالہ جزاء اللہ عدوہ
بابائے ختم النبوت خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور
اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوص کو جملہ دیا اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی
جدید کو بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزو ايقان ہے۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر
بلکہ شک کرنے والا نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلافت رکھنے
والا قطعاً اجماعاً کا فر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کا فر ہو بلکہ جو اس
کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک نہ تردد
کو راہ دے وہ بھی کافرین الکفر جلی الکفران ہے۔ قول دوم و سوم میں شاید وہ
یا اس کے اذتاب و جھک کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آرائیں کہ یہاں نبی
و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبردار یا خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ ہوس ہے
اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں ہونی جاتی۔ فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع تفصیل
و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں ہے واللہ للعمادی قال قال انار رسول اللہ او
قال بالفادسیۃ من پیغمبرم یوید بہ من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی اپنے

آپ کو اللہ کا رسول کچھ یا کچھ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں کسی کا پیغمبر
 پہنچانے والا ایلیٰ ہوں کا فرموجائے گا۔ امام قاضی عیاض کتاب الشفا فی تعریف
 حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں قال احمد بن ابی سلیمان
 صاحب سمعون رحمہما اللہ تعالیٰ فی رجل قبیل لہ لا وحق رسول
 اللہ قال فعل اللہ رسول اللہ کذا وکذا و ذکر کلاما قبیحا فقیل
 لہ ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول
 اللہ کذا وکذا و ذکر کلاما قبیحا فقیل لہ ما تقول یا عدو اللہ
 فی حق رسول اللہ فقال اشد من کلامہ الاول ثم قال انہا
 اردت برسول اللہ العقر ف قال ابن ابی سلیمان للذی سألہ
 استہد علیہ وانا شریکک یرید فی قتله وثواب ذلک قال
 حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل
 یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام محنون رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک
 مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اُس سے کہا گیا تھا رسول اللہ کے حق کی قسم اس
 نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا ہے
 دشمن خدا تو رسول اللہ کے بائے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا
 پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے مستفتی
 سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اُسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب
 ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو
 اور میں بھی سہی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم لے سزائے موت دلانے کا تواز
 عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لیے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا
 دعویٰ مسوع نہیں ہوتا۔ مولانا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں :-

ثم قال انما اردت برسول اللہ العقر فانہ ارسل من عند

الحق وسلط على الخلق تاويل للرسالة العرفية بالارادة
اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية

(یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا اس میں اس نے رسالت
عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا
ہے اور ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے)
علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

هذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك في معناه
والنكاره مكابرة لكنه لا يقبل من قائله ادعاء انه مراد
لبعد غاية البعد وصرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما
لوقالوا انت طائق وقال ارسادت محولة غير مربوطة لا
يلتفت لمثله وبعد هذيانا اهر ملتقطا

یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اُس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں
اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے باایں ہمت قائل کا یہ ادعا مقبول نہیں کہ اس نے
یہ معنی لغوی مراد لیے تھے اس لیے کہ یہ تاویل نہایت دُور از کار ہے۔ اور لفظ
کا اُس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسوع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو
طائق ہے۔ اور کہے میں نے یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں کہ لغت
میں طائق کث دہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اُسے
نہ بیان سمجھا جائے گا

شأنناؤہ بایقین ان الفاظ کو اپنے لیے مدح و فضل جانتے نہ ایک ایسی عام
بات کہ ۛ دندان تو جملہ درد ہانسد
چشماں تو زیر ابرو اند

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چار بیکہ ہر

جانور بلکہ ہر کا فر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لیے فضل و شرف جانے لگا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نیتھنے رکھے۔ مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اُوپر اور بھوؤں کے نیچے سے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دنیا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک، کان، بھوئیں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انھیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا۔

مولوی معنوی قدس سرہ القوی شہزی شریف میں فرماتے ہیں :

عَل یوم ہو فی شانِ بخوان
مرد را بے کار و بے فعلے مداں
کمترین کارش کہ آں رب احد
روز نہ شکر روانہ میکند
شکرے ز اصلا ب سوئے اہیات
تا بروید در رجہا شان نبات
شکرے از ارحام سوئے خالداں
تا ز نرد مادہ پر گردد جہاں
شکرے از خالداں سوئے اجل
تا بہ بلیند ہر کسے حسنِ عمل

حق عزوجل فرماتا ہے :

فارسنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم
(مہنے فرعونوں پر بھیجے طوفان اور ٹیریاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور غون)
کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جیسے تیری اور مینڈک اور جوں اور
کٹے اور سوز سب کو شامل مانے لگا۔ ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت علوم
سے خبردار رہے۔ اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت
حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی اُن کی طرف سے فرماتے ہیں:

ما یسعیم و بصیریم دعو شیم
باشمانا محرماں ما خامشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم
(کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی
تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیء الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس
(کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سو اگر فرجن اور آدمیوں کے
رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن حرثۃ رضی اللہ تعالیٰ

عنه وصححه خاتم الحفاظ۔

حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط به وجئتک
من سبأ نبأ یعتین ہ (کچھ دیر ٹھہر کر بُدبد بارگاہِ سیکمانی میں حاضر ہوا
اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور
میں خدمتِ عالی میں ملکِ سبأ سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من صباح والا رواح الا وبقاع الارض ينادى لبعضها بعضا
يا جاراته هل مر ببل اليوم عبد صالح صلى عليك او ذكر الله
فان قالت نعم سأأت ان لها بذلك فضلا
(کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو
پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا
جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الہی کیا اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ
پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے تجھ پر فضیلت ہے)

رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ تو خبر رکھنا خبر دنیا سب کچھ ثابت ہے کیا مرزا ہر اینٹ پتھر ہر
بُت پرست کا فرہر کچھ، بندہ ہر کہنے، سوہر کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا
ہرگز نہیں تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی
و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود۔ و بعبارة اخرے
معنی چارہی قسم ہیں لغوی، شرعی، عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بعینہ وہی
معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور ارادہ لغوی کا ادعا یقیناً باطل اب
یہی رہا کہ فریب دی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں
نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ و خوک سے امتیاز بھی ہے
اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصف نبوت میں اشتراک بھی
نہیں۔ مگر حاشی اللہ ایسا باطل ادعا اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے
زیادہ وقعت نہیں رکھتا ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی
نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے بات پر گرفت
نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظّم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک
کو اختیار ہے کہ اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعویٰ کر دے جس میں کفر و توہین کچھ
نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دُؤ ہیں۔ جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح

میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عمرو جنگل میں سوئر کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتے ہے جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں برہمگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہیے کوئی مناسبت بھی توجواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں۔ لامتناہی فی الاصطلاح آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں مگر قادیانی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا تا موس میں ہے قدرت قادیۃ جاء قوم قد اتحموا من البادية والفرس قد یا نا اسرع قادیان اس کی جمع اور قادیانی اُس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں میں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک اس مناسبت سے میری اصطلاح میں برہمگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمر و کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ ملنے کا بلکہ اسی پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادھا مسوع ہوجائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے دہرم و برہم ہوں عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمہ زجر و انکار ہے۔ لوگ بیع نہ لکھ کر رجسٹری کر کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الی غیر ذلک من فسادات لا تخصیٰ تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ و رسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جو رو اور جائداد کے باب میں تاویل و سنبن اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں۔ لا الہ

الا اللہ مُکمانِ برگزیدے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انھیں
اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں واللہ الحمد جل
جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کا رب جل و جلا
قرآن عظیم میں ایسے یہودہ عذروں کا دربار جلا چکے فرماتا ہے ۔

قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
اُن سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد والعیاذ
باللہ رَبِّ الْعَالَمِین

ثالثاً کفر چارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اُسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین
کرتا ہے

رابعاً کفر اول میں تو کسی چھوٹے ادعاے تاویل کی بھی گنجائش نہیں آیت میں
قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی
کہ اس نے اپنے نفس کے لیے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ و
رسول اللہ ہونے کا مدعی اور لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا
منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہوا سچ فرمایا سچے خدا کے
سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب
میرے بعد آئیں گے ثلاثون دجالون کذابون کلہم یزعم انہ
نبی تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین
لا نبی بعدی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں امت
الامت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی لیے فقیر نے عرض کیا تھا ۔
کہ مرزا ضرور شیل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ یہ مدعیوں کو یہ لقب خود
بارگاہ رسالت سے عطا ہوا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین

دافع البلاء! حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
اپنی برتری کا اظہار کیا ہے ۔

کفر ششم | اسی رسالہ کے صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر علامہ احمد ہے

کفر ہفتم | اشتہار معیار الاحیاء میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے افضل
ہوں۔ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر و ارتداد یقینی ہیں۔ فقیر نے
اپنے فتوے مسمی بہ ذالرفضۃ میں شفا شریف امام قاضی عیاض درود ضہ
امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد لفظی و شرح مقاصد
امام تفتازانی و اعلام ابن حجر مکی و معروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ بکری
و حدیقہ ندیہ مولیٰ نالکسی وغیرہ کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع
مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے
قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے انا بحملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے :

النبی افضل من الولی و هو امر مقطوع بہ و القائل بخلافہ
کافر کانہ معلوم من الشرع بالضرورة
(یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے
والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے)

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم
نہیں بلکہ (نبیوں) بتقدیم ہائے یعنی بھٹی درگزار کہ خود ان کے تو لال گرد کا
بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض نبیوں سے بھی افضل
ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ مہتہ پھیری
کی کہ بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا۔ مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل
کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم | ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے

مسمریم لکھ کر کہتا ہے اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خیرہ ہے معجزات کو مسمریم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا حق عزوجل فرماتا ہے :

اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيٰعِيسٰى بَنِ مَرْيَمَ اِذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذَا يَدِيْكَ بَرُوْحَ الْقُدُسِ تَكْلِمُ النَّاسِ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّاِذَا عَلِمْتَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ فَتَنفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِىْ وَتَبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ وَاِذْ تَخْرُجُ السُّمُوْقٰى بِاِذْنِىْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ عَنْكَ اِذَا جِئْتَهُمْ بِالسِّبْيٰنِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے یاد کریں نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک رُوح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکٹی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور تورات و انجیل اور جب تو بننا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پر دانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے رد کا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریم بتایا یا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الہی معجزے نہیں کسی دھکوسلے ہیں ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار تاکید رد فرمایا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا :

إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ إِنِّي أَخْلَقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ
الْأَيَّة

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بنانا اور چڑیا
مار کر اُسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے، و شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے
جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بناتا ہوں اور
اس کے بعد فرمایا:

ان في ذلك لآية لكم ان كنتم مومنين
بے شک ان میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ
پھر مکرر فرمایا:

جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ٥

(میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو)
مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسیٰ کی کیوں ماننے لگا یہاں تو اسے صاف گنجائش
ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں۔ ع

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

پھر ان معجزات کو مکروہ جانتا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ
مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ تَذَكُّرُ الْوَسْلِ فَضْلُنَا بَعْضُهُمْ
عَلَى الْبَعْضِ يَوْمَ رُسُلٍ هُمْ فِيهِ يَكْفُرُونَ ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اُسی
فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا۔

وَإِتَيْنَا عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَإِذْ نَفِثَ بَرُّوحُ الْقُدُسِ

اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیے اور جب جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔
اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصبِ اعلیٰ کے
لاائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہر طرح کفر و ازنداقطعی سے مفر نہیں پھر ان
کلمات شیطانیہ میں سیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم کی تحقیق تیرا

کفر ہے اور ایسی ہی تکفیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ ص ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا بوجہ مہمیزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللعنة اللہ علی اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیاءہ وبارک وسلم ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا شریف و شروح شفا وسیف مسلول امام تقی الملتہ والدین سبکی و روضۃ امام نووی و وجیز امام کروری و اعلام امام ابن حجر مکی وغیرہ تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون بنی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوا العزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مہمیزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں نہ کم درجہ بلکہ قریب ناکام ہے اس ملعون قول لعن اللہ قابلاً و قابلاً نے اولوا العزمی و رسالت و نبوت دہرایا اس عید اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ صلوات اللہ و سلام و تحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیسے ہے اس کے کلمات الذین یؤفون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لهم عذاباً مہیناً ہ بیشک جو لوگ ایمان دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دہم ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھا ہے ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ مجھوٹے یہ حراۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عز جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا: کذب قوم

لہ یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بھینس پیشین گوئیاں بانکتا رہتے ہیں اور بغیبت الہی وہ آئے دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں۔ تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشینگوئی غلط پڑنی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں مافا لہ لکھے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ انہم بر علم ۱۲۔

نوح والمرسلین کذب عاد والمرسلین کذب قوم لوط والمرسلین کذب اصحاب الميكة والمرسلین کرام فرماتے ہیں جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی نہ مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کا فرسے نہ کہ معاذ اللہ چار سرانbia رکالپنے اخبار بالغب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانيه وصحة النبوة ونبوه نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ولكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوا به ادعى في ذلك المصلحة بزعمه او لم يدعها فهو كافر باجماع -

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا اس ہمہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز نہ خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اُس نے باقی انبیا کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اُس نے آدم بنی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم نوح ہو وصالح و لوط و شعيب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا۔ قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی۔ عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ثمود نے جمیع انبیا کو کاذب کہا۔ قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔ ایکہ فالوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا یہ ہیں واللہ اس قابل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیا و مرسلین کو کذاب مانا۔ فلعن الله من کذب احدا من انبيائه و صلی الله تعالى على انبيائه و مرسله و المومنین بهم اجمعين وجعلنا منهم و حشرنا فيهم و ادخلنا معهم دار النعيم

بجاءهم عنده وبرحمته بهم ورحمتهم بنا انه ارحم
الرحمين والحمد لله رب العلمين۔ طبرانی بمعجم کبیر میں دیر حنفی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
ان فی الشہد عد و تراب الدنیا ان مسیلمۃ کذاب۔

بیشک میں ذرہ خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے
زنا نہ اقدس میں ادعاے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔ وانا اشہد معک
یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا
یہ ادنیٰ کتا بعد دو انہائے ریگ و ستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے
ساتھ تمام ملائکہ سموات والارض و حاملین عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک
ہے و کفی باللہ شہیداً کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد کذاب ناپاک
ہے۔ اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور
مغذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف تو نے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور
تمام بد دینیوں گمراہوں کو حق پر جانتے خدا کو سب سے یکساں راضی ملتے سب
مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد
اول و دوم و رسالہ اتفاق وغیرہ میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہ ہی قاعدہ
ملعونہ مجروح کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون و چسپا
کریں تو وہ بھی کافر وہ اراکین بھی کفار مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجیل الابرار
کے معتقد بھی نہ ہوں مگر جب کہ صریح کفر وہ کلمے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا
کو اہم و پیٹھا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں۔ سب ستمی نار۔

۱۔ یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر

سے گزریں جن میں قطعی کفر ہے ہیں۔ بلاشبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے ۱۲

شفا شریف میں ہے

نکفر من لم یکفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل اذ
وقف فيهم اذ شك -

یعنی ہم ہر اُس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے
یا شک رکھے۔

شفا شریف نیز نزائید و درر و غر و فتاویٰ خیر یہ و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ
میں ہے :

من شك في كفره وعذابه فقد كفر

جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر
قسم مرتد کے حکم میں ہے۔ بدایہ و در مختار و عالمگیری و غر و ملتقى الابحر و مجمع الانہر
وغیرہ میں ہے :

صاحب الہدی ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد

فتاویٰ ظہیر یہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ نذیر و برجندی شرح نقایہ و فتاویٰ ہندیہ
میں ہے :

هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام
لائے اپنے اُس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح

کیے اُس سے قربت کرے زنا سے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو یہ احکام سب

ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں فی الدماء المختار عن غنیۃ ذوی الاعمال

ما یکون کفرًا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ واولاد زنا و

عورت کا کل مہر اس کے ذمے قائم ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ

ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا۔ فی التذویر وارث کسب
اسلامہ و امراتہ المسلم بعد قتلہ دین اسلامہ و کسب
مردتہ فی بعد قتلہ دین ردتہ اور معجل توفی الحلال آپ ہی واجب الادا
ہے رہا معجل وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا مگر یہ کہ مرتد بجال ارتداد ہی مر جائے
یا دار الحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرمائے کہ وہ دار الحرب سے ملتحق ہو گیا
اس وقت معجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس
میں برس باقی ہوں۔ فی الدر ان حکم القاضی بلحاظہ حل دینہ فی
رد المختار لانہ باللاحاق صاد من اهل الحرب وهم اموات
فی حق احکام الاسلام فصارت الموت الا انہ لا یستقر لحاقہ
الابال بقضاء لاحتمال العود و اذا تقر موتہ تثبت الاحکام
المتعلقة بہ کما ذکر نہر اولاد صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال
لی جائے گی۔ حذرنا علی دینہم الا تری انہم صرحو ابن زرع الولد
من الام الشفیقة المسلمة انکانت فاسقة والولد یعقل
یمشی علیہ التخلق بسیرھا الذميمة فما ظنک بالاب
المرتد والعیاذ باللہ تعالیٰ قال فی رد المختار الفاجرة بمنزلة
الکتابة فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الادیان کما سیأتی
خوفا علیہ من تعلمہ منها ما تفعلہ فکذا الفاجرة الخ وانت
العلم ان الولد لا یخصنہ الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا
وذلك عمر العقل قطعا فی حرم الدفع الیہ و یجب النزاع
منہ وانما اخرجنا الی هذا ان الملك لیس بید الاسلام
والا السلطان این یبقی لمرتد حتی یبحث عن حصانہ

الا ترمی الی قولہم لاحصانۃ لمرتدۃ لانہا تضرب وتحبس
 کا ایوم فانی تتفرع للحصانۃ فاذا کان هذا فی المحبس
 فما ظنک بالمقتول ولكن انا لله وانا الیہ راجعون ولا حول
 ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مگر ان کے نفس یا مال میں بدعویٰ ولایت
 اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون
 سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا یا دار الحرب
 چلا گیا اور حکم بحق ہو گیا تو باطل ہو جائیں گے۔ فی الدمر المختار بیطل منہ
 اتفاقا ما یعتمد المساواة وهو المفاوضۃ او ولاية معتدیة
 وهو التصرف علی ولده الصغیر ان اسلم نفذ وان هلك
 او لحق بدار الحرب وحکم بلحاظہ بطل اھ مختصر انسال
 اللہ الثبات علی الایمان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلیہ
 التکلیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلى اللہ
 تعالیٰ علی سیدنا ومولینا وآلہ وصحبہ اجمعین امین
 واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب

محمدی سنی حنفی قاورر

عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

عبدہ المذنب احمد رضا خاں البریلوی

عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد وصی احمد

ناصر دین

قادیانیت

عقیدہ حق نبوت، ناموس، رسول
اور وحدت امت کے خلاف
ایک مہلک سازش

علامہ محمد اقبال



ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے.... کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، میلہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا حالانکہ جیسا کہ طبری لکھتا ہے وہ حضور رسالتاب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کا مصداق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالتاب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کی تصدیق تھی۔



محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا لہذا وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ خود بانی احمدیت کا استدلال جو قرون وسطیٰ کے متکلمین کے لیے زیبا ہو سکتا ہے، یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا ہو سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کہ پیغمبر اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ --- محمد --- (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں۔



یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پروئے کا دعویٰ رکھتا ہے ایسی تحریک

کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لیے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لیے مزید انتراق کا باعث بنے۔



حکومت 'قادیانیوں کو (مسلمانوں سے) ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہو گا اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسی وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔



اس قسم کے معاملات میں جو لوگ رواداری کا نام لیتے ہیں وہ لفظ رواداری کے استعمال میں غیر محتاط ہیں..... رواداری کی روح ذہن انسانی کے مختلف نقاط نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ گمن کہتا ہے کہ ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں، ایک رواداری مورخ کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں، ایک رواداری مدبر کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں، ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل کے طریقوں کو روادار کہتا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے، ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت کو جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر کی جاتی ہے، برداشت کر لیتا ہے، یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس قسم کی رواداری اخلاقی قدر سے معرا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اس سے اس شخص کے روحانی افلاس کا اظہار ہوتا ہے جو ایسی رواداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے جو روحانی حیثیت سے قوی ہوتا ہے اور اپنے مذہب کا سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کو روادار کہتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔



نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا

نے انہیں حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اگر سر ہر برٹ ایمرسن مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ موجودہ زمانے کے فرنگی کے لیے جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو اس کے لیے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کے اہم مسائل کو سمجھ سکے۔



اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت طہرانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز طول اور قفل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لیے لازم تھا کہ وہ مسلم قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کی تاریخ اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔



اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے، میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن موخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مملک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے لاقعد اذرتلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یودیت کی طرف رجوع ہے۔



اس پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بد قسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے جتنا حضرت مسیحؑ کے زمانے میں یودی جماعت کا رومن کے ماتحت تھا۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی شے باہمی

اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرا بھر پروا نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلائے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔



ایک اور چیز بھی حکومت کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے ہیں اور بالاخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا، جس کی شکل روس کی دہری مادیت سے ملتی جلتی ہوگی۔



ہندوستان میں کوئی مذہبی ٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرا بھر پروا نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔



تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطے رکھتے تھے، معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت ----- ہانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت ---- کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ ہزاروں بناوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جز سے نہیں پھل سے پچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی ناقص ہے تو یہ بھی ایک ذمہ دار سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔

میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ حضرت علامہ کا اصل خط چونکہ انگریزی میں ہیں اس لیے ہم اس مقام پر ان کی انگریزی عبارت بھی نقل کیے دیتے ہیں تاکہ قارئین حضرت علامہ کے مافی الضمیر کا صحیح صحیح اندازہ کر سکیں۔

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India." (Thoughts and Reflections of Iqbal.

Page 306. By Syed Abdul Wahid)

”ایٹھسٹیمین“ کے جواب میں

میرے بیان مطبوعہ ۱۴ مئی پر آپ نے تنقیدی ادارہ لکھا، اس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں۔ جو سوال آپ نے اپنے مضمون میں اٹھایا ہے وہ فی الواقعہ بہت اہم ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس سوال کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنے بیان میں اسے نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکموں کے متعلق رویہ سے اور بھی تقویت ملی۔ ستمبر ۱۹۱۹ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی جماعت تصور نہیں کیے جاتے تھے لیکن اس کے بعد علیحدہ جماعت تسلیم کر لیے گئے حالانکہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔

اب چونکہ آپ نے یہ سوال کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق جو

برطانوی اور مسلم دونوں زاویہ نگاہ سے نہایت اہم ہے چند معروضات پیش کروں۔ آپ چاہتے ہیں کہ یہ واضح کروں کہ حکومت جب کسی جماعت کے مذہبی اختلافات کو تسلیم کرتی ہے تو میں اسے کس حد تک گوارا کر سکتا ہوں۔ سو عرض ہے کہ:

اولاً اسلام لازماً دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمؤ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، بہایوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلادیں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

ثانیاً ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے شیشہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)، مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلقی، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں

سے بائیکاٹ اور سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کیسے دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔

مثلاً اس امر کو سمجھنے کے لیے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵۶۰۰۰ (چھ ہزار) ہے انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلا سکتی اور اس لیے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو ٹک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔

حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے؟



یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کے سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے گا کہ پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری یہ کوشش کہ مسلمانان ہند کو اس امر سے متنبہ کروں کہ

ہندوستان کی تاریخ میں جس دور سے وہ گزر رہے ہیں، اس میں ان کا اندرونی استحکام کس قدر ضروری ہے اور ان انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا کس قدر ناگزیر ہے جو اسلامی تحریکات کے بھیس میں پیش ہوتی ہیں، پنڈت جی کو یہ موقع دیتی ہے کہ ایسی تحریکوں سے ہمدردی کریں۔



جب میں بانی احمدیت کی نفسیات کا مطالعہ ان کے دعویٰ نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے۔



پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے، زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔ ایران میں بھی اس قسم کا ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا لیکن اس میں نہ وہ سیاسی اور مذہبی امور پیدا ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے جو احمدیت نے اسلام کے لیے ہندوستان میں پیدا کیے ہیں۔

قادیانی اعتراضات
اور مولانا عبد الشکور لکھنوی
کے جوابات





پہلا اعتراض: قرآن مجید ظاہر کرتا ہے کہ ہر رسول پر اسی قوم کی زبان میں وحی آئی ہے جس کی طرف وہ بھیجا گیا ہے، اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن عربی زبان میں اس لیے نازل ہوا ہے تاکہ مخاطب لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب ہی کے لیے آئے تھے، اس لیے یہ دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے کہ قرآن ساری دنیا کے لیے آیا ہے؟

ج: قرآن مجید میں مذکورہ مضمون صرف ان نبیوں کی بابت آیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے تھے کیونکہ آپؐ سے پہلے کسی نبی کی نبوت ساری دنیا کے لیے نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ ہر نبی صرف ایک خاص قوم کے لیے ہوتا تھا اور اسی قوم کی زبان میں ان پر وحی اترتی تھی۔ اس قضیہ کو الٹ کر یہ نتیجہ نکالنا کہ جس نبی کی جو زبان ہو اس کی نبوت اسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے، غلط ہے۔ قرآن عربی زبان میں اس لیے آیا ہے کہ سب سے پہلے اس کی روشنی عرب میں پھیلے اور پھر اس کے ذریعہ ساری دنیا منور ہو، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہوتا ہے:

لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول
عليكم شهيدا - (سورة البقرة، ۱۲۳)

"اے اہل عرب تم سب لوگوں کے سامنے گواہی دینے والے بنو اور رسول

تمہارے سامنے گواہی دینے والے بنیں۔"

یہاں قرآن یہ صاف تصریح کر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی ہدایت ساری دنیا کے لیے ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں حسب ذیل آیتیں مزید اس کی شاہد ہیں:

قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعا.....

فامنوا بالله ورسوله النبي الامي - (سورة الاعراف)

”اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر“

وما ارسلناک الا کافہ للناس بشیرا ونذیرا (سورۃ سباء ۲۸)

”اے نبی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

واوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (سورۃ الانعام ۱۹)

”یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا تاکہ میں تم کو اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور نیز ان تمام لوگوں کو (ڈراؤں) جن تک یہ قرآن پہنچ جائے۔“

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ یכון للعلمین نذیرا (سورۃ الفرقان ۱)

”برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندوں پر قرآن اتارا تاکہ وہ تمام دنیا کے لیے ڈرانے والا ہے“

لہذا جب قرآن مجید کی یہ واضح تصریح ہے تو اس کے خلاف آیت کا مطلب لینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ کسی کلام سے کوئی ایسا مفہوم استنباط کرنا جو اس کلام کے دوسرے حصہ کی تصریح کے خلاف ہو، یہ عقلاً بھی جائز نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض: قرآن دوسرے مذاہب کے خدائی آغاز کو تسلیم کرتا ہے اور توریت کو نور و ہدایت کہتا ہے، اس لیے ایسی حالت میں اگر یہ وحیاں کامل تھیں تو کیوں منسوخ ہوئیں اور اگر کامل نہیں تھیں تو وہ لوگ کیوں کامل چیز سے محروم کیے گئے؟

ج: قرآن شریف نے بے شک یہ بیان کیا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں نبی آئے اور ہدایت اتری ہے مگر یہ کہیں نہیں بیان کیا گیا کہ دنیا کے موجودہ مذاہب بعینہ وہی ہیں جن کی تعلیم ان کے نبیوں نے دی تھی جبکہ اس کے برعکس یہ تصریح ضرور اکثر آیتوں میں ہے کہ انبیاء کی تعلیمات اور ان کی خدائی کتابوں میں ان نبیوں کے بعد بہت کچھ تحریف و ترمیم کر

دی گئی ہے۔ اس تحریف و ترمیم کا ثبوت تاریخی واقعات اور دوسرے دلائل سے بھی ہم کو ملتا ہے، لہذا یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگلی شریعتوں کے منسوخ ہونے کے دو اسباب ہیں، ایک یہ کہ وہ شریعتیں اصلی حالت پر باقی نہیں رہی تھیں اور ان میں بہت کچھ تحریفات کر دی گئی تھیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید دین کامل لے کر آیا ہے جبکہ اگلی شریعتیں بہ نسبت شریعت محمدیہ کے دین کامل لے کر نہیں آئی تھیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اليوم اكملت لكم دينكم - (سورہ المائدہ ۴)

”آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا۔“

لہذا اگلی شریعتوں کی بہ نسبت شریعت محمدیہ کا مکمل ہونا اور مذکورہ بالا دوسری شریعتوں کے مسائل دیکھنے سے بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

اب یہ کہنا کہ اگلی قومیں کیوں ایسے دین کامل سے محروم کی گئیں، یہ ایک بے جا اعتراض ہے۔ نظام عالم ہم کو بتلا رہا ہے کہ قانون قدرت یہی ہے کہ ترقی بتدریج ہوتی ہے، چنانچہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو وہ اس وقت کمزور ہوتا ہے کیونکہ بولنا، چلنا، پھرنا اور تمام وہ قوتیں جو انسان سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ بتدریج اس میں پیدا ہوتی ہیں اور ترقی کرتی ہیں۔ لہذا اس پر یہ اعتراض کرنا کہ پہلے ہی سب قوتیں انسان کو کیوں نہ مل گئیں اور بچے اس کمال سے کیوں محروم کیے گئے قانون فطرت پر اعتراض کرنا ہے۔

تیسرا اعتراض: بہائی لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبری ختم نہیں ہوئی ہے، خدا نے حضرت آدمؑ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم وقتاً فوقتاً پیغمبر بھیجتے رہیں گے، اس لیے بنی آدم میں ہمیشہ نبوت کا سلسلہ قائم رہنا چاہیے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کا عقیدہ غلط ہے۔

ج: بہائی لوگوں کا، یا ان سے سیکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروؤں کا یہ کہنا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی ہے، قرآن اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن واضح طور پر کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔

ماکان محمد ابداً احد من رجالکم ولکن رسول

اللہ وخاتم النبیین - (سورۃ الاحزاب ۴)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور

خاتم الانبیاء ہیں۔“

قرآن مجید کی وہ آیات جن کا حوالہ اعتراض میں ہے، ان کا مطلب وہ نہیں ہے جو بہائی اور مرزائی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ خدا کی طرف سے نبی آئیں گی اور ہدایت آئے گی، کسی لفظ سے اشارہ تا بھی یہ نہیں نکلتا کہ نبوت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ بات دوسرے اعتراض کے جواب میں بیان ہو چکی ہے کہ اگلی شریعتیں کیوں منسوخ ہوئی ہیں۔ چونکہ منسوخیت کی وہ وجہ شریعت محمدیہ میں نہیں ہے، اس لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہو جانا عقل کے بھی موافق ہے۔ اگلی شریعتیں دین کامل نہیں تھیں اور شریعت محمدیہ دین کامل ہے۔ اگلی شریعتوں میں تحریف ہو گئی تھی لیکن شریعت محمدیہ کے محفوظ رہنے کا خود خدا تعالیٰ ذمہ دار ہے۔

اننا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون۔ (سورۃ الحجر ۹)

”یہ نصیحت ہم نے اتاری ہے اور ہم خود (ہی) اس کے محافظ ہیں۔“

شریعت محمدیہ کا محفوظ رہنا ان سلسلہ اسانید کے علاوہ جو اہل اسلام کے پاس ہیں، تاریخی واقعات اور غیر مسلم اصحاب کی شہادت سے بھی بخوبی ظاہر ہے۔
چوتھا اعتراض: قرآن کسی خاص پیغمبر کی پیروی میں نجات کو منحصر نہیں کرتا، جیسا کہ دوسرے پارے کی آیت سے ظاہر ہے۔ لہذا صرف دین اسلام ہی قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ج: کسی خاص پیغمبر کی پیروی میں نجات کا منحصر نہ ہونا صرف خواجہ کمال الدین ہی کا قول ہے ورنہ قرآن کی بہت سی آیتوں میں بیان ہوا ہے کہ نجات دین اسلام میں منحصر ہے۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ (سورۃ آل

عمران ۸۵)

”جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا، تو وہ ہرگز اس سے

قبول نہ کیا جائے گا۔“

دوسرے پارے کی وہ آیت جس کا حوالہ لائق معترض نے دیا ہے، اس کا مطلب انہوں نے صحیح بیان نہیں کیا ہے۔ اس آیت کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ قرآن نجات کو کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بتاتا۔ جیسا کہ یہودیوں کا قول تھا: الذین امنوا اور نصاریٰ صابئین وغیرہ الفاظ مذہبی حیثیت سے متجاوز ہو کر قومیت کے معنی میں مستعمل

ہو نے لگے تھے 'لفظ "عرب" قومیت کے معنی میں مخصوص ہے مگر "تہذیب عرب" کا مصنف مذہبی معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو خواہ کسی بھی قوم کے ہیں، وہ "عرب" کہتا ہے، اس لیے قرآن نے بتایا کہ جو شخص اسلام قبول کرے، خواہ وہ کسی قوم کا ہو، نجات کا حقدار ہے۔ اگر آیت کے وہ معنی لیے جائیں جو خواجہ کمال الدین کہتے ہیں تو معاذ اللہ یہ ایک مہمل کلام ہو جاتا۔ اس لیے کہ الذین امنوا کے ساتھ من امن کا لفظ کسی طرح نہیں لگ سکتا۔ یعنی ایمان والوں کے لیے یہ شرط لگانا کہ وہ ایمان لائیں، بے معنی ہے۔

دواہم نکات

اس فرقہ کو احمدی کہنا گناہ ہے

مولانا لکھنوی فرماتے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے اپنے کو "احمدی" لکھتے اور کہتے ہیں اور اکثر مسلمان بھی اپنی نادانی اور کم علمی کی بناء پر انہیں "احمدی" کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کو احمدی کہنے میں تین گناہ ہیں:

اول: احمدی کہنا گویا اس انفر کی تصدیق کہنا ہے جو وہ اپنی کتابوں میں لکھ گیا ہے کہ آیہ کریمہ:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ - (سورۃ الصف ۶)

"اور میں بشارت سناتا ہوں کہ ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے، ان کا نام احمد ہوگا۔"

دوم: "احمدی" کہنے میں اس امر کا شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ نسبت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک "احمد" کی طرف ہے، جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔

سوم: آج سے بہت پہلے لفظ "احمدی" امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کے متوسلین کا مخصوص لقب رہ چکا ہے، چنانچہ اس سلسلہ کے اکابر بطور شعار یہ لفظ اپنے نام کے ساتھ استعمال کیا کرتے تھے، جیسے (شاہ) غلام علی احمدی اور (شاہ) احمد سعید

احمدی وغیرہ، ان حضرات کی مروں میں یہ نسبت اسی طرح کندہ تھی، اس لیے قادیانیوں کو احمدی کہنا گویا اکبر امت کے لیے ایک امتیازی لقب کا غصب کرنا ہے۔ ("صولت محمدیہ" ص ۲۰)

فرقہ غلمدیہ

اس فرقہ کا ایک مشہور نام مرزائی ہے۔ لیکن یہ لوگ اس نام سے چڑتے ہیں، حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ اس فرقہ کو "جدید عیسائی" کہا کرتے تھے، کیونکہ ان کا مقتدی اپنے عیسیٰ ہونے کا مدعی تھا، لیکن حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤیؒ اس فرقہ کو "غلمدی" کہا کرتے تھے۔ غلام احمد نام میں دو جز ہیں اور دونوں کی طرف نسبت اس نام میں آگئی ہے۔ عربی قاعدہ کے مطابق بھی یہ طریق نسبت کثیر الاستعمال ہے جیسے عبد شمس سے عبشی، عبدالدار سے عبد ری اور عبدالقیس سے عبقی وغیرہ۔ علمی حلقوں میں یہ نام بہت مقبول ہوا تھا۔ حضرت مونگیریؒ نے بھی اس نام کو بہت پسند کیا تھا، چنانچہ ان کے متوسلین اس نام کو براہِ اپنی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تحریروں میں استعمال کیا کرتے تھے۔

اعتراض یہ ہے:

۱۔ حضرت عیسیٰؑ کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف ہوئی تھی اور حضورؐ کی بعثت سارے عالم کی طرف، اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ ہی مسیح موعود بن کر آئیں گے؟ اور کیا یہ عقیدہ حضورؐ کی اس خصوصیت (سارے عالم کے لیے نبی ہونا) کو نہیں توڑتا؟

۲۔ اگر ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے، تو حضرت عیسیٰؑ کا آنا کیا ختم نبوت کے منافی نہ ہوگا؟

۳۔ اس اعتبار سے خاتم النبیین، حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوں گے، کیونکہ ان کے بعد حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام آئیں گے۔ (دیکھئے، "نزول المسیح" ص ۵۳، از قاضی محمد نذیر)

اس اعتراض کا بہت ہی آسان اور سیدھا و سادہ جواب ہے، جو اعتراض کی تینوں شقوں کو شامل ہے، جواب یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نزول، حضرت عیسیٰؑ کی بعثت نہ ہوگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے اور جب بعثت نہ ہوئی تو یہ سوال ہی ختم ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی ہوں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے عالم کے لیے۔ بعثت پر ہی وارد ہوا تھا۔ عقیدہ ختم نبوت کا بھی، جب بعثت نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ کا نزول ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام، کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو اور ظاہر ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

رہا یہ سوال کہ کیا ثبوت ہے کہ حضرتؑ کا نزول، بحیثیت بعثت نہ ہوگا، اس کا جواب ”مسلم شریف“ کی اسی زیر بحث روایت میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

وامکم منکم۔ ”اور وہ امامت کریں گے تمہاری، تمہیں میں سے۔“ یعنی تمہاری شریعت کے مطابق نماز پڑھائیں گے (نہ کہ اپنی شریعت کے مطابق)

اس روایت کے ایک راوی ابن ابی ذئبؒ ہیں اور ان سے روایت کرنے والے ولید بن مسلمؒ ہیں، ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں ابن ابی ذئبؒ نے مجھ سے کہا، اتدری ما امکم منکم۔ ”کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ تمہاری کیا امامت کریں گے، تمہیں میں سے؟“ ولید بن مسلمؒ نے کہا ”عجربی“ ”آپ ہی بتائیے“ انہوں نے کہا:

فامکم بکتاب ربکم عزوجل وسنتہ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم۔

”پس وہ تمہاری امامت کریں گے تمہارے رب عزوجل کی کتاب (قرآن) اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق۔“

(”مسلم“ ج ۱، ص ۸۷، ”فتح الباری“ ج ۶، ص ۴۹۳، ”فتح الملکم“ ج ۲، ص ۳۰۲) طبرانی میں عبد اللہ بن مغفلؓ کی روایت میں ہے:

ينزل عيسى بن مريم مصدقا بمحمد علي
ملته - (”فتح الباری“ ج ۶، ص ۴۹۱)

”عیسیٰ ابن مریمؑ اتریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے ان کے مذہب پر۔“

نووی میں ہے:

ای ينزل حاکما بهذه الشریعته لاینزل نبیا
برسالتہ مستقلته وشریعتہ ناسختہ بل هو حاکم
من حکام هذه الامه - (”نووی علی الملکم“ ج ۱، ص ۸۷)
”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، اسی شریعت کے مطابق، مستقل
رسالت و شریعت لے کر نہیں آئیں گے کہ وہ ادیان باقیہ کے لیے ناخ بن
جائے بلکہ وہ اسی امت کے حکام میں سے ایک حاکم ہوں گے۔“
فتح الملکم میں ہے۔

فان الطیبی المعنی یومکم عیسیٰ حال کونہ
فی دینکم - (ج ۲، ص ۳۰۳)
”یہی“ فرماتے ہیں یو کم کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تمہاری
امامت کریں گے۔ ان کے ہونے کی حالت میں تمہارے دین پر۔“
مرقات الفاتح میں ہے۔

ای یومکم عیسیٰ حال کونہ من دینکم - (ج ۵،
ص ۲۲۲)

”امامت کریں گے عیسیٰؑ ان کے ہونے کی حالت میں تمہارے دین

پر۔“

ایک نکتہ!

ایک قابل غور نکتہ یہ بھی ہے کہ زیر بحث حدیث میں رسول اللہؐ نے امت محمدیہ کی خوش قسمتی اور نصیبہ وری کو بیان فرمایا ہے۔ کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم (تم کتنے اچھے اور خوش قسمت ہو گے۔ جب تم میں حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے، حال یہ کہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا)۔ اس خوش قسمتی کی دو ہی شکل ہو سکتی ہو، تیسری نہیں۔

۱۔ حضرت عیسیٰؑ کے ہوتے ہوئے، امت محمدیہ کا یہ اعزاز ہو کہ امامت، امت کا ہی کوئی فرد کرے۔

کیف حالکم وانتم مکرمون عند اللہ تعالیٰ
والحال ان عیسیٰ ینزل فیکم واما مکم منکم و
عیسیٰ یقتدی باما کم تکرّمہ لدینکم ویشہد لہ
الحدیث الاتی الخ۔ (مرقات الفاتح، ج ۵، ص ۲۲۲)

”کیا حال ہوگا تمہارا (یعنی کتنے خوش قسمت ہو گے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قابل اعزاز و اکرام ٹھہرو گے۔ حال یہ کہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ تم میں اتریں گے۔ اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ اور عیسیٰؑ تمہارے امام کی اقتداء کریں گے تمہارے دین کے اعزاز کو ظاہر کرتے ہوئے اور اس کی تائید آنے والی حدیث (روایت جابرؓ بھی کرتی ہے)۔“

۲۔ امامت حضرت عیسیٰؑ نبینا وعلیہ السلام ہی کریں لیکن اپنی شریعت کے مطابق نہیں، بلکہ امت محمدیہ کو عطا کردہ شریعت کے مطابق، جیسا کہ ابن ابی ذئب کی روایت سے پتہ چلا۔

دونوں میں جو مفہوم بھی لیا جائے، قادیانی حضرات کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امامت کرنے والے عیسیٰؑ، امت محمدیہ میں سے ہوں گے، وہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نہ ہوں گے۔ جن کے متعلق رفع الی السماء کا عقیدہ ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وہی حضرت عیسیٰؑ علی نبینا و
 علیہ السلام ہوں گے، جو زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے اور مہدی امت محمدیہ کے ایک فرد
 ہوں گے، جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے، لہذا دونوں ایک شخصیت نہیں، دو
 شخصیتیں ہیں۔

قادیانیت کا علمی احتساب





مرزائیوں نے ایک پمفلٹ ”ختم نبوت اور بزرگان امت“ پاکستان اور ہندوستان میں بہ تعداد کثیر تقسیم کیا ہے۔ پمفلٹ کیا ہے، دجل و فریب اور عبارات سلف کی قطع و برید کا ایک شاطرانہ مجموعہ ہے۔ انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ نہ ملک کی اکثریت علوم دین اور عربی زبان سے واقف ہے، نہ عوام کو تمام کتابیں میسر ہیں، نہ کتابیں تلاش کر کے مطالعہ کی فرصت ہے، نہ ہی وہ تمام مسلمان جن کے ہاتھوں میں کذب و افتراء کا یہ پلندہ پہنچے گا، علمائے اسلام سے ان عبارات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ممکن ہے کہ بعض اشخاص اس سے متاثر ہو کر قادیانی نبوت کے گرویدہ ہو جائیں اور اس طرح چند مسلمانوں کو قادیانی نبوت کا حلقہ بگوش بنایا جاسکے۔ دراصل یہ پمفلٹ مودودی صاحب کے کتابچہ ختم نبوت کا رد عمل ہے۔ اس میں قادیانیوں کا روئے سخن مودودی صاحب کی طرف ہے۔ مرزائیوں نے مودودی صاحب کو متعدد بار چیلنج دیا ہے کہ ہمارے اس پمفلٹ کا جواب لکھئے۔ قادیانی پمفلٹ کو شائع ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے، مودودی صاحب نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ شاید وہ بزرگان امت پر قادیانیوں کے عائد کردہ افتراؤں کا جواب لکھنا اپنے لیے نفع اوقات سمجھتے ہوں گے۔ متعدد دینی حلقوں نے عموماً اور جناب سردار محمد خاں صاحب لغاری رئیس اعظم چوٹی ضلع ڈیرہ غازی خاں نے خصوصاً ارشاد فرمایا کہ آپ اکابرین امت پر لگائے گئے بہتانات کا جواب شائع کریں تاکہ عامۃ المسلمین پر قادیانی تحریفات کی حقیقت واضح ہو جائے۔ ان مختصر اوراق میں اجمالی تبصرہ کیا جاتا ہے۔

ناقابل اعتبار روایت

مرزائی: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم التسنین کے نزول کے پانچ

سال بعد اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر فرماتے ہیں۔ لو علش لکان صدیقاً نبیاً ("ابن ماجہ" جلد ۱، ص ۲۳۷، کتاب "الجنائز") اگر میرا بیٹا (ابراہیمؑ) زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔ گویا آیت خاتم التسنین صاحب زادہ ابراہیمؑ کے نبی بننے میں روک نہ تھی۔ محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا۔ (ہفٹ مذکور ص ۳)

جواب : مرزائیوں نے ابن ماجہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اسی کتاب میں اسی روایت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ

(۱) بعض محدثین نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے۔

(۲) لو علش ابراہیم لکان نبیاً قال النووی فی تہذیبہ ہذا الحدیث باطل ("موضوعات کبیر" ص ۵۸) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ "اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا تو نبی ہوتا" یہ باطل حدیث ہے۔

(۳) قال ابن عبد البر فی تمہیدہ لا ادوی ملہذا ("موضوعات کبیر" ص ۵۸) محدث اعظم حضرت علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ تمہید میں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیا ہے؟

(۴) شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج النبوت" جلد دوم، ص ۲۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے، جو ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق بلند پایہ محدثین کرام کے ارشادات ہیں۔

(۵) ثقہ نہیں ہے۔ (حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت امام بخاریؒ)

حضرت امام داؤد)

(۶) منکر حدیث ہے۔ (حضرت امام ترمذیؒ)

(۷) متروک الحدیث ہے۔ (حضرت امام نسائیؒ)

(۸) اس کا اعتبار نہیں۔ (حضرت امام جوزجانیؒ)

(۹) ضعیف الحدیث ہے۔ حضرت امام ابو حاتمؒ

(۱۰) ضعیف ہے۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس نے حکم سے منکر حدیثیں

روایت کی ہیں۔ ("تہذیب التہذیب" جلد اول، ص ۱۳۴-۱۳۵)

(مرزائیوں کی مندرجہ بالا نقل کردہ حدیث بھی حکم ہی سے روایت ہے)

یہ حال ہے اس روایت کی صحت کا، جس کو مرزائیوں نے اپنے باطل عقیدہ "اجرائے نبوت" کی توثیق کے لیے پیش کیا ہے۔

اس روایت میں حرف لو ہے، جو اقتناع اور ناممکنات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے لو کان لہما الہ الا اللہ لفسدتا (انبیاء نمبر ۲۳) اگر (زمین و آسمان) دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوتا تو دونوں بگڑ جاتے۔ جیسے دو خدا نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ نہ رہ سکتے تھے اور نہ نبی ہو سکتے تھے۔

بہتان عظیم

مرزائیوں نے اس پمفلٹ میں بارہ اکابرین امت پر عظیم بہتان لگایا ہے کہ یہ حضرات معاذ اللہ مرزائیوں کی طرح امت محمدیہ میں غیر تشہعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ اپنے باطل عقیدہ کے اثبات کے لیے انہوں نے بزرگان دین کے چند اقوال نقل کیے ہیں کہ "کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا" "اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا، جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شریعت دے کر مامور کرے۔ یعنی نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا" "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجروح کسی نبی کا آنا محال نہیں، بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے۔"

جن حضرات نے ایسی عبارات لکھی ہیں، ان کے پیش نظر تین امور تھے۔
اول: حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا، بظاہر آیت خاتم النبین اور حدیث لانبی بعدی کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

دوئم: حدیث لم یبق من النبوت الا المبشرات (نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کے ایک جز کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر حدیث لانبی بعدی کے مخالف نظر آتی ہے۔

سوم: بعض علماء صوفیاء کو وحی و الہام سے نوازا جاتا ہے، جس سے بادی

انظر میں ختم نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔
ان تینوں امور کے متعلق حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے
تحریر فرمایا ہے۔ امراول کے متعلق فرماتے ہیں۔

وان عسی علیہ السلام اذا نزل ما یحکم الا بشریہ محمد
اللہ علیہ وسلم ("فتوحات مکہ" ج ۱، باب ۴، ص ۱۵۰)

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ صرف حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔"
امردوم کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔

قالت عائشۃؓ اول ما یدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
الوحي الرویا لکان لا یری رویا الا خرجت مثل لفق الصبح وہی التی
ابقی اللہ علی المسلمین وہی من اجزاء النبوة لما ارتفعت النبوة
بالکلیہ ولهذا قلنا انما ارتفعت نبوہ التشريع لهذا معنی لانی بعدہ
("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۷، سوال ۲۵)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے پہلے سچے خواب
نظر آتے تھے۔ جو چیز حضور رات کو دیکھتے تھے، وہ خارج میں صبح روشن کی
طرح آپ کو نظر آتی تھی اور یہ وہ چیز ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر
باقی رکھی ہے۔ اور یہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اس اعتبار
سے کلی طور پر نبوت ختم نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے ہم نے کہا ہے۔ لانی
بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں کیونکہ رویاء
صالحہ اور مبشرات باقی ہیں۔"

اس ارشاد سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سچا خواب
نبوت کا ایک جز ہے اور رویاء صالحہ ہی غیر تشریعی نبوت ہے، جو امت محمدیہ میں جاری
ہے اور حدیث لانی بعدی کا یہ معنی ہے کہ حضور کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں

اور غیر تشہمی نبوت یعنی رویا صالحہ اور مبشرات باقی ہیں اور یہ نبوت کا ایک جز ہے، نبوت نہیں۔

امر سوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

للا ولہاء والا نبیاء الغبر خاصہ ولانبیاء الشرائع والرسول
الغبر والحکم ("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۵۸، ص ۲۵۷)

"انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام (خبر خاصہ) کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لیے تشہمی احکام نازل ہوتے ہیں اور رسول کے لیے خبر بھی ہوتی ہے اور دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔"

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں اولیاء اور انبیاء کو خبر اور وحی میں ظاہراً مشترک قرار دے کر شریعت کا اختصاص صرف انبیاء علیم السلام کے لیے کیا ہے اور رسالت کا مقام اس سے بھی بلند بتایا ہے۔ ان پر تشہمی احکام بھی نازل ہوتے ہیں اور ان کا فرض منصبی دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ نے تو حیوانات کی فطرتی ہدایت کو بھی نبوت کا نام دیا ہے۔

وهذه النبوة سارہ فی الحيوان مثل قوله تعالى واوحى ربك الى

النحل ("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۱۵۵، ص ۲۵۴)

"اور یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔"

حضرت ابن عربیؒ گھوڑے، گدھے، بلی، چھپکلی، چوہے، چمگادڑ، الو

اور شہد کی مکھی وغیرہ حیوانات میں بھی نبوت جاری تسلیم کرتے ہیں۔ کیا

مرزائی "قادیانی نبوت" کو اسی قبیل سے سمجھتے ہیں؟

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ

اکبرؒ تشہمی اور غیر تشہمی نبوت کا جو فرق بیان فرماتے ہیں، ان کا یہ مطلب ہرگز

نہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت و رسالت مل

سکتی ہے لیکن تشہمی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی نبی و رسول پر

نازل ہوتی ہے وہ تشہعی ہی ہوتی ہے اس میں اوامر و نواہی ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی تشہعی نازل نہ ہوگی، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ نازل ہوں گے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ نیز نبوت کا ایک جز مبشرات قیامت تک باقی ہے اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہو سکتی ہے لیکن کسی پر نبی اور رسول کا لفظ ہرگز نہیں بولا جاسکتا۔ فرماتے ہیں:

كذلك اسم النبي زال بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم لانه
زال التشريع المنزل من عند الله بالوحي بعده صلى الله عليه وسلم
("فتوحات مکیہ" ج ۲، ص ۵۸، باب ۷۳، سوال ۲۵)

"اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشہعی صورت میں صرف نبی پر ہی آتی ہے۔ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔"

مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشہعی احکام لاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احکام شریعہ (اوامر و نواہی) کا نازل ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اس لیے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم

قادیانی اعتراض: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں۔ قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لاني بعده ("در مشور" ج ۵، ص ۲۰۴، "وتكلمه مجمع البحار" ص ۸۵) کہ اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبياء تو ضرور کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔ کس لطیف انداز میں فرماتی ہیں کہ اے مسلمانو! کبھی لانی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔ خاتم التسنين کی طرف نگاہ رکھنا مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (پمفلٹ مذکور، ص ۲ و ۳)

جواب: کتنا صریح جھوٹ اور بہتان عظیم ہے ام المومنین حضرت صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کہ وہ ”فرماتی ہیں اے مسلمانو! کبھی لائبی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔ اگر امت مرزائیہ حضرت ام المومنین کے یہ الفاظ دنیا کی کسی کتاب سے دکھا دے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر نہ دکھا سکے اور یقیناً کبھی نہ دکھا سکے گی تو یہ سمجھ لے کہ جھوٹے بہتان باندھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

جملہ قولوا اند خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانی بعدہ کی حضرت ام المومنین کی طرف نسبت یہ ایسا قول ہے کہ دنیا کی کسی مستند کتاب میں اس کی سند نہیں۔ میں نے بیسیوں مناظروں میں قادیانی مبلغین کو انعامی چیلنج دیا کہ اگر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک اس قول کی سند دکھا دو تو دس ہزار روپیہ انعام لو۔ کسی مرزائی مناظر کو ہمت نہیں ہوئی کہ میرے اس چیلنج کو منظور کر سکے۔

اگر بالفرض اس بے سند قول کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ نصوص تقیہ کے پیش نظر حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس لیے یہ نہ کہو کہ کوئی نبی آئے گا نہیں۔ ہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو جس کے معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا یا کوئی نیا نبی مبعوث نہ ہوگا۔

ختم نبوت کے متعلق حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن مجید، احادیث نبوی، اجماع صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔ آپ نے فرمایا۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا بقی بعدی من

النبوۃ شئی الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ ما المبشرات قال الرویا

الصالحہ برہا الرجل اوتری لہ (”مسند احمد“ ج ۶، ص ۱۳۹، ”کنز

العمال“)

”حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کچھ بھی باقی نہیں۔ ہاں صرف مبشرات باقی

رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہے؟ حضور

نے فرمایا کہ اچھے خواب ہیں۔ آدمی خود ان کو دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا آدمی دیکھتا ہے۔“

حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فریب

مرزا کی اعتراض : حضرت امام صاحب مصنف ”مجمع البحار“ لکھتے ہیں یعنی حضرت عائشہ نے جو یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خاتم التسن کے الفاظ تو بے شک استعمال کیا کرو لیکن لا نبی بعدہ کے الفاظ استعمال نہ کیا کرو۔ یہ بات لا نبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ لا نبی بعدی فرمانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا، جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ (”تکملہ مجمع البحار“ ص ۸۵)

جواب : دنیا میں سب سے بڑا دھوکا باز وہ شخص ہے، جو دین و مذہب کے متعلق فریب دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ شاید موجودہ دور میں مذہبی دھوکا دہی مرزائیوں کے لیے الاٹ ہو چکی ہے۔ اس لیے انہوں نے مکمل عبارت درج نہیں کی، بلکہ ماقبل اور مابعد کو چھوڑ کر ایک جملہ، جسے انہوں نے اپنے لیے مفید سمجھا، نقل کر دیا۔ ہم پوری عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین پر قادیانیوں کی خیانت واضح ہو جائے۔

وفی حدیث عسی انہ یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب و یزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسہ بان یتزوج و یوللہ و کان لم یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الہبوط فی الحلال لعنہ یومن کل احد من اهل الکتاب یتقن بانہ بشر و عن عائشہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ و ہذا ناظر الی نزول عسی و ہذا ایضا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔ (”تکملہ مجمع البحار“ ص ۸۵)

”اور حدیث میں ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ آسمان پر جانے سے پہلے انہوں

نہ نکاح نہ کیا تھا۔ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ ہوگا۔ (اولاد ہوگی) اس زمانہ میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا کہ یقیناً یہ بشر رسول ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کو اور یہ نہ کہ کو آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ یہ صدیقہ کا فرمان لا تقولوا لانی بعدہ اس بات کے مد نظر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث لانی بعدی کے مخالف نہیں اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور کے دین کا ناخ ہو۔

واضح بیان ہے کہ اگر لا تقولوا لانی بعدہ حضرت المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ ان کا تشریف لانا حدیث لانی بعدی کے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لیے تشریف لائیں گے نہ کہ اسلامی تعلیمات کو منسوخ کرنے کے لیے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض: تصوف کے امام حضرت ابن عربی لکھتے ہیں (ترجمہ) وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے، وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت پس اب ایسی شریعت نہیں آ سکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ ان الرسل والنبوۃ قد انقطعت کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ میرے بعد نہ رسول ہے، نہ نبی۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو، بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔ ("فتوحات مکہ" ج ۲، ص ۳) مرزائی ٹریکٹ، ص ۳

جواب : ہم اوپر اسی کتاب ”فتوحات“ کیہ“ سے چند عبارات نقل کر چکے ہیں کہ جن سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور عقیدہ یہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت نہیں لائے گا اور نہ کسی کے متعلق لفظ نبی استعمال کیا جائے گا۔ وہ ولایت، الہام اور مبشرات کو امت میں جاری مانتے ہیں اور اسی کو غیر شرعی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں۔ آمد ثانی کے بعد حضرت مسیحؑ پر کسی نئے ادا مرد نواہی کا نزول نہیں مانتے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ شریعت محمدیہؐ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔

حیرت اور ہزار حیرت ہے امت مرزائیہ پر کہ ان کے قادیانی نبی نے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں پر کافر لحد اور زندیق کا فتویٰ لگایا ہے۔ (وحدت وجود پر مرزا قادیانی کا ایک خط بنام میر عباس علی) لیکن مرزائی ہیں کہ اپنے نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لیے معاذ اللہ اسی لحد اور زندیق کی پناہ لے رہے ہیں۔ ان کے اس طرز استدلال پر ارسطو کی روح بھی پھڑک اٹھی ہوگی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت دھوکا

مرزائی اعتراض : مثنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں۔

”فکر کن در راہ نیکو خدمتے تانہوت یابی اندر امتے“

کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل

جائے (مثنوی مولانا روم، دفتر اول، ص ۵۳)

جواب : مثنوی شریف کے اس شعر کے کسی لفظ کا معنی نہیں کہ حضور سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو نبی مبعوث کرے گا۔ اس شعر کا

مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کے لیے کوشش کرنے سے مومن کو فیضانِ نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کسی نہیں، بلکہ وہی ہے۔ حضرت مولانا تو ہر قمع سنت پیرو مرشد کو مجازاً نبی کہتے ہیں۔

دست را مہار جز در دست پیر پیر حکمت او علیم ست و خیر
آں نبی وقت باشند اے مرید تا ازاد نور نبی آید پدید
در حقیقت علیم و خیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ پیر کو مجازاً علیم و خیر فرمایا ہے کیونکہ پیر مرید کے احوال و مقامات سے باخبر ہوتا ہے۔ دوسرے شعر کا مفہوم ہے کہ پیر اپنے مرید کے لیے ہنزلہ نبی ہوتا ہے کیونکہ مرید کو پیر کی وساطت سے فیضِ نبوت حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیسیوں مقامات پر ختمِ نبوت کا اعلان کیا ہے۔ مرزائیوں کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہے۔ اس لیے انہیں مثنوی شریف میں ختمِ نبوت کے اشعار نظر نہیں آتے۔ شتے نمونہ از خوارے مختلف مقامات کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

زین حکایت کرد آں ختم رسل از ملیک لایزال و لم یزل
سکہ شاہاں ہی گرد و دگر سکہ احمد بنیں تا مستقر
یا رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی ہم چو شمس بے غمام
ایں ہمہ انکار کفران زاد شان چوں در آمد سید آخر الزمان
مرزائی پمفلٹ میں مثنوی شریف کے اور تین شعر نقل کئے ہیں، جن کا اجراءِ نبوت کے باطل عقیدہ سے اتنا تعلق بھی نہیں، جتنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمدی بیگم کے آسانی نکاح سے تھا۔ مثلاً:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود

مثل او نے بودنے خواہند بود

مرزائی ترجمہ: یعنی آپؐ خاتم اس لیے ہوئے کہ آپؐ بے مثل ہیں۔

فیضِ روحانی کی بخشش ہیں۔ آپؐ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ آئندہ آپؐ جیسے ہوں

گے۔ (ٹریکٹ ص ۳)

جواب : اس شعر کو ”اجرائے نبوت“ سے کیا تعلق؟ اس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات اور روحانی فیوض کا تذکرہ ہے۔ یہ قادیانیوں کا محض افتراء ہے کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ”اجرائے نبوت“ کے قائل تھے، جس کا کوئی ثبوت وہ پیش نہیں کر سکے۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض : امام شعرانی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) کہ یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی اور صرف شریعت دالی نبوت بند ہوئی ہے۔ (”الیواقیت و الجواہر“ ج ۲ ص ۲)

جواب : حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزائیوں کی طرح غیر شرعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ امام شعرانیؒ نے شرعی اور غیر شرعی نبوت کی تقسیم انہیں تین امور کے پیش نظر کی ہے۔ جن کا ذکر ہم نے حضرت شیخ اکبرؒ کے حوالہ جات سے کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وَكَذَلِكَ عَمِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَا يَحْكُمُ لِنَا إِلَّا

بشريعہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (”الیواقیت و الجواہر“ ج ۲ ص ۳۸)

”اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔“

صاف الفاظ ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام جدید شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ حضرت امام شعرانی حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا قول نقل فرماتے ہیں:

وهذا باب اخلق بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم فلا يفتح
الا حد الى يوم القيامه ولكن بقى للاولياء وحى الا لهام الذى لا
تشريع فيه ("اليواقيت والجواهر" ج ۲، ص ۳۷)

"اور یہ (نزول وحی نبوت کا) دروازہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اور قیامت تک کسی کے لیے نہیں
کھل سکتا۔ لیکن اولیاء کے لیے وحی الہام ہوتی رہے گی، جس میں شرعی
احکام نہ ہوں گے۔"

اس عبارت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ حضرت محی الدین ابن عربی اور امام
شعرانی دونوں حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وحی نبوت بند ہو چکی ہے ہاں اولیاء اللہ کو الہام ہوتے ہیں، جن میں شرعی احکام یعنی
ادامرو نواہی نہیں ہوتے، ان الہامات کو مبشرات کہا گیا ہے ان پر نبوت کا اطلاق
نہیں ہوتا۔

امام شعرانی نے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار فرمایا ہے اعلم ان الا جماع قد
انعقد علی انه صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین كما انه خاتم النبیین
("اليواقيت والجواهر" ج ۲، ص ۳۷) "جان لے کہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع منعقد
ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں
اسی طرح نبیوں کے بھی خاتم ہیں۔"

حضرت مولانا عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر اتمام

قادیانی اعتراض : حضرت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں (ترجمہ)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشرعی بند ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم التمسین قرار پا گئے کیونکہ آپ ایسی کامل شریعت لائے جو اور کوئی نبی نہ
لایا۔ ("الانسان کامل" ج ۱، ص ۹۸، مطبوعہ مصر)

جواب : حضرت محی الدین ابن عربی اور حضرت امام شعرانی کی طرح حضرت
عبدالکریم جیلانی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی تشرعی نازل ہو

اور وحی تشہعی حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نازل نہ ہوگی۔ انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں سُنَّہ نبی مبعوث ہوں گے۔ مرزائیوں میں ہمت ہے تو ان کی کوئی عبارت پیش کریں لیکن تمام امت مرزائیہ دم واپس تک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائیوں نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی یہ بہتان تراشا ہے کہ آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس افتراء کا حقیقی جواب تو لعنت اللہ علی الکاذبین ہی ہے۔ تفصیلات کے الفاظ میں کس لفظ کا معنی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی مبعوث ہوں گے؟ حضرت کے الفاظ ”اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شریعت دے کر مامور کرے“ تشہعی اور غیر تشہعی کا فرق انہیں تین وجوہ کی بنا پر ہے، جو ہم تحریر کر چکے ہیں۔ ختم نبوت کے متعلق حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

(۱) نیست محمد پد ر ہج کس از مردمان شاد لیکن پیغمبر خدا است و مر پیغمبران یعنی بعد از دے ہج پیغامبر نباشد۔ ”فتح الرحمن زیر آیت خاتم النبیین“
ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبروں پر مر یعنی حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۲) اقول لا النبوة انقضت بولایة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
”حجتہ اللہ البالغہ“ ج ۲، ص ۵۰۶

”میں کہتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔“

(۳) واعلم ان الدجا جلد دون الدجال الا کبر کثرة وجمعهم
امرو احدو هو انهم یذکرون اسم اللہ و یدعون الناس الیہ الی ان

قال لهم من يدعى النبوة ("مخصمات الیہ" ج ۲، ص ۱۹)

"جان لو کہ دجال اکبر سے پہلے بہت سے دجال آئیں گے اور سب میں یہ امر مشترک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں گے۔ ان دجالوں میں سے وہ دجال بھی ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔"

مرزائیوں کے قلوب میں اگر ذرہ بھر بھی خوف خدا اور انصاف ہو تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جنہیں مرزائی بارہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں) حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے یا تمام مدعیان نبوت کو دجالوں کا گروہ قرار دیتے تھے؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائی اعتراض: حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وراثت کمالات نبوت کا حاصل ہونا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے اس میں شک مت کرو۔ (مکتوب نمبر ۳۰، ص ۳۲۲، جلد اول، "مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ")

جواب: کہاں مرزائیوں کا "اجرائے نبوت" جیسا باطل عقیدہ اور کہاں حضرت مجدد کے حقائق و معارف۔ حضرت کی مندرجہ بالا عبارت کے کن الفاظ کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے؟ عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ حضور کی کامل اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمالات نبوت عطا کئے جاتے ہیں نہ کہ انہیں نبی بنا دیا جاتا ہے۔ امت کے ذی شان افراد کو کون سے کمالات سے نوازا جاتا ہے؟ حضرت مجدد تحریر فرماتے ہیں۔ "مثل قلت حساب و کفارت زلات بشریت و ارتفاع درجات و مراعات صحبت فرشتہ مرسل کہ از اکل و شرب پاک است و کثرت ظہور خوراق کہ مناسب مقام

نبوت اندامثال آل باید دانست کہ حصول دین موجب در حق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بے توسط است۔ در حق اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتیمات کہ بہ تبعیت و وراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والبرکات۔“ (مکتوب نمبر ۲۰۲، حصہ پنجم، ص ۱۳۲، ۱۳۳)

مرزائیوں کو کون سمجھائے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے پیش نظر حساب میں آسانی، معمولی لغزشوں کی معافی، درجات کی بلندی، ملاکہ سے ملاقات اور کثرت ظہور خوراق ایسے کمالات نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے امت محمدیہ کے برگزیدہ افراد کو عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ چند فضائل و کمالات اجزائے نبوت ہیں اور چند کمالات نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی۔ شجاعت، سخاوت وغیرہ صفات حسنہ بھی کمالات نبوت ہیں۔ کیا ہر شجاع اور ہر سخی مسلمان نبی بن جاتا ہے؟

حضرت والا اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ و علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات“ (مکتوب نمبر ۱۷، دفتر سوم، ج ثالث، ص ۳۵)

ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا شرف حاصل کریں گے۔

”اول انبیاء حضرت آدم است علی نبینا وعلیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و التیمات و آخر شان و خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ (مکتوبات دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷، ص ۳۵)

ترجمہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور نبیوں میں سب سے آخر اور ان کی نبوت کو ختم کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صاف الفاظ ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نبی مبعوث ہوئے اور سب نبیوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اس لیے

ضور آخری نبی ہیں۔

حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض : حضرت نواب صاحب فرماتے ہیں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ (یعنی پہلی شریعت منسوخ کر کے نئی شریعت) لے کر نہیں آئے گا۔ ("اقتراب الساعة" ص ۱۶۲)

جواب : حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اہتمام ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "اجرائے نبوت" کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کی کسی کتاب میں اس خلاف اسلام نظریہ کا شائبہ تک نہیں۔ لا نبی بعدی کے مفہوم میں "کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا۔" اس لیے کہا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد از نزول نئی شریعت لا کر شریعت اسلامیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ خود اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔

ان کا اپنا عقیدہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ ہیں اور ناسخ جملہ شرائع ماقبل۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور صفی ہیں۔

اول انبیاء آدم علیہ السلام ہیں اور آخر انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ("عقیدۃ السنی" مصنفہ حضرت نواب صدیق حسن خاں، ص ۱۵، ۱۶)

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائی اعتراض : "مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں۔ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس نیا ایڈیشن، ص ۱۶)

جواب : حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث

مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کی ہیں اور ہر زمین میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ ایک گروہ اس حدیث کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا دوسرا گروہ اسے صحیح و معتبر مانتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی اس دوسرے گروہ میں شامل ہیں اس حدیث کی تحقیق و تشریح کے سلسلہ میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ نے آیات بینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات اور دافع الوسواس فی اثرا بن عباس اردو زبان میں اور زجر الناس علی ازکار اثر ابن عباس عربی میں تحریر فرمائی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم حضرت مولانا عبدالحی صاحب کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔

”پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ قبیح شریعت محمدیہ ہوں گے اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے حلقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا۔“ (فتویٰ مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی ملحقہ ”تحذیر الناس“ ص ۴۴)

حضرت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ایک آخری نبی ہوگا۔ لیکن باقی چھ زمینوں میں سے ہر زمین کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتے۔ ”اگر حضور کے زمانہ کے قبل ہوں تو جائے اعتراض نہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہوں تو ان تمام کی خاتمت اپنی زمین اور اپنے طبقہ کے لحاظ سے اضافی ہوگی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت ان سب کے بعد اور حقیقی ہوگی اور وہ حضور ہی کی شریعت کے قبیح ہوں گے۔ رہا یہ ارشاد کہ ”بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے“ یہ نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نازل ہوں گے کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے بلکہ حضورؐ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب عقیدہ ختم نبوت کے متعلق اپنے ایک فتویٰ میں حضرت علامہ ابو شکور سالی کی مندرجہ ذیل عبارت نقل فرماتے ہیں۔

اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان يعتقد ان محمداً كان رسول الله
والان هو رسول الله وكان خاتم الانبياء ولا يجوز بعده ان يكون
احد انبياء ومن ادعى النبوة في زماننا يكون كالرا۔ ("فتاویٰ مولانا
عبدالحی کسٹنوی" جلد اول، ص ۹۹)

جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں اور
آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز
نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

فرماتے ہیں۔

(الف) "سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ
آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل
فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح
میں ولكن رسول الله و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا
ہے۔" ("تحذیر الناس" ص ۳)

(ب) "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" ("تحذیر الناس" ص ۲۸)

جواب۔ قادیانیوں کا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہت بڑا اتہام ہے کہ وہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے مقرر تھے۔ حضرت والا

نے کتاب تحذیر الناس ختم نبوت کے اثبات کے لیے لکھی اور اس میں ختم نبوت کے ناقابل تردید دلائل پیش کئے۔ اس کا موضوع ہی خاتیت ذاتی و زمانی و مکانی کی حمایت و حفاظت ہے۔ تحذیر الناس کی صفحہ ۳ کی عبارت کو ہم عام فہم الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

خاتیت کی تین اقسام ہیں (۱) خاتیت مرتبی (۲) خاتیت مکانی (۳) خاتیت زمانی، حضرت نانوتوی نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتیت کے تینوں مرتبوں کے ساتھ متصف ہیں۔ لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ خاتیت کے ان تینوں مراتب میں دلائل و براہین کے لحاظ سے اعلیٰ اور افضل یا بالفاظ دیگر بالذات و بالاصالت کون سا مرتبہ ہے؟ عوام تو یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ حضور کا زمانہ سب انبیاء سے آخر تھا۔ صرف اس وجہ سے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اگر یہی ایک وجہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف و مجد زمانہ اور مکان کی وجہ سے ہوا حضور کی وجہ سے زمان و مکان کا شرف نہ ہوا حالانکہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں دکن رسول اللہ و خاتم التسن فرماتا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ اس لحاظ سے ثابت ہوگا کہ حضور کی جلالت شان اور رفیع منزلت ذات کے مناسب حال بالذات خاتیت مرتبیت ہے اور اس اعلیٰ و افضل مرتبہ کے ساتھ خاتیت زمانی بھی آپ کے لیے ثابت ہے اور خاتیت مکانی بھی آپ پر ختم ہے۔

مرزائی محرفین نے اپنی روایتی چالبازی سے دھوکہ اور فریب دینے کے لیے ”تحذیر الناس“ کے صفحہ ۲۸ سے محولہ بالا ادھورا حوالہ نقل کر دیا۔ اگر وہ پوری عبارت نقل کر دیتے تو ان کی فریب دہی کا پردہ چاک ہو جاتا اور ان کے ٹریکٹ کے قارئین کو علم ہو جاتا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کیا ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔

”ہاں اگر خاتیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لہجے جیسا اس ہمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل

نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیا کے افراد خارجی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجلہ ثبوت اثر مذکور دو ثابت خاتیت ہے۔ معارض و مخالف خاتم التین نہیں۔“ (”تذیر الناس“ ص ۲۸)

اس سے ظاہر ہے کہ یہاں خاتیت ذاتی کا ذکر ہے خاتیت زمانی کا نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتیت ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اگر کوئی بد فہم اسکا مطلب یہ سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور نبی ہو سکتے ہیں تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ کافر ہوگا اسی تذیر الناس میں حضرت تحریر فرماتے ہیں ”سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم الزوم خاتیت زمانی بدالات التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا اندلانی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم التین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی (ختم نبوت زمانی) کافر ہوگا۔“ (تذیر الناس ص ۱۰)

کس قدر واضح الفاظ ہیں کہ خاتیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسری ضروریات دین اور قطعیات دین کا منکر کافر ہے۔

اس عبارت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرضی اور تقدیری طور پر اگر کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس مفروضہ کے لیے لفظ اگر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ لفظ

بالفرض ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ تاکہ کسی مفید کو دھوکا دینے کا موقع نہ مل سکے۔ اگر کوئی جاہل کہے کہ ایسے مفروضہ کی کیا ضرورت تھی تو اسے باری تعالیٰ کا ارشاد سنا دینا چاہئے۔ قل ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدین (زخرف نمبر ۷)

اے نبی آپ کہہ دیجئے اگر بالفرض خدا تعالیٰ کا بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں ہوں گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا فارسی ترجمہ کرتے ہیں۔

”گو اگر بالفرض باشد خدا را فرزندے پس من نخستین عبادت کنندگان باشم“
مرزائی منطق کی رو سے اس آیت سے ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونا ممکن ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ کے اس مفروض بیٹے کی عبادت کرنا بھی ممکن ہوگا (معاذ اللہ) کیا اس آیت کا یہی مفہوم ہے؟ ایک معمولی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرضی اور تقدیری بات ہے نہ یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کیا جائے یا اسکے امکان پر اس آیت کو دلیل بنا کر لوگوں کو مغالطہ دیا جائے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔

۱۔ خاتیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں“ (”مناظرہ عجیبہ“ مصنفہ حضرت نانوتویؒ ص ۳۹)

۲۔ ”اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔“ (”مناظرہ عجیبہ“ ص ۱۰۳)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر اہتمام

مرزائی اعتراض۔ جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یعنی اگر صاحب زادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی بن

جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیح یا امتی نہ ہوتے جیسے عیسیٰ، خضر، الیاس علیہم السلام ہیں اور یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔" ("موضوعات کبیر" ص ۵۹) جواب۔ اس حدیث کے ضعف کے متعلق ہم بلند پایہ محدثین کے اقوال نقل کر چکے ہیں۔ اس مجروح روایت میں حرف لو آیا ہے جو زبان عرب میں ناممکنات اور محالات کے لیے آتا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کا نام لے کر اور باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً ذکر کر کے فرمایا۔

ولو اشرکو العبط عنهم ما كانوا يعملون ("سورہ انعام" آیت ۸۸)

اگر یہ پیغمبر بھی شرک کا ارتکاب کرتے تو ان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے۔

اس آیت میں تعلیق بالحال ہے یعنی حرف لو سے یہ مسئلہ فرضی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر نبی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتے تو ان کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے۔ کیا مرزائیوں کے مذہب میں اس سے یہ استدلال صحیح ہوگا کہ نبیوں سے بھی شرک ہو سکتا ہے؟ نفوذ باللہ منہ۔ حضرت ملا علی قاریؒ مندرجہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہیں۔

لا یحدث بعده نبی لانہ خاتم النبیین السابقین ولیہ ایما الی اند لو کان بعده نبی لکان علیا وهو لا ینا لی ماورد لی حق عمر صریحا لان الحکم فرضی لکانہ قال لو تصور بعدی لکان جماعته من اصحابی انبیاء ولكن لا نبی بعدی وهذا معنی قوله صلی اللہ علیہ وسلم لو عاش ابراہیم لکان نبیا ("مرقات" مصنفہ ملا علی قاریؒ ج پنجم، ص ۵۶۳)

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ پہلے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح

وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئی ہے۔ خاتم التسنین کی آیت کے منافی نہیں کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جاسکتا تو میرے فلاں اور فلاں صحابی نبی ہوتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنی اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

توضیح فرمادی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ تمام فرضی طور پر اور تقدیری طور پر بیان ہوئی ہیں۔ اگر بالفرض حضور کے بعد اور کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابراہیمؓ ہوتے لیکن آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اس لیے یہ حضرات بھی نبی نہ ہو سکے۔ حضرت ملا علی قاری نے اپنے عقیدہ کے متعلق لکھا ہے۔

دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع ("شرح فقہ اکبر" ص ۲۰۲)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع امت کفر ہے۔

مرزا کی اعتراض۔ "موردی صاحب کے پیش کردہ اقوال کے قائلین میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی نبی کا آنا بند ہے۔ اگر ایسا ایک قول بھی موردی صاحب پیش کر سکتے ہوں تو ہماری طرف سے انہیں چیلنج ہے مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ (پمفلٹ، ص ۵)

جواب۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیان نبوت کا زبہ "امتی نبی" ہی کھلائیں گے۔ جیسا کہ منبر صادق حضرت نبی کریم علیہ السلوۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

سکون لی امتی کنا ہون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ہذا حدیث صحیح۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

یقیناً میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

مودودی صاحب آپ کے اس چیلنج کا جواب نہیں دیتے تو یہ ان کا اور آپ معاملہ ہے ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ مختب رادردن خانہ چہ کار۔ اگر آپ کو ہمت ہے تو ہمیں چیلنج دیجئے دنیا دیکھے گی کہ ہم آپ کے مطالبہ کے پر نچے اڑا کر روز روشن میں آپ کو کیسے تارے دکھاتے ہیں۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

بزرگان امت کی نسبت مرزائی عقیدہ

مرزائی عامۃ المسلمین کو فریب دینے کی غرض سے بزرگان دین کا نام لیتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اکابرین امت کی نسبت ان کا عقیدہ یہ ہے۔

(۱) ”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ ابھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں“ (”ضمیمہ براہین احمدیہ“ حصہ پنجم“ ص ۳۰، ”مرزا غلام احمد“ ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۴، ج ۲)

(۲) اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ (”ملفوظات احمدیہ“ ص ۱۳۱، ج ۱، ”مطبوعہ لاہور“ ملفوظ مرزا غلام احمد)۔۔۔ ”ملفوظات احمدیہ“ ربوہ ولندن“ ص ۱۳۲، ج ۲)

(۳) ”اقوال سلف و خلف کوئی مستقل حجت نہیں“ (”زالہ اوہام“ مصنفہ مرزا غلام احمد“ ص ۵۲۸، ”روحانی خزائن“ ص ۳۸۹، ج ۳)

(۴) ”امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟“ (”زالہ اوہام“ ص ۶۲، ”روحانی خزائن“ ص ۱۷۲، ج ۳)

(۵) ”ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہو کر آخر کو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے مسیحیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھالی۔“ (”ضمیمہ براہین احمدیہ“ حصہ پنجم، مصنفہ مرزا غلام احمد، ص ۱۳۴ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۰ ج ۲۱)

یہ ہے صحابہؓ آئمہ اور اولیائے امت کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ کہ (نعوذ باللہ من ذلک) انہیں یہود سے مشابہت دی گئی اور طرفہ تماشایہ ہے کہ قادیانی نبوت کی حفاظت کے لیے (معاذ اللہ) انہیں مثیل یہود کے اقوال کو پناہ گاہ بنایا گیا ہے۔ ملک اذا قسمت فیزی۔

قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ

اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے





کیا فرماتے ہیں علماء دین متین و تقم اللہ للعوام حسب ذیل مسئلہ میں کوئی شخص یا جماعت کسی مدعی نبوت کا ذبہ پر ایمان لانے کی وجہ سے جو باتفاق امت دائرہ اسلام سے خارج ہو اور ان کا کفر یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر ہو اس کے علاوہ ان میں حسب ذیل وجوہ بھی موجود ہوں۔

- ۱۔ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوں اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں۔
- ۲۔ مسلمانوں کو جانی و مالی ہر طرح کی ایذا پہنچانے میں تامقدور کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

۳۔ ان کی مادی قوت اور مالی وسائل میں روز افزوں ترقی کا تمام تر انحصار مسلمانوں کے استحصال پر ہو اور وہ سیاسی و اقتصادی وسائل پر قابض ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں۔

۴۔ ان کی سیاسی و عسکری تنظیمیں موجود ہوں اور ان کی زیر زمین سرگرمیاں تمام ملت اسلامیہ کے لیے بین الاقوامی سطح پر عظیم خطرہ ہوں۔

۵۔ دشمن اسلام بیرونی طاقتوں، یہودی اور مسیحی حکومتوں اور ہندوستان کی اسلام دشمن حکومت سے ان کے قوی روابط ہوں۔ الغرض مسلمانوں کے لیے دینی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے ان کا طرز عمل سنگین خطرات کا باعث ہو بلکہ ان کی وجہ سے ایک اسلامی مملکت کو بغاوت و انقلاب کے خطرات تک لاحق ہوں۔

۶۔ حکومت یا حکومت کی سطح پر یہ توقع نہ ہو کہ اس فتنہ سے ملک و ملت کو بچانے کی کوئی تدبیر کی جائے گی اور یہ امید نہ ہو کہ جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں وہ ان پر

جاری ہو سکے گی۔ اندریں حالات بے بس مسلمانوں کو اس فتنہ کی روک تھام کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اور اس سلسلہ میں شرعی طور پر ان پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟ کیا ان حالات میں اس جماعت یا افراد کی بڑھتی ہوئی جارحیت پر قدغن لگانے کے لیے حسب ذیل امور کے جواز یا وجوب کی شرعاً کوئی صورت ہے کہ:

(الف) امت اسلامیہ اس فرد یا جماعت کے ساتھ براہِ رانہ تعلقات منقطع

کرے۔

(ب) ان سے سلام و کلام، میل و جول، نشست و برخاست شادی و غمی میں شرکت نہ کی جائے بلکہ معاشرتی سطح پر ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا جائے۔

(ج) ان سے تجارت، لین دین اور خرید و فروخت کی جائے یا نہیں؟

(د) ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں سے مال خریداجائے یا ان کا مکمل اقتصادی

مقاطعہ (بایکٹ) کیا جائے۔

(ه) ان کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

(ر) ان سے رواداری برتی جائے یا نہیں؟

(ذ) ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں یا نہیں؟

غرض ان سے مکمل بایکٹ یا مقاطعہ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیا تمام مسلمانوں کو

بھی یہ حق حاصل ہے کہ انہیں راہِ راست پر لانے کے لیے ان کا بایکٹ کریں جب کہ

اس کے سوا اور کوئی چارہ اصلاح موجود نہ ہو؟

افتونا ماجورین، واللہ سبحانہ یجزل لکم الاجر

والثواب، وهو المسئول الملهم للحق والثواب۔

(”المستفی“، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، کراچی)

الجواب واللہ الہادی للصواب

بلاشبہ قرآن کریم کی وحی قطعی جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ قطعہ اور امت محمدیہ کے قطعی اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے اور جو شخص اس مدعی نبوت کی تصدیق کرے اور اسے مقتداء و پیشوا مانے وہ بھی کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کفر اور ارتداد کے ساتھ اگر اس میں وجوہ مذکورہ فی السوال میں سے ایک وجہ بھی موجود ہو تو قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ اور فقہ اسلامی کے مطابق وہ اسلامی اخوت اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام و کلام، نشست و برخاست اور لین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کر دیں، کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اس سے قائم کرنا جس سے اس کی عزت و احترام کا پہلو نکلتا ہو یا اس کو قوت و آسائش حاصل ہوتی ہو جائز نہیں، کفار محاربین اور اعداء اسلام سے ترک موالات کے بارے میں قرآن حکیم کی بے شمار آیات موجود ہیں۔ اسی طرح احادیث نبویہ ﷺ اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہ واضح رہے کہ کفار محاربین، جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں، انہیں ایذا پہنچاتے ہوں، اسلامی اصلاحات کو مسخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے ہوں اور مار آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں۔ اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ راواداری کی ان کافروں سے اجازت دی گئی ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں اور نہ کفار محاربین سے سخت معاملہ کرنے کا حکم ہے۔ علاوہ ازیں بسا اوقات اگر مسلمانوں سے کوئی قابلِ نفرت گناہ سرزد ہو جائے تو بطور تعزیر و تادیب ان کے ساتھ ترک تعلق اور سلام و کلام و نشست و برخاست ترک کرنے کا حکم شریعت مطہرہ اور سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے۔ چہ جائیکہ کفار محاربین کے ساتھ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر من بدل دینہ فاقستلوہ کی شرعی تعزیر نافذ کر کے اس

فتنہ کا قلع قمع کرے اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ نے فتنہ پرداز موزیوں اور مرتدوں سے جو سلوک کیا وہ کسی سے مخفی نہیں اور بعد کے خلفاء اور سلاطین اسلام نے بھی کبھی اس فریضہ سے غفلت اور تساہل پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا، لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے یا اس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت جماعت اس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو اس کے دائرہ اختیار میں ہو۔ الغرض ارتداد، محاربت، بغاوت، شرارت، نفاق، ایذاء، مسلمانوں کے ساتھ سازش، یسود و نصاریٰ و ہنود کے ساتھ ساز باز، ان سب وجوہ کے جمع ہو جانے سے بلاشبہ مذکورہ فی السوال فرد یا جماعت کے ساتھ مقاطعہ یا بایکات نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے، اگر مسلمانوں کی جماعت، ہیئت اجتماعی اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مقاطعہ یا بایکات جیسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرے گی تو وہ عند اللہ مسکول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بایکات ظلم نہیں بلکہ اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی محاربت اور ایذا رسانی سے محفوظ کیا جائے اور ان کی اجتماعیت کو ارتداد و نفاق کے دستبرد سے بچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خود ان محاربین کے لیے بھی اس میں یہ حکمت مضمّن ہے کہ وہ اس سزایا تادیب سے متاثر ہو کر اصلاح پذیر ہوں اور کفر و نفاق کو چھوڑ کر ایمان و اسلام قبول کریں۔ اس طرح آخرت کے عذاب اور ابدی جہنم سے ان کو نجات مل جائے، ورنہ اگر مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ ان کے خلاف کوئی تادیبی اقدام نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ حالت کو مستحسن سمجھ کر اس پر مصر رہیں گے اور اس طرح ابدی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر ابتدائی طریقہ اختیار فرمایا تھا کہ کفار مکہ کے قافلوں پر حملہ کر کے ان کے اموال پر قبضہ کیا جائے تاکہ مال اور ثروت سے ان کو جو طاقت اور شوکت حاصل ہے وہ ختم ہو جائے، جس کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں اور مختلف سازشیں کرتے ہیں۔ قتل انفس اور جہاد بالسیف کے حکم سے پہلے مقاطعہ اور دشمنوں کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی تدبیر اس

لیے اختیار کی گئی تھی تاکہ اس سے ان کی جنگی صلاحیت ختم ہو جائے اور وہ اسلام کے مقابلہ میں آکر کفر کی موت نہ مریں۔ گویا اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ ان کے اموال پر قبضہ کر کے ان کی جانوں کو بچایا جائے کیونکہ اموال پر قبضہ ان کی جان لینے سے زیادہ بہتر تھا۔

علاوہ ازیں اس تدبیر میں یہ حکمت و مصلحت بھی تھی کہ کفار مکہ کے لیے غور و فکر کا ایک اور موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو کر ابدی نعمتوں کے مستحق بن سکیں اور عذاب اخروی سے نجات پاسکیں، لیکن جب اس تدبیر سے کفار و مشرکین کے عناد کی اصلاح نہ ہوئی تو ان کے شر و فساد سے زمین کو پاک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہاد بالسیف کا حکم بھیج دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے قریش کے تجارتی قافلہ کے بجائے ان کی عسکری تنظیم سے مسلمانوں کا مقابلہ کرادیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ابتدائی تدبیر سے امت مسلمہ کو یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ خاص قسم کے حالات میں جہاد بالسیف پر عمل نہ ہو سکے تو اس سے اقل درجہ کا اقدام یہ ہے کہ کفار محاربین سے نہ صرف اقتصادی بایکات کیا جائے بلکہ ان کے اموال پر قبضہ تک کیا جاسکتا ہے مگر ظاہر ہے کہ عام مسلمان نہ تو جہاد بالسیف پر قادر ہیں نہ انہیں اموال پر قبضہ کی اجازت ہے۔ اندریں صورت ان کے اختیار میں جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ان موذی کافروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر کے ان کو معاشرہ سے جدا کر دیا جائے۔

بدن انسانی کا جو حصہ اس درجہ سڑ گل جائے کہ اس کی وجہ سے تمام بدن کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو اور جان خطرہ میں ہو تو اس ناسور کو جسم سے پوستہ رکھنا دلائل مندی نہیں بلکہ اسے کاٹ دینا ہی عین مصلحت و حکمت ہے۔ تمام عقلاء اور حکماء و اطباء کا اسی پر عمل و اتفاق ہے اور پھر جب یہ موذی کفار مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پل رتبہ ہوں اور طاقتور بن کر مسلمانوں ہی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں تو ان سے خرید و فروخت اور لین دین میں مکمل مقاطعہ کرنا اسلام اور ملت اسلامیہ کے وجود و بقا کے لیے ایک ناگزیر ملی فریضہ بن جاتا ہے۔ آج بھی اس متمدن دنیا میں متحصص یا اقتصادی تاکہ بندی کو ایک اہم دفاعی مورچہ سمجھا جاتا ہے اور اس کو سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لیے یہ کوئی سیاسی حربہ نہیں بلکہ

اسوہ نبی ﷺ، سنت رسول ﷺ اور ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے۔ اسلام کی غیرت ایک لمحہ کے لیے یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ باقی رکھا جائے۔

اب ہم آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ ﷺ اور فقہاء امت اسلامیہ کے وہ نقول پیش کرتے ہیں جن سے اس مقاطعہ کا حکم واضح ہوتا ہے:

۱۔ واذا سمعتم آیات اللہ یکفربہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم۔ ("سورہ نساء" آیت ۱۳۹)

"اور جب سنو تم کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کر دو۔"

۲۔ واذا رآء یت الذین یخوضون فی آیاتنا فاء عرض عنہم۔ ("سورہ انعام" آیت ۱۸)

"اور جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو مذاق اڑاتے ہیں ہماری آیتوں کا تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔"

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابو بکر الجصاص الرازی لکھتے ہیں:

وهذا يدل على ان علينا ترك مجالسه الملحدين وسائر الكفار لاظهارهم الكفر والشرك وما لا يجوز على الله تعالى اذا لم يكن انكاره الخ۔

"یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم (مسلمانوں) پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں سے ان کے کفر و شرک اور اللہ تعالیٰ پر ناجائز باتیں کہنے کی روک نہ کر سکیں، تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کر دیں۔"

۳۔ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الیہود والنصارى اولیاء۔ ("سورہ مائدہ" آیت ۵۱)

"اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔"

امام ابو بکر الجصاص لکھتے ہیں:

وفى هذه الايه دلاله على ان الكافر لا يكون وليا للمسلمين لافى التصرف ولا فى النصرة، وتدل على وجوب البراه عن الكفار والعداوه بهم، لان الولايه ضد العداوه فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصارى لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم والكفر مله واحده۔ ("احكام القرآن" ۲-۴۴۴)

"اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمانوں کا ولی (دوست) نہیں ہو سکتا، نہ تو معاملات میں اور نہ امداد و تعاون میں اور اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ کافروں سے برات اختیار کرنا اور ان سے عداوت رکھنا واجب ہے، کیونکہ ولایت عداوت کی ضد ہے اور جب ہم کو یہودی و نصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے۔ دوسرے کافر بھی انہی کے حکم میں ہیں، سارے کافر ایک ہی ملت ہیں۔"

۴۔ "سورہ ممتحنہ" کا موضوع ہی کفار سے قطع تعلق کی تاکید ہے۔ اس سورہ میں بہت سختی کے ساتھ کفار کی دوستی اور تعلق سے ممانعت کی گئی ہے۔ اگرچہ رشتہ دار قرابت دار ہوں اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتے کام نہیں آئیں گے اور یہ کہ جو لوگ آئندہ کفار سے دوستی اور تعلق رکھیں گے وہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم شمار ہوں گے۔

۵۔ لاتجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آبائہم أو ابنائہم أو اخوانہم أو عشیرتہم۔ ("سورہ مجادلہ" آیت ۲۲)

"تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں، اللہ پر اور آخرت پر کہ دوستی کریں، ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خواہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں۔"

گے چل کر اس آیت کریمہ میں ان مسلمانوں کو جو باوجود قرابت داری کے

محارب کافروں سے دوستانہ تعلقات ختم کر دیتے ہیں، سچا مومن کہا گیا ہے، انہیں جنت اور رضوان الہی کی بشارت سنا دی گئی ہے اور ان کو "حزب اللہ" کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی رکھنا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔

بطور مثال ان چند آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ورنہ بے شمار آیات کریمہ اس مضمون کی موجود ہیں۔ اب چند احادیث نبویہ ﷺ ملاحظہ ہوں:

۱- "جامع ترمذی" کی ایک حدیث میں سرۃ بن جندب سے مروی ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ:

"مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ سکونت بھی اختیار نہ کریں" ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوں گے۔"

("باب فی کراہیۃ المقام بین اظہر المشرکین" ۱-۱۹۴)

۲- نیز "ترمذی" کی ایک حدیث میں جو جریر بن عبد اللہ الجلی سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انابری من کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین۔

"یعنی آپ ﷺ نے اظہار برات فرمایا، ہر اس مسلمان سے جو محارب کافروں میں سکونت پذیر ہو۔"

۳- "صحیح بخاری" کی ایک حدیث میں قبیلہ عکل اور عرنیہ کے آٹھ نواشخاص کا ذکر ہے جو مرتد ہو گئے تھے۔ ان کے گرفتار ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں گرم کر کے لوہے کی کیلیں پھیر دی جائیں اور ان کو مدینہ طیبہ کے کالے کالے پتھروں پر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، یہ لوگ پانی مانگتے تھے لیکن پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ "صحیح بخاری" کی روایت کے الفاظ یستسقون فلا یسقون۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، حتیٰ ان احدہم یکدم یفہیہ الارض۔ کہ وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے مگر انہیں پانی دینے کی اجازت نہ تھی۔

امام نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ان المحارب المرتد لاحرمه له فى سقى الماء ولاغيره، ويدل عليه ان من ليس معه ماء الا للطهاره ليس له ان يسقيه المرتد ويتم بل يستعمله ولو مات المرتد عطشا- ("فتح الباری" ۱- ۳۹۳)

"اس سے یہ معلوم ہوا کہ محارب مرتد کا پانی وغیرہ پلانے میں کوئی احترام نہیں۔ چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کے لیے پانی ہو تو اس کو اجازت نہیں ہے کہ پانی مرتد کو پلا کر تیمم کرے بلکہ اس کے لیے حکم ہے کہ پانی مرتد کو نہ پلائے۔ اگرچہ وہ پیاس سے مر جائے بلکہ وضو کر کے نماز پڑھے۔"

۴۔ غزوہ تبوک میں تین کبار صحابہ، کعب بن مالک، بلال بن امیہ، واقعی بدری، اور مرارہ بن ربیع، بدری عمری، کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے سخت سزا دی گئی۔ آسمانی فیصلہ ہوا کہ ان تینوں سے تعلقات ختم کر لیے جائیں، ان سے مکمل مقاطعہ کیا جائے۔ کوئی شخص ان سے سلام و کلام نہ کرے حتیٰ کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی ان سے علیحدہ ہو جائیں اور ان کے لیے کھانا بھی نہ پکائیں۔ یہ حضرات روتے روتے نڈھال ہو گئے اور حق تعالیٰ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ وحی قرآنی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لاملحامن الله الا اليه- ("سورۃ توبہ" آیت ۱۱۸)

"اور ان تینوں پر بھی (توبہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اسی کی طرف۔"

پورے پچاس دن تک یہ سلسلہ جاری رہا، آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ توبہ قبول فرمائی اور معافی ہو گئی۔ قاضی ابوبکر بن العربیؒ لکھتے ہیں:

وفيه دليل على ان للامام ان يعاقب المذنب
بتحريم كلامه على الناس اذباله وعلى تحريم
اهله عليه- ("احكام القرآن لابن العربي" ۳-۱۱۴)

"اس قصہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ کسی
گناہگار کی تادیب کے لیے لوگوں کو اس سے بول چال کی ممانعت کر دے،
اور اس کی بیوی کو بھی اس کے لیے ممنوع ٹھہرا دے۔"
حافظ ابن حجر "فتح الباری" ۸-۹۴ میں لکھتے ہیں:

وفيه ترك السلام على من اذنب وجواز هجره اكثر
من ثلاث-

"اس سے ثابت ہوا کہ گناہگار کو سلام نہ کیا جائے اور یہ کہ اس سے
قطع تعلق تین روز سے زیادہ بھی جائز ہے۔"

بہر حال کعب بن مالکؓ اور ان کے رفقاء کا یہ واقعہ قرآن کریم کی "سورہ توبہ"
میں مذکور ہے اور اس کی تفصیل "صحیح بخاری"، "صحیح مسلم" اور تمام صحاح ستہ میں
موجود ہے۔

امام ابو داؤدؒ نے اپنی کتاب "سنن ابی داؤد" میں کتاب السنۃ کے عنوان کے
تحت متعدد ابواب قائم کیے ہیں۔

(الف) باب مجانبہ اہل الاہواء وبعضہم۔ "اہل اہواء باطل
پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بغض رکھنے کا بیان۔"

(ب) باب ترک السلام علی اہل الاہواء۔ "اہل اہواء سے
ترک سلام و کلام کا بیان۔"

"سنن ابی داؤد" میں حدیث ہے کہ "عمار بن یاسرؓ نے "خلوق" (زعفران) لگایا
تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ غور فرمائیے کہ معمولی خلاف سنت
بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مرتد موزی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام و
کلام اور لین دین کی اجازت کب ہو سکتی ہے؟

امام خطابیؒ "معالم السنن" (۴-۲۹۶) میں حدیث کعب کے سلسلے میں تصریح فرماتے

”مسلمانوں کے ساتھ بھی ترک تعلق اگر دین کی وجہ سے ہو تو بلا قید ایام کیا جاسکتا ہے، جب تک توبہ نہ کریں۔“

۵۔ ”مند احمد“ و ”سنن ابی داؤد“ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

القدریہ مجوس ہذہ الامد، ان موضوعا فلا تعودوہم،
وان ماتوا سلا تشہدوہم۔

”تقدیر کا انکار کرنے والے اس امت کے مجوسی ہیں، اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ۔“
۶۔ ایک اور حدیث میں ہے:

لأنجالسوا اهل القدر ولا تفتاحوہم۔
”مفکرین تقدیر کے ساتھ نہ نشست و برخاست رکھو اور نہ ان سے گفتگو کرو۔“

بہر حال یہ تو حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں۔ عہد نبوت کے بعد عہد خلافت راشدہ میں بھی اسی طرز عمل کا ثبوت ملتا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ صدیق اکبرؓ کا اعلان جہاد کرنا، بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ میلہ کذاب، اسود عنسی، علیہ اسدی اور ان کے پیروؤں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس سے حدیث و میر کا معمول طالب علم بھی واقف ہے۔ عہد فاروقی میں ایک شخص صبیح عراقی قرآن کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرنے لگا جن میں ہوا، نفس کو دخل تھا اور ان سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا۔ یہ شخص فوج میں تھا جب عراق سے مصر گیا اور حضرت عمرو بن عاص گورنر مصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو حضرت عمر فاروقؓ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورت حال لکھی۔ حضرت عمرؓ نے نہ اس کا موقف سنا نہ دلائل، اس سے بحث و مباحثہ میں وقت ضائع کیے بغیر اس کا ”عالج بالجہد“ ضروری سمجھا، فوراً کجھور کی تازہ ترین شاخیں منگوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشا مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بننے لگا۔ وہ چیخ اٹھا امیر المؤمنین اب مجتہد قتل ہی کرنا

چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے تلواریں کر میرا قصہ پاک کر دیجئے اور اگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا اور چند دن مدینہ رکھ کر واپس عراق بھیج دیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا:

ان لا یجالسہ احد من المسلمین۔

"کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔"

اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا تو حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اس کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے تب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

۷۔ "سنن کبریٰ للبیہقی" (۸۵-۹) میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

امرنی رسول اللہ ﷺ ان اغور ماء آبار بدر۔

"جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کر دوں۔"

اور ایک روایت میں ہے:

"ان یغور المیاء کلہا غیر ماء واحد نلقى القوم علیہ۔"

"کہ سوائے ایک کنوئیں کے جو بوقت جنگ ہمارے کام آئے گا باقی

سب کنوئیں خشک کر دیئے جائیں۔"

۸۔ "صحیح بخاری" (۲-۱۰۲۳) میں ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پاس چند

بدین زندیق لائے گئے تو آپ نے انہیں آگ میں جلادیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا:

"اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو، بلکہ میں انہیں قتل کرتا۔"

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من بدل دینہ فاقتلوه۔ "جو شخص مرتد ہو جائے اسے قتل کر

۹۔ "صحیح بخاری" (۱-۴۲۳) میں صعب بن بشامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ رات کی تاریکی میں مشرکین پر حملہ ہوتا ہے تو عورتیں اور بچے بھی زد میں آجاتے ہیں۔ فرمایا، وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔
اب فقہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ در دیر مالکی "شرح کبیر" میں باغیوں کے احکام میں لکھتے ہیں:

وقطع المیرہ والماء عنهم الا ان یکون فیہم نسوہ و
زراری " (۲۹۹-۴)

"ان کا کھانا پانی بند کر دیا جائے الا یہ کہ ان میں عورتیں اور بچے

ہوں۔"

۲۔ کوئی قاتل اگر حرم مکہ میں پناہ گزین ہو جائے، اس سلسلہ میں ابو بکر الجصاص

لکھتے ہیں:

قال ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد و زفر و الحسن بن
زیاد، اذا قتل فی غیر الحرم ثم دخل الحرم لم یقتص
منه ما دام فیہ ولكنه لا یبایع ولا یواکل الی ان ینخرج
من الحرم۔ (احکام القرآن "۲-۲۱)

"امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد زفر و حسن بن زیاد کا قول ہے کہ جب کوئی حرم سے باہر قتل کر کے حرم میں داخل ہو تو جب تک حرم میں ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا مگر نہ اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی جائے، نہ اس کو کھانا دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلے پر مجبور ہو جائے۔

۳۔ "در مختار" میں ہے:

وافتی الناصحی بوجوب قتل کل موزوفی شرح
الوہبانیہ و یکون بالنفس عن البلد وبالہجوم علی
بیت المفسدین وبالاخراج عن الدار و بہد مہا۔

"ناصحی نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر موزی کا قتل واجب ہے اور "شرح

وہابیہ "میں ہے کہ تعزیریوں بھی ہو سکتی ہے کہ شہر بدر کر دیا جائے اور ان کے مکان کا گھیراؤ کیا جائے، انہیں مکان سے نکال باہر کیا جائے اور مکان ڈھا دیا جائے۔"

۳- ابن عابدین الشامی "در مختار" (۲۷۲-۳) میں لکھتے ہیں:

قال فی احکام السیاسة: وفي "المنتقى" واذا سمع في داره صوت المزامير فادخل عليه لانه لما سمع الصوت فقد اسقط حرمة الدار وفي حدود "البرزازيه" وغصب "النهايه" وجنايه الدرايه "ذكر صدر الشهيد عن اصحابنا انه يهدم البيت على من اعتاد الفسوق وانواع الفساد في داره حتى لا باس بالهجوم على بيت المفسدين - وهجم عمر على نائحته في منزلها وضربها بالدره حتى سقط خمارها - فقبل له فيه، فقال لا حرمة لها بعد اشتغالها بالمحرم والتحقت بالاماء..... وعن عمر رضي الله عنه انه احرق بيت الخمار وعن الصغار الزاهد الامر بتخريب دار الفاسق

"احکام السیاستہ میں "المنتقى" سے نقل کیا ہے کہ جب کسی کے گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دے تو اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ جب اس نے یہ آواز سنائی تو اپنے گھر کی حرمت کو خود ساقط کر دیا ہے، اور برزازیہ کے کتاب الحدود نہایہ کے باب الغصب اور درایہ کے کتاب الجنایات میں لکھا ہے کہ صدر الشہید نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو شخص فسق و بدکاری اور مختلف قسم کے فساد کا عادی ہو ایسے شخص پر اس کا مکان گرا دیا جائے، حتیٰ کہ مفسدوں کے گھر میں نمس جانے میں بھی مضائقہ نہیں۔ حضرت عمرؓ ایک نوہر عورت کے گھر میں گھس آئے اور اس کے ایذا مارا کہ اس کے سر سے چادر اتر گئی، اور اپنے طرز عمل کی وضاحت کرتے

ہوئے فرمایا کہ:

حرام میں مشغول ہونے کے بعد اس کی کوئی حرمت نہیں رہی اور یہ لونڈیوں کی صف میں شامل ہو گئی۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک شرابی کے مکان کو آگ لگا دی تھی۔ صفار زاہد کہتے ہیں کہ فاسق کا مکان گرا دینے کا حکم ہے۔“

۵۔ ملا علی قاری ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ (۴-۱۰۷) باب التعزیر میں لکھتے ہیں: وهذا تنصيص على ان الضرب تعزير يهلكه الانسان وان لم يكن محتسبا وصرح في ”المنتقى“ بذلك۔

”اور یہ کہ اس امر کی تصریح ہے کہ مارنا ایسی تعزیر ہے جس کا انسان اختیار رکھتا ہے، خواہ محتسب نہ ہو“ ”المنتقى“ میں اس کی تصریح کی گئی۔“

یاد رہے کہ اس قسم کے مقاطعہ کا تعلق درحقیقت بغض فی اللہ سے ہے جس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے احب الاعمال الی اللہ فرمایا ہے۔ (کما فی روایہ ابی ذر فی کتاب السنۃ عند ابی داؤد)۔

بغض فی اللہ کے ذیل میں امام غزالیؒ ”احیاء العلوم“ (۲-۱۶۷) میں بطور کلیہ لکھتے

ہیں:

الاول الکافر، فالکافران کان محاربافهو يستحق
القتل والارفاق، وليس بعد هذين اهاتته۔ الثانی
المبتدع الذی یدعو الی بدعه فان کانت البدعه
بحیث یکفر بها فامرہ اشد من الذمی لانہ لایقر
بحزیه ولا یسامح بعقد ذمه، و ان کان ممن
لا یکفر به فامرہ بینہ و بین اللہ اخف من امر الکافر
لامحاله، ولكن الانکار علیہ اشد منه علی الکافر،
لان شر الکافر غیر متعدد فان المسلمین اعتقدوا
کفره فلا یلتفتون الی قوله۔ الخ

”اول کافر، پس کافر اگر حربی ہو تو اس بات کا مستحق ہے کہ قتل کیا جائے یا غلام بنا لیا جائے۔ اور یہ ذلت و اہانت کی آخری حد ہے۔ دوم صاحب بدعت جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہے پس اگر بدعت حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو تو اس کی حالت کافر ذمی سے بھی سخت تر ہے کیونکہ نہ اس سے جزیہ لیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو ذمی کی حیثیت دی جا سکتی ہے، اور اگر بدعت ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے تو عند اللہ تو اس کا معاملہ کافر سے لامحالہ اخف (ہلکا) ہے۔ مگر کافر کی بہ نسبت اس پر تکیر زیادہ کی جائے گی، کیونکہ کافر کا شرم تعدی نہیں، اس لیے کہ مسلمان کافر کو ٹھٹھ کافر سمجھتے ہیں۔ لہذا اس کے قول کو لائق التفات ہی نہیں سمجھیں گے۔“ الخ

”رد المحتار“ (۲-۲۹۸) میں قرامطہ کے بارے میں لکھا ہے:

نقل عن المذاهب الاربعہ انه لا یحل اقرارہم فی دیار الاسلام بجزیہ ولا غیرہا، ولا یحل مناکحتہم ولا ذبائحتہم..... والحاصل انہم یرصدق علیہم اسم الرندیق والمنافق والملحد، ولا یخفی ان اقرارہم بالشہادتین مع هذا الاعتقاد الخبیث لا یجلعہم فی حکم المرتد لعدم التصدیق ولا یصح اسلام احدہم ظاہرا لا بشرط التبری عن جمیع ما ینحالف دین الاسلام، لانہم یدعون الاسلام ویقررون بالشہادتین وبعد الظفر بہم لا تقبل توبتہم اصلا۔ الخ

”مذاهب اربعہ سے منقول ہے کہ انہیں اسلامی ممالک میں ٹھہرانا جائز نہیں نہ جزیہ لے کر نہ بغیر جزیہ کے، نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے، نہ ہی ان کا ذبیحہ حلال ہے..... حاصل یہ ہے کہ ان پر زندیق، منافق اور ملحد کا مسموم پوری طرح صادق آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس خبیث عقیدہ کے باوجود ان کا کلمہ پڑھنا انہیں مرتد کا حکم نہیں دیتا، کیونکہ وہ تصدیق نہیں رکھتے اور ان کا

ظاہری اسلام غیر معتبر ہے۔ جب تک کہ ان تمام امور سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں۔ برات کا اظہار نہ کریں، کیونکہ وہ اسلام کا دعویٰ اور شہادتین کا اقرار تو پہلے سے کرتے ہیں (مگر اس کے باوجود بچے بے ایمان اور کافر ہیں) اور ایسے لوگ گرفت میں آجائیں تو ان کی توبہ اصلاً قابل قبول نہیں۔“

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ”معین الحکام“ سلسلہ تقریر ایک مستقل فصل میں لکھا ہے۔

والتعزیز لا یختص بفعل معین ولا قول معین، فقد عزز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الہیجر، وذلک فی حق الثلاثہ الذین ذکرہم اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم فہجروا خمسین یوما، لا یکلہم احد، وقصتہم مشہورہ فی الصحاح، وعزز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنفی فامر باخراج المخنثین بالمدينہ ونفاهم۔ وكذلك بعض الصحابة من بعده۔ ونذكر من ذالك بعض ماوردت به السنه مما قال ببعضه اصحابنا۔ وبعضه خارج المذهب: فمنها: امر عمر بهجر صبيغ الذي كان يسال عن الذاریا وغیرہا، ویامر الناس بالتفقه فی المشکلات من القرآن فضربه ضربا وجیعا ونفاه الی البصرۃ او الکوفہ، وامر بهجرہ، فكان لا یکلّمہ احد حتی تاب وکتب عامل البلدان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یخبرہ بتوبہ فاذن للناس فی کلامہ۔ ومنها: ان عمر رضی اللہ عنہ خلق راس نصیر بن الحجاج ونفاه من المدينہ لما شبت النساء به فی الاشعار وخشی الفتنہ۔

ومنها: ما فعله علیہ الصلوٰہ والسلام بالعربیین۔

ومنها: ان ابا بكر استشار الصحابه فى رجل ينكح
كما تنكح المراه' فاشاروا بحرقه بالنار فكتب
ابوبكر بذلك الى خالد بن الوليد' ثم حرقهم
عبد الله بن الزبير فى خلافته' ثم حرقهم هشام بن
عبد الملك - ومنها: ان ابا بكر رضى الله عنه حرق
جماعه من اهل الرده - ومنها: امره صلى الله -
عليه وسلم بكسر دنان الخمر وشق ظروفها -
ومنها: امره صلى الله عليه وسلم يوم خيبر بكسر
القدور التى طبخ فيها لحم الحمرا الاهيله' ثم
استاذنوه فى غسلها' فاذن لهم فدل على
جواز الامرين لان العقوبه بالكسر لم تكن واجبه -
ومنها: تحريق عمر المكان الذى يباع فيه الخمر -
ومنها: تحريق عمر قصر سعد بن ابى وقاص لما
احتجب فيه عن الرعيه وصار يحكم فى داره -
ومنها: مصادره عمر عماله باخذ شطرا موالهم
وقسمتها بينهم وبين المسلمين - ومنها: انه
ضرب الذى زور على نقش خاتمه واخذ شيئا من
بيت المال مائه' ثم ضربه فى اليوم الثانى مائه ثم
ضربه فى اليوم الثالث مائه' وبه اخذ مالك لان
مذهبه التعزيز يزداد على الحد - ومنها: ان عمر رضى
الله عنه لما وجد مع السائل من الطعام فوق
كفايته وهو يسال' اخذ مامعه واطعمه ابل
الصدقه - وغير ذلك مما يكثر تعدادها وهذه
قضايا صحيحته معروفه الخ (ص - ٢٣١) وفى شرح
السير الكبير (٤٥ - ٣) ولا باس بان يبيع المسلمون

من المشرکین من الطعام والثياب وغير ذلك الا السلاح والكراع والسبی، سواء دخلوا اليهم بامان او بغير امان، لا تهم يتقون بذلك على قتال المسلمين ولا يحل للمسلمين الكتساب سبب تقويتهم على قتال المسلمين، وهذا المعنى لا يوجد فى سائر الامتعهه ثم هذا الحكم اذا لم يحاصروا حصنا من حصونهم فلا ينبغى لهم ان يبيعوا من اهل الحصن طعاما ولا شرابا ولا سببا يقويهم على المقام - لانهم انما خاصروهم لينفذ طعامهم وشرابهم، حتى يعطوا بايديهم ويخرجوا على حكم الله، ففى بيع الطعام وغيره منهم الكتساب سبب تقويتهم على المقام فى حصنهم، بخلاف ما سبق فان اهل الحرب فى دارهم يتمكنون من اكتساب ما يتقون به على المقام لا بطريق الشراء من المسلمين، واما اهل الحصن لا يتمكنون ذلك بعد ما احاط المسلمون بهم فلا يحل لاحد من المسلمين ان يبيعهم شيئا من ذلك، فمن فعله فعلم به الامام اذ به على ذلك لارتكابه ما لا يحل -

ترجمہ: اور تفسیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں،

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان تین حضرات کو (جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے، مقاطعہ کی سزا دی تھی چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا، کوئی شخص ان سے بات تک نہیں کر سکتا تھا۔ ان کا مشہور قصہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ رسول ﷺ نے جلا وطنی کی سزا بھی دی۔ چنانچہ مختل کو مدینہ سے نکلنے کا حکم

دیا اور انہیں شہر بدر کر دیا۔ اسی طرح آپؐ کے بعد صحابہ کرام نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں۔ ہم ان میں سے بعض کو جو احادیث کی کتابوں میں وارد ہیں یہاں ذکر کرتے ہیں، ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل نہیں اور بعض پر دیگر آئمہ نے عمل کیا۔

حضرت عمرؓ نے صبیح نامی ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دی۔ یہ شخص ”الزاریات“ وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا، اور لوگوں کی فمائش کیا کرتا تھا کہ وہ مشکلات قرآن میں تفقہ پیدا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی سخت پٹائی کی اور اسے بصرہ یا کوفہ جلا وطن کر دیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا، چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تائب ہوا اور وہاں کے گورنر نے حضرت عمرؓ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی۔ تب آپؐ نے لوگوں کو اجازت دی کہ اس سے بات چیت کر سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے نصیر بن حجاج کا سر منڈوا کر اسے مدینے سے نکلوا دیا تھا۔ جب کہ عورتوں نے اشعار میں اس کی تشبیب شروع کر دی تھی اور فتنہ کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے قبیلہ عہینہ کے افراد کو جو سزا دی (اس کا واقعہ صحاح میں موجود ہے)۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بد فعلی کرتا تھا، صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولید کو یہ حکم لکھ بھیجا، بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نے بھی اپنے اپنے دور خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں ڈالا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلایا۔ آنحضرت ﷺ نے شراب کے منکے توڑنے اور اس کے منکیزے پھاڑ دینے کا حکم دیا۔ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن ان ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا، جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا، پھر صحابہ کرام نے آپؐ سے اجازت چاہی کہ انہیں دھو کر استعمال کر لیا جائے تو آپؐ نے اجازت دے

دی۔ یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔

حضرت عمرؓ نے اس مکان کو جلا دینے کا حکم فرمایا، جس میں شراب کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب رعیت سے الگ تھلگ ہو کر اپنے گھر ہی میں فیصلہ کرنا شروع کیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا مکان جلا دیا۔ آپؓ نے اپنے عمال کے مال کا ایک حصہ ضبط کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی مرہر جعلی مہربنائی تھی اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے سوزرے لگائے، دوسرے دن پھر سوزرے لگائے، اور تیسرے دن بھی سوزرے لگائے۔ امام مالکؒ نے اسی کو لیا ہے۔ چنانچہ ان کا مسلک ہے کہ تعزیر مقدار ”حد“ سے زائد بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے جب ایک سائل ایسا دیکھا جس کے پاس قدر کفالت سے زائد غلہ موجود تھا چھین کر صدقہ کے اونٹوں کو کھلا دیا۔ ان کے علاوہ اس نوعیت کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور یہ صحیح اور معروف فیصلے ہیں۔

اھ اور شرح میر کبیر (۳-۷۵) میں ہے۔-----

اور کوئی مضائقہ نہیں کہ مسلمان کافروں کے ہاتھ غلہ اور کپڑا وغیرہ فروخت کریں مگر جنگی سامان اور گھوڑے اور قیدی فروخت کرنے کی اجازت نہیں، خواہ وہ امن لے کر ان کے پاس آئے ہوں یا بغیر امن کے، کیونکہ ان چیزوں کے ذریعہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو جنگی قوت حاصل ہو گی، اور مسلمانوں کے لیے ایسی کوئی چیز حلال نہیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کو تقویت پہنچانے کا سبب بنے اور یہ علت دیگر سامان میں نہیں پائی جاتی۔ پھر یہ حکم جب ہے جب کہ مسلمانوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا ہو، لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہوا ہو، تو ان کے لیے مناسب نہیں کہ اہل قلعہ کے ہاتھ غلہ یا پانی یا کوئی ایسی چیز فروخت کریں جو ان کے قلعہ بند رہنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔ کیونکہ مسلمانوں

"مسلمانوں کے ساتھ بھی ترک تعلق اگر دین کی وجہ سے ہو تو بلا قید

ایام کیا جاسکتا ہے، جب تک توبہ نہ کریں۔"

۵۔ "مسند احمد" و "سنن ابی داؤد" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

القدریہ مجوس ہذہ الامد، ان موضوعا فلا تعود وہم،

وان ماتوا سلا تشہد وہم۔

"تقدیر کا انکار کرنے والے اس امت کے مجوسی ہیں، اگر بیمار ہوں تو

عیادت نہ کرو اور اگر مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ۔"

۶۔ ایک اور حدیث میں ہے:

لا تجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوہم۔

"مفکرین تقدیر کے ساتھ نہ نشست و برخاست رکھو اور نہ ان سے گفتگو

کرو۔"

بہر حال یہ تو حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں۔ عہد نبوت کے بعد عہد

خلافت راشدہ میں بھی اسی طرز عمل کا ثبوت ملتا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ صدیق

اکبرؓ کا اعلان جہاد کرنا، بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ میلہ کذاب، اسود غنی، علیجہ

اسدی اور ان کے پیروؤں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس سے حدیث و سیر کا معمول

طالب علم بھی واقف ہے۔ عہد فاروقی میں ایک شخص صبیح عراقی قرآن کریم کی آیات

کے ایسے معانی بیان کرنے لگا جن میں ہوا، نفس کو دخل تھا اور ان سے مسلمانوں

کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا۔ یہ شخص فوج میں تھا جب عراق سے مصر گیا اور

حضرت عمرو بن عاص گورنر مصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو حضرت عمر

فاروقؓ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورت حال لکھی۔ حضرت عمرؓ نے نہ اس کا موقف سنا

نہ دلائل، اس سے بحث و مباحثہ میں وقت ضائع کیے بغیر اس کا "عاجل بالجہاد" ضروری

سمجھا، فوراً کھجور کی تازہ ترین شاخیں منگوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے

تحاشا مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ چیخ اٹھا امیر المؤمنین اب مجھے قتل ہی کرنا

چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے تلواریں لے کر میرا قصہ پاک کر دیجئے اور اگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا اور چند دن مدینہ رکھ کر واپس عراق بھیج دیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا:

ان لا یجالسہ احد من المسلمین۔

"کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔"

اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا تو حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اس کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے تب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

۷۔ "سنن کبریٰ للبیہقی" (۹-۸۵) میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

امرنی رسول اللہ ﷺ ان اغور ماء آبار بدر۔

"جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کر دوں۔"

اور ایک روایت میں ہے:

"ان یغور المیاء کلہا غیر ماء واحد نلقى القوم علیہ۔"

"کہ سوائے ایک کنوئیں کے جو بوقت جنگ ہمارے کام آئے گا باقی سب کنوئیں خشک کر دیئے جائیں۔"

۸۔ "صحیح بخاری" (۲-۱۰۲۳) میں ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پاس چند بدین زندیق لائے گئے تو آپؐ نے انہیں آگ میں جلادیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا:

"اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو، بلکہ میں انہیں قتل کرتا۔"

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من بدل دینہ فاقتلوہ۔ "جو شخص مرتد ہو جائے اسے قتل کر

نے ان کا محاصرہ اسی لیے کیا ہے کہ ان کا رسد اور پانی ختم ہو جائے، اور وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے سپرد کر دیں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر باہر نکل آئیں۔

پس ان کے ہاتھ غلہ وغیرہ بیچنا ان کے قلعہ بند رہنے میں تقویت کا موجب ہو گا۔ بخلاف گزشتہ بالا صورت کے کیونکہ اہل حرب اپنے ملک میں ایسی چیزیں حاصل کر سکتے ہیں جن کے ذریعہ وہاں قیام پذیر رہ سکیں، انہیں مسلمانوں سے خریدنے کی ضرورت نہیں، لیکن جو کافر قلعہ بند ہوں اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہو وہ مسلمانوں کے کسی فرد سے ضروریات زندگی نہیں خرید سکتے۔ لہذا کسی بھی مسلمان کو حلال نہیں کہ ان کے ہاتھ کسی قسم کی کوئی چیز فروخت کرے، جو شخص ایسی حرکت کرے اور امام کو اس کا علم ہو جائے تو امام اسے تادیب اور سرزنش کرے کیوں کہ اس نے غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مذکورہ بالا نصوص اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے حسب ذیل اصول و نتائج منع ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔

۱۔ کفار محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے وہ گمراہ ظالم اور مستحق عذاب الیم ہے۔

۲۔ جو کافر مسلمانوں کے دین کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نشست و برخاست وغیرہ بھی حرام ہیں۔

۳۔ جو کافر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں ان کے محلے میں ان کے ساتھ رہنا بھی ناجائز ہے۔

۴۔ مرتد کو سخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں یہاں تک کہ اگر پیاس سے جان بلب ہو کر تڑپ رہا ہو تب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

۵۔ جو کافر مرتد اور باغی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں ان سے خرید و فروخت اور لین دین ناجائز ہے۔ جب کہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو بلکہ ان کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے ان کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب

ہے۔

۶۔ مفسدوں سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم حکم اور اسوہ رسول ہے۔

۷۔ اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کے علاوہ مرتدوں، موزیوں اور مفسدوں کو یہ سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں، قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ان کے گھروں کو ویران کرنا، ان پر ہجوم کرنا وغیرہ۔

۸۔ اگر محارب کافروں اور مفسدوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کی عورتیں اور بچے بھی جمعاً اس کی زد میں آجائیں تو ان کی پرواہ نہیں کی جائے۔ ہاں اصلاً عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھانا جائز نہیں۔

۹۔ ان لوگوں کے خلاف مذکورہ بالا اقدامات کرنا دارصل اسلامی حکومت کا فرض ہے، لیکن اگر حکومت اس میں کوتاہی کرے تو خود بھی ایسے اقدامات کر سکتے ہیں جو ان کے دائرہ اختیار کے اندر ہوں مگر انہیں کسی ایسے اقدام کی اجازت نہیں جس میں ملکی امن میں خلل و فساد کا اندیشہ ہو۔

۱۰۔ مکمل مقاطعہ صرف کافروں اور مفسدوں سے ہی جائز نہیں بلکہ کسی سنگین نوعیت کے معاملہ میں ایک مسلمان کو بھی یہ سزا دی جاسکتی ہے۔

۱۱۔ زندیق اور ملحد جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو اور غلط تاویلات کے ذریعے اسلامیہ نصوص کو اپنے عقائد خبیث پر چسپاں کرتا ہو۔ اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے، کہ کافروں اور مرتد کی توبہ بالاتفاق قابل قبول ہے، مگر بقول شامی زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے نہ کلمہ نہ اس کی توبہ قابل التفات ہے۔ لایہ اپنے عقائد خبیث سے برات کا اعلان کرے۔

ان اصول کی روشنی میں زیر بحث جماعت کی حیثیت اور ان سے اقتصادی و معاشی، اور معاشرتی و سیاسی مقاطعہ یا مکمل سوشل بائیکاٹ کا شرعی حکم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: ولی محمد ٹوکی غفر اللہ لہ

(دارالافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی)

فتنہ قادیانیت کو پہچانیے !





ہماری بدنصیبی کہ قادیانی مرتد، زندیق، گستاخ، رسول، باغی، ختم نبوت، بھڑا، تحریف قرآن و حدیث، غداران ملت و دین، آلہ کاران یہود و نصاریٰ ہونے کے باوجود خدا کی دھرتی پر بڑی عیش و عشرت اور کدو فر کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی وجالی صورتیں اور منحوس وجود لیے اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف تخریبی کارروائیوں میں پوری توانائیوں کے ساتھ جتے ہوئے ہیں۔

افسوس صد افسوس! وہ طائفہ مرتدین جسے یہ تیغ ہونا تھا، وہ گروہ زندیقین جسے تختہ دار پہ جھولنا تھا، سارقان ختم نبوت کی وہ جماعت جسے خاک و خون میں ترپنا تھا اور جس کا بند بند کاٹا جانا تھا، آج ہمارے معاشرے کا رواں دواں حصہ ہے اور اپنے آقاؤں کی بخشی ہوئی دولت اور عطا کردہ کلیدی عہدوں کی طاقت سے سوسائٹی میں ایک طاقتور حیثیت حاصل کر چکے ہیں اور وہ مسلم معاشرے میں اس طرح کھل مل گئے ہیں جیسے دونوں کے مابین کوئی فرق ہی نہیں۔ جب فکر کے بلند مینارے پر بیٹھ کر ایک عمیق نگاہ اپنے معاشرے پر ڈالتے ہیں تو چشم حیرت دیکھتی ہے کہ کسی کا بھائی قادیانی، کسی کا چچا قادیانی، کسی کا شوہر قادیانی، کسی کی بیوی قادیانی، کسی کا استاد قادیانی، کسی کا شاگرد قادیانی، کوئی قادیانی کا افسر، کوئی قادیانی کا ماتحت، کوئی قادیانی کا جگری دوست، کوئی قادیانی کا شریک کاروبار، کوئی قادیانی کا ہمسایہ، کہیں قادیانی کی فیکٹری میں مسلمان ملازم، کہیں مسلمان کی فیکٹری میں قادیانی اعلیٰ عہدوں پر تعینات..... پھر یہ تعلقات مزید بڑھتے ہیں، پروان چڑھتے ہیں اور ایک خطرناک موڑ مڑ کر وادی ایمان شکن کے نشیب میں اتر جاتے ہیں..... پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے جنازے پڑھے جا رہے ہیں..... آپس میں رشتے ناتے طے کیے جا رہے ہیں..... خوشی کے موقعوں پر تحائف کا تبادلہ ہو رہا ہے..... عید کے موقع پر

بغل گیریاں ہو رہی ہیں اور ماتھے چومے جا رہے ہیں..... شادیوں میں کھانا اکٹھا کھایا جا رہا ہے، قمقمے لگ رہے ہیں اور خود کو مسلمان کہلوانے والا ”قادیانی دولہا“ کے وکیل کی حیثیت سے نکاح فارم پر دستخط کر رہا ہے..... چند ملکوں کے لیے مسلمان اساتذہ قادیانیوں کے گھروں میں ٹیوشن پڑھا رہے ہیں اور مرتدوں کے ہاں سے چائے شربت بھی اڑا رہے ہیں..... تحریف قرآن کے مجرموں کے گھروں میں مسلمان بچے قرآن پڑھنے جا رہے ہیں، شعائر اسلامی کی توہین کرنے کے جرم میں اگر کوئی قادیانی پکڑا گیا ہے تو عدالت کے ایوان میں مسلمان وکیل دنیائے فانی کی دولت فانی کے چند روپوں کے عوض اس مجرم اسلام کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے بڑے پرجوش انداز میں دلائل کے انبار لگا رہا ہے۔ غرضیکہ کفر و ایمان کی حد فاصل کو منہدم کیا جا رہا ہے۔ لیکن ان میں سے بہتوں کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ایمان کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ وہ جمالت کی شمشیر سے اپنی دینی غیرت کے ٹکڑے کر رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تڑپا رہے ہیں اور اللہ کی آتش انتقام کو دعوت انتقام دے رہے ہیں۔ اللہ اجر عظیم عطا فرمائے مجاہد اسلام، پاسبان ختم نبوت، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کو جو ایک طویل مدت سے ملت اسلامیہ کو فتنہ قادیانیت اور اس کی خطرناک چالوں سے آگاہ کر رہے ہیں اور افراد امت کی تربیت کر کے انہیں اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے صف آرا کر رہے ہیں۔ یہ کتابچہ ان سوالات کے مجموعہ سے انتخاب ہے جو اندرون و بیرون ملک کے قارئین روزنامہ ”جنگ“ کراچی اور ہفت روزہ ”انٹرنیشنل“ ختم نبوت میں مولانا سے پوچھتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننگرانہ صاحب نے حسن نیت اور حسن طباعت سے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اب کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کے در دل پہ دستک دے رہا ہے کہ خدا را مجھے پڑھو اور پڑھاؤ..... سمجھو اور سمجھاؤ..... جاگو اور جگاؤ..... بچو اور بچاؤ!!!

خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و وفا کا رشتہ عظیم رکھنے

والے تمام مسلمانوں سے التماس ہے کہ اس کتابچہ کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق چھپوا کر گلی گلی، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ اور ملک ملک میں پھیلا کر یہ ثابت کر دیں کہ

اللہ کی وحدت کے نگہدار ہیں ہم لوگ
 ناموس محمدؐ کے پاسدار ہیں ہم لوگ

محمد طاہر رزاق

لاہور



مسلمان کی تعریف

س : قرآن اور حدیث کے حوالہ سے مختصراً بتائیں کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج : ایمان نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے قبول کرنے کا اور اس کے مقابلہ میں کفر نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کسی قطعی و یقینی بات کو نہ ماننے کا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں ”ما انزل الی الرسول“ کے ماننے کو ”ایمان“ اور ”ما انزل الی الرسول“ میں سے کسی ایک کے نہ ماننے کو کفر فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی یہ مضمون کثرت سے آیا ہے، مثلاً صحیح مسلم (جلد اول، ص ۷۳) کی حدیث میں ہے ”اور وہ ایمان لائیں مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر“..... اس سے مسلمان اور کافر کی تعریف معلوم ہو جاتی ہے یعنی جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تمام قطعی و یقینی باتوں کو من و عن ماننا ہو، وہ مسلمان ہے اور جو شخص قطعیات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو یا اس کے معنی و مفہوم کو بگاڑتا ہو وہ مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔

مثال کے طور پر قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیینؐ فرمایا ہے اور بہت سی احادیث شریفہ میں اس کی یہ تفسیر فرمائی گئی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور امت اسلامیہ کے تمام فرقے (اپنے اختلافات کے باوجود) یہی عقیدہ رکھتے آئے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے سے انکار کر کے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس وجہ سے قادیانی غیر مسلم اور کافر قرار پائے۔

اسی طرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری

نمانے میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین اس عقیدے سے منحرف ہیں۔ اور وہ مرزا کے بیٹے ہونے کے مدعی ہیں، اس وجہ سے بھی وہ مسلمان نہیں۔ اس طرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کو قیامت تک مدار نجات ٹھہرایا گیا ہے لیکن مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میری وحی نے شریعت کی تجدید کی ہے۔ اس لیے اب میری وحی اور میری تعلیم مدار نجات ہے (اربعین نمبر ۴، ص ۷ حاشیہ) غرض کہ مرزا قادیانی نے بے شمار قطعیات اسلام کا انکار کیا ہے۔ اس لیے تمام اسلامی فرقے ان کے کفر متفق ہیں۔

مسلمان اور قادیانیوں کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق

س: انگریزی دان طبقہ اور وہ حضرات جو دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے لیکن مسلمانوں کے آپس کے افہام سے بیزار ہیں، قادیانیوں کے سلسلہ میں بڑے گومگو میں ہیں۔ ایک طرف وہ جانتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہیے جبکہ قادیانیوں کو کلمہ کا بیج لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے، دوسری طرف وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا۔ برائے مہربانی آپ بتائیے کہ قادیانی جو مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں، کیونکر کافر ہیں؟

ج: قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو پھر آپ لوگ مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا صاحب کے صاحب زادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے رسالہ ”کلمۃ الفصل“ میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ قادیانی صاحبان ”محمد رسول اللہ“ کا مفسوم کیا لیتے ہیں؟

مرزا بشیر احمد صاحب کا پہلا جواب یہ ہے کہ

”محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آ جاتے ہیں۔ ہر ایک

کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت کے بعد ”محمد رسول اللہ“ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کلمے میں پہلا فرق۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اس نئے نبی کی ”زیادتی“ سے پاک ہے۔ اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

”علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ (یعنی مرزا صاحب) خود فرماتا ہے ”صاد وجودی وجوہ“۔ (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا ہے۔ از ناقل) نیز ”من لوق بنی و بن المصطفیٰ لما عرفنی و ما دانی“ (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ سمجھا، اس نے مجھے نہ پہچانا نہ دیکھا۔ ناقل) اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیینؐ کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جیسا کہ آیت اخیرین منہم سے ظاہر ہے۔

”پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔

ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی..... فند

بروایس۔ (”کلمۃ الفصل“ ص ۱۵۸) مندرجہ رسالہ ”ریویو آف دہلی جرنل“ جلد ۱۲، نمبر ۳-۴، بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہوا کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور قادیانی جب ”محمد رسول اللہ“ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے جو لکھا ہے کہ ”مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لیے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے ہیں“ یہ قادیانیوں کا بروزی فلسفہ ہے جس کی مختصری وضاحت یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں دوبارہ آنا تھا۔ چنانچہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا غلام احمد کی بروزی شکل میں معاذ اللہ مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں جنم لیا۔ مرزا صاحب نے ”تحفہ گوٹوہ“۔ ”خطبہ الہامیہ“ اور دیگر بہت سی کتابوں میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ (دیکھئے ”خطبہ الہامیہ“ ص ۱۷۱، ص ۱۸۰)

اس نظریہ کے مطابق قادیانی امت مرزا صاحب کو ”عین محمد“ سمجھتی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ نام، کام، مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ کے درمیان کوئی دوئی اور مغائرت نہیں ہے، نہ وہ دونوں علیحدہ وجود ہیں بلکہ دونوں ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، چنانچہ قادیانی غیر مسلم اقلیت مرزا غلام احمد کو وہ تمام اوصاف و القاب اور مرتبہ و مقام دیتی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، محمد مصطفیٰ ہیں، احمد مجتبیٰ ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، امام الرسل ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، صاحب کوثر ہیں، صاحب معراج ہیں، صاحب مقام محمود ہیں، صاحب فتح مبین ہیں، زمین و زمان اور کون و مکان صرف مرزا صاحب کی خاطر پیدا کیے گئے وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا صاحب کی ”بروزی بعثت“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ و اکمل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتدا کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا۔ وہ صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے۔ اس وقت اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی اور مرزا صاحب کا زمانہ چودھویں رات کے بدر کمال کے مشابہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ہزار معجزے دیئے گئے تھے اور مرزا صاحب کو دس لاکھ، بلکہ دس سوڑ بلکہ بے شمار۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنی ارتقاء وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک مرزا صاحب نے ذہنی ترقی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے وہ رموز و اسرار نہیں کھلے جو مرزا صاحب پر کھلے۔

مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت و برتری کو دیکھ کر قادیانیوں کے بقول..... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان لائیں اور ان کی بیعت و نصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا صاحب کی شکل میں محمد رسول اللہ خود دوبارہ تشریف لائے ہیں بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہونے والا قادیانی ”محمد رسول اللہ“ اصلی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ! استغفر اللہ! لعنت اللہ علیہ۔

چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مرید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا صاحب کے ”صحابی“) قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا صاحب کی شان میں ایک ”نعت“ لکھی جسے خوش خط لکھوا کر اور خوبصورت فریم بنوا کر قادیان کی ”بارگاہ رسالت“ میں پیش کیا۔ مرزا صاحب اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوئے اور اسے بڑی دعائیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدہ نعتیہ مرزا صاحب کے ترجمان اخبار ”بدر“ جلد ۲، نمبر ۴۳ میں شائع ہوا۔ وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے چار شعر ملاحظہ ہوں:

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکان اس کا ہے گویا لامکان میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
 اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
 محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
 غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار ”بدر“ قادیان، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا صاحب کا ایک اور نعت خواں، قادیان کے ”ہمزوی محمد رسول اللہ“ کو ہدیہ
 عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
 کہ جس پر وہ بدرالدجی بن کے آیا
 محمدؐ پئے چارہ سازی امت
 ہے اب ”احمد مجتبیٰ“ بن کے آیا
 حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
 کہ جب مصطفیٰ مرزا بن کے آیا

(”الفضل“ قادیان، ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

یہ ہے قادیانیوں کا ”محمد رسول اللہ“ جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ اور آخری نبی مانتے ہیں، اس لیے کسی مسلمان کی غیرت
 ایک لمحہ کے لیے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا
 ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصب نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی
 جائے کجا کہ ایک ”غلام اسود“ کو ”نحوذ باللہ“ ”محمد رسول اللہ“ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بھی اعلیٰ و افضل بنا ڈالا جائے۔ بنا بریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا
 فتویٰ دیتی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

”اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد
 قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ
 وہی ہے۔“

”اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریمؐ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپؐ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت (مرزا قادیانی کی بیروزی بعثت۔ ناقل) میں جس میں بقول مسیح موعود آپؐ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے..... آپؐ کا انکار کفر نہ ہو۔“ (”کلمۃ الفصل“ ص ۱۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔“ (ص ۱۰)

ان کے بڑے بھائی مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔“ (”آئینہ صداقت“ ص ۳۵)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں یہ ”کفر کا فتویٰ“ نازل نہ ہوتا، اس لیے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ کو ایک ہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔

لاہوری گروپ کیا چیز ہے؟

س: لاہوری گروپ کیا چیز ہے؟ اس کے پیروکار کون لوگ ہیں؟ ان کا طریقہ عبادت کیا ہے؟ یہ اپنے آپ کو کون سی امت کہلاتے ہیں؟

ج: حکیم نور الدین کے مرنے کے بعد مرزائی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ جماعت کے بڑے حصہ نے مرزا محمود کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ قادیانی مرزائی کہلاتے ہیں اور ایک مختصر حصہ نے مرزا محمود کی بیعت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ ان کا مرکز لاہور تھا اور اس جماعت کا قائد مسٹر محمد علی لاہوری تھا۔ یہ جماعت لاہوری مرزائی کہلاتی ہے۔ ان دونوں جماعتوں میں اس پر اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود تھا۔

مہدی تھا، ظلیٰ نبی تھا۔ اس کی وحی واجب الایمان اور اس کی پیروی موجب نجات ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مرزا کو حقیقی نبی کہا جائے یا نہیں؟ لاہوری جماعت مرزا کو نبی کہنے سے گھبراتی ہے۔ اسے مسیح موعود، مہدی مسعود اور چودھویں صدی کے مجدد کے ناموں سے یاد کرتی ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک ان دونوں جماعتوں کا..... بلکہ مرزا کو ماننے والی تمام جماعتوں کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ مرزا مرتد تھا۔ مرتد کو مسیح ماننے والے بھی مرتد ہوں گے۔

”احمدی“ یا قادیانی

س : ”ختم نبوت“ مسلمانوں کا بہترین رسالہ ہے۔ آپ صرف یہ بتائیں کہ احمدی کا قادیانی سے کیا تعلق ہے۔ کیا احمدی ہی قادیانی کا دوسرا نام ہے اور اگر احمدی کا قادیانی سے کوئی تعلق نہیں تو احمدی کے متعلق مفصل بتائیں کہ وہ کیا ہے اور اس کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟

ج : قادیانی مرزائی ہی اپنے آپ کو ”احمدی“ کہتے ہیں اور ان کے ”احمدی“ کہلانے میں بھی بہت بڑا دجل ہے کیونکہ ”احمدی“ نسبت ہے ”احمد“ کی طرف اور قادیانی مرزائی، مرزا غلام احمد کو ”احمد“ کہتے ہیں اور اسے قرآن کی آیت ”و مبعثا رسول ہاتمی من بعدی اسمہ احمد“ کا مصداق سمجھتے ہیں اس لیے وہ ”احمد“ کی طرف نسبت کر کے ”احمدی“ کہلاتے ہیں۔ گویا قادیانیوں / مرزائیوں کا اپنے آپ کو ”احمدی“ کہلانا دو باتوں پر موقوف ہے۔

الف..... مرزا غلام احمد، احمد ہے۔

ب..... وہ قرآنی آیت کا مصداق ہے۔

اور یہ دونوں باتیں جھوٹ ہیں کیونکہ مرزا کا نام ”احمد“ نہیں بلکہ غلام احمد تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس نالائق غلام نے آقا کی گدی پر قبضہ کر کے خود ”احمد“ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اور یہ دوسری بات اس لیے جھوٹ ہے کہ اسم احمد کا مصداق ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی، اس لیے مرزائیوں کو ”احمدی“ کہنا مسلمانوں کے نزدیک جائز نہیں۔ ہمارا انگریزی پڑھا لکھا طبقہ جو ان کو

”احمدی“ کہتا ہے، وہ حقیقت حال سے بے خبر ہے۔

احمد کا مصداق کون ہے؟

س: قرآن پاک میں ۲۸ اویں پارے میں سوہ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ اس سے مراد کون ہیں جبکہ قادیانی مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں؟

ج: اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں“۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۱۵) قادیانی چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لیے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔

کافر، زندیق، مرتد کا فرق

س: (۱) کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

(۲) جو لوگ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟

(۳) اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے اور کافر کی کیا سزا ہے؟

ج: (۱) جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہلاتے ہیں، جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ ”مرتد“ کہلاتے ہیں اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں ”زندیق“ کہا جاتا ہے اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان کا حکم بھی ”مرتدین“ کا ہے بلکہ ان سے بھی سخت۔

(۲) ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لیے جو لوگ دعویٰ

اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں، وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

(۳) مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے

جہات دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے۔ جہور آئمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے، البتہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے جس دوام کی سزا دی جائے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہر حال واجب القتل ہے۔ امام احمد سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہر صورت قتل ہے خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق مرتد سے بدتر ہے کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

س: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں؟

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے۔ چونکہ قادیانی مرتد، کافر اور دائرۃ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

ج: صورت مسئلہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر، محارب اور زندیق ہیں اور

اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں، لہذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا، یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے، فقط واللہ اعلم۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا

س: میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے، محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں سے شادی، غمی میں شریک ہوتا ہے۔

میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور الگ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کر چکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔

اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی کو گھر مدعو نہ کریں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اب سوال ہے کہ میرے لیے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہو گا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہو گا۔ اس صورت حال میں جو بات صائب ہو اس سے براہ کرم شریعت کا منشا واضح کریں۔

ج: قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس

تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان

س: ایک شخص مرزائیوں (جو بلاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لڑیچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی مرزائی ہے مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ و فرضیت جماد وغیرہ تمام عقائد اسلام کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو کافر، کذاب، دجال، خارج از اسلام سمجھتا ہوں، تو کیا وجوہ بالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہونے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشر و اشاعت کرتا ہو؟

ج: ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بایکٹ کریں، سلام و کلام ختم کریں، اس کو علیحدہ کر دیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آگیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت

س: ایک ادارہ جس میں تقریباً ۲۵ افراد ملازم ہیں اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اور اس قادیانی نے اپنے احمدی (قادیانی) ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے۔ اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام شاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور شاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے پر

تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے تاکہ آئندہ کے لیے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہو سکے؟

ج: مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ”میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں“ اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔“ جو شخص آپ کو کتا، خنزیر، حرام زادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

س: اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنت والجماعت رہتے ہوں، چند گھر قادیانی فرقہ کے ہوں، ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا یا ویسے راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنا ہوگی۔

قادیانیوں کے گھر کا کھانا

س: قادیانی کے گھر کا کھانا صحیح ہے یا غلط؟

ج: قادیانی کا حکم تو مرتد کا ہے۔ ان کے گھر جانا ہی درست نہیں، نہ کسی قسم کا تعلق۔

قادیانی سے تعلقات

س: ۱۔ اگر کسی مسلمان کا رشتہ دار قادیانی ہو اور اس کے ساتھ تعلقات بھی ہوں تو اس کے ساتھ کھانے پینے، لین دین اور قرضے کی صورت میں کیا احکام ہیں؟ اور قادیانی عورت یا قادیانی مرد سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

۲۔ اور اگر زوجین میں سے ایک قادیانی ہو جائے تو دوسرے یعنی مسلمان کو کیا کرنا چاہیے اور ان کی بالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے کہ انہیں مسلمان کہا جائے گا یا قادیانی؟

ج: ۱۔ قادیانی زندیق و مرتد ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے۔

۲۔ قادیانی اور مسلمان کا باہمی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر زوجین میں کوئی خد انخواستہ مرتد قادیانی ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ اولاد مسلمان کے پاس رہے گی۔

(نوٹ: میرے رسائل ”قادیانی جنازہ“، ”قادیانی مردہ“ اور ”قادیانی ذبیحہ“ کا مطالعہ ضرور کریں)

قادیانی سہیلی سے تعلق رکھنا

س: میری ایک بہت قریبی دوست ہے جو قادیانی ہے۔ جس وقت میری اس سے دوستی ہوئی تھی، مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ جب دوستی انتہائی مضبوط اور پختہ ہو گئی اس کے بعد کسی اور ذریعے سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی۔ میری اس دوست نے مجھے خود کبھی یہ بات نہیں بتائی اور کبھی دین کے مسئلہ پر کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ اب میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی کہ کیا کروں؟

۱۔ کیا اپنی اس قادیانی دوست سے تعلق ختم کر لوں؟

ج: جی ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنا ہے تو قادیانی سے تعلق توڑنا ہو گا۔

۲۔ کیا قادیانیوں یا کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے؟

ج: حرام ہے۔

۳- قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟

ج: قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ اس کے لیے میرا رسالہ ”قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان کیا فرق ہے؟“ ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانی شادی میں شرکت کا حکم

س: کئی سال قبل ایک شادی میں شرکت کی تھی، کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ ماں باپ اور چند اعزہ کی ملی بھگت سے وہ شادی غیر مسلم یعنی قادیانی سے کی گئی ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس شادی میں جو لوگ نادانستہ شریک ہوئے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس لڑکی سے جو اولاد پیدا ہو رہی ہے، اس کو کیا کہا جائے گا؟

ج: جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا علم نہیں تھا، وہ تو گنہگار نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۲- جن لوگوں کو علم تھا کہ لڑکی قادیانی ہے اور ان کو قادیانیوں کے عقائد کا علم نہیں تھا، اس لیے ان کو مسلمان سمجھ کر شریک ہوئے، وہ گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

۳- اور جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا علم تھا اور ان کے عقائد کا بھی علم تھا اور وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے تھے مگر یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا، وہ بھی گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

۴- اور جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا بھی علم تھا اور ان کے عقائد بھی معلوم تھے، اس کے باوجود انہوں نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس شادی میں شرکت کی، وہ ایمان سے خارج ہو گئے۔ ان پر تجدید ایمان اور توبہ کے بعد تجدید نکاح لازم ہے۔

قادیانیوں کا حکم مرتد کا ہے۔ مرتد مرد یا عورت کا اس سے نکاح نہیں ہوتا، اس لیے قادیانی لڑکی سے جو اولاد ہوگی، وہ ولد الحرام شمار ہوگی۔

نوٹ: ان مسائل کی تحقیق میرے رسائل ”قادیانی جنازہ“۔ ”قادیانی مردہ اور قادیانی ذبیحہ“ میں دیکھ لی جائے۔

مسلمان عورت سے قادیانی کا نکاح

س: ہمارے علاقے میں ایک خاتون رہتی ہیں جو بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم دیتی ہیں۔ نیز محلّہ کی مستورات تعویذ گنڈے اور دینی مسائل کے بارے میں موصوفہ سے رجوع کیا کرتی ہیں۔ لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر قادیانی ہے۔ موصوفہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر میرا شوہر قادیانی ہے تو کیا ہوا، میں تو مسلمان ہوں۔ میرا عقیدہ میرے ساتھ اور اس کا اس کے ساتھ۔ اس کے عقائد سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ آپ سے یہ دریافت کرنا مطلوب ہے کہ

۱۔ کسی مسلمان مرد یا عورت کا کسی قادیانی مذہب کے حامل افراد سے زن و شوہر کے تعلقات قائم رکھنا کیسا ہے؟

۲۔ اہل محلّہ کا شرعی معاملات میں اس خاتون سے رجوع کرنا نیز معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: کسی مسلمان خاتون کا کسی غیر مسلم سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ قادیانی سے نہ کسی دوسرے غیر مسلم سے اور نہ کوئی مسلمان خاتون کسی قادیانی کے گھر رہ سکتی ہے، نہ اس سے میاں بیوی کا تعلق رکھ سکتی ہے۔ یہ خاتون، جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے، اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تو اس کو اس کا مسئلہ بتا دیا جائے۔ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اسے چاہیے وہ قادیانی مرتد سے فوراً قطع تعلق کر لے اور اگر وہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی بدستور قادیانی کے ساتھ رہتی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ درحقیقت خود بھی قادیانی ہے، محض بھولے بھالے مسلمانوں کو الو بتانے کے لیے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہے۔ محلّے کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور اس سے بھی وہی سلوک کریں جو قادیانی مرتدوں سے کیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کو قرآن کریم پڑھوانا، تعویذ گنڈے لینا، دینی مسائل میں اس سے رجوع کرنا، اس سے معاشرتی

تعلقات رکھنا حرام ہے۔

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کر لے تو اس کا شرعی حکم

س: اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے، عقد کر لیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج: قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے۔ رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ

(الف) اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب) اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مردوں کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کر دے اور آئندہ کے لیے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے۔ اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانی نواز و کلاء کا حشر

س: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان دین متین اس مسئلے میں کہ گزشتہ دنوں مردان میں قادیانیوں نے ربوہ کی ہدایت پر کلمہ طیبہ کے بیج بنوائے، پوسٹر بنوائے اور بیج اپنے بچوں کے سینوں پر لگائے اور پوسٹر دکانوں پر لگا کر کلمہ طیبہ کی توہین کی۔ اس حرکت پر وہاں کے علماء کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کر دیا اور فاضل جج نے ضمانت مسترد کرتے ہوئے ان کو جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان و کلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کر رہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان و کلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔

براہ کرم قرآن اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمادیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج: قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے، قیامت کے دن غلام احمد کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دونخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت و وکالت کرتا ہے، وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا، خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر یا حاکم وقت۔

قادیانی نواز کو سمجھایا جائے

س: قادیانی کافر، مرتد اور زندیق ہیں۔ جو شخص ان کے ساتھ لین دین رکھتا ہے، کھاتا پیتا ہے اور مسلمانوں کی بات کو رد کرتا ہے، قرآن و سنت کے مطابق اس آدمی کا بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں؟ اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے، جس سے وہ آدمی اس حرکت سے باز آجائے؟

ج: قادیانیوں کو کافر و مرتد اور زندیق بھی سمجھتا ہے، اگر ان سے کاروبار کرتا ہے تو اپنی ایمانی کمزوری سے ایسا کرتا ہے۔ اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے اور اس سے قطع تعلق نہ کیا جائے۔

قادیانی نوازوں کے بارے میں مفید مشورہ

س: ہمارے علاقہ میں کچھ مرزائی رہتے ہیں۔ جب ہم نے ان کے خلاف مہم شروع کی تو کچھ لوگوں نے تو ہمارا ساتھ دیا لیکن بعض نے ہماری مخالفت کی۔ ہمیں برا بھلا کہا لیکن ہم نے ان کی پروا کیے بغیر کام کیا۔ مخالفوں

نے مرزائیوں کی حمایت کی، ان کو پناہ دی، ان کو کاروبار چلانے کے لیے جگہ دی، ان کی ہر ممکن امداد کی، ان سے ہر قسم کا برتاؤ کیا، ان کے ساتھ کھانا کھایا، چائے پی، ہم نے ان کو ٹوکا تو ہمارے خلاف ہو گئے۔ آپ براہ مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں ان سوالوں کا جواب دیں۔

۱۔ مرزائی نوازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۲۔ ہمیں مرزائی نوازوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

۳۔ مرزائی نواز مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ کیا ان کو مسجد میں نماز پڑھنے دینا چاہیے؟

۴۔ کیا مرزائی نوازوں کا ایمان خطرے میں نہیں ہے؟ ان سوالوں کا جواب جلدی دیں، شکریہ۔ ہم رسالہ ”ختم نبوت“ مسلسل اڑھائی ماہ سے پڑھ رہے ہیں۔ اس کا انتظار رہتا ہے۔ ان سوالوں کا جواب جلدی اور ضرور دیں۔

ج: ان بے چاروں کو مرزائیوں کے عقائد کا علم نہیں ہو گا یا مرزائیوں نے ان کو کسی تدبیر سے جکڑ رکھا ہو گا۔ آپ انہیں ختم نبوت اور قادیانیوں کے متعلقہ لٹریچر پڑھائیں۔

قادیانیوں کا ذبیحہ حرام ہے

س: کیا قادیانیوں کے ہاتھ کا لایا ہوا سودا سلف اور ان کا ذبیحہ جائز ہے اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے؟

ج: قادیانیوں کا ذبح کیا ہوا جانور تو مردار اور حرام ہے، ان کا لایا ہوا سودا سلف جائز ہے مگر ان سے منگوانا جائز نہیں اور ان سے قطع تعلق نہ کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔

س: کیا اسلام مجھے اپنی بیوی پر یہ پابندی لگانے کا حق دیتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو قادیانی رشتہ داروں سے نہ ملنے دوں؟

ج: ضرور پابندی ہونی چاہیے۔

جس نے کہا قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں، وہ قادیانیوں سے بدتر کافر ہو گیا

س: میرے ایک مسلمان ساتھی نے بحث کے دوران کہا کہ آپ (مسلمانوں) سے مرزائی اچھے ہیں اور مرزائی مسلمان ہیں کیونکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، قرآن پاک پڑھتے ہیں حالانکہ یہ بات ہر ایک کے علم میں ہے کہ ستمبر ۱۹۷۷ء میں اس وقت کی قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا، جس میں علمائے دین کے کردار و خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مرزائی کو مسلمان کہنا اور مسلمان سے مرزائی کو اچھا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج: جس شخص نے یہ کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں، وہ خود قادیانیوں سے بدتر کافر ہو گیا۔ اپنے اس قول سے توبہ کرے اور اپنے نکاح و ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم

س: کوئی شخص قادیانی گھرانے میں رشتہ یہ سمجھ کر کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ اسلام میں ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

ج: جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو، اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔

مرزائی کا جنازہ

س: ہمارے گاؤں میں چند مرزائیوں کے گھر ہیں جو دنیاوی حالات سے ٹھیک ٹھاک ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کا ایک جوان فوت ہو گیا تو ان کے مربی نے اس مرزائی کا جنازہ پڑھایا۔ ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب بھی قبرستان میں بطور افسوس چلے گئے تو مسلمانوں نے کہا، ہم مرزائی امام کے پیچھے تمہارا جنازہ نہیں پڑھیں گے بلکہ ہم علیحدہ اپنا جنازہ اپنے امام کے پیچھے ادا کریں گے۔ پھر انہوں نے مولوی صاحب کو کہا کہ جنازہ پڑھاؤ تو مولوی صاحب نے بلاچوں و چرا اس مرزائی کا جنازہ پڑھ دیا۔ مجھے اور ایک اور باضمیر مسلمان کو بڑی حیرت ہوئی کہ الٹی کیا ماجرا ہے۔ ہم دونوں نے جنازہ نہ پڑھا اور واپس آ گئے۔ پھر مغرب کی نماز کے وقت مولوی صاحب مسجد میں کہنے لگے کہ مجھ سے گناہ

کبیرہ ہو گیا ہے، میرے لیے دعا کریں۔ نیز اس مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا ہے۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟ وہ جو کہتے ہیں کہ میں اس گناہ پر توبہ کرتا ہوں، کیا ایسے آدمی کی توبہ قبول ہے؟ دوسرے مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے جنہوں نے مرزائی کا جنازہ پڑھا، ان سے کیا معاملات رکھیں؟

ج: مرزائی کا جنازہ جائز نہیں اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔ جن مسلمانوں نے مرزائی کو کافر سمجھ کر محض دنیاوی وجاہت کی وجہ سے جنازہ پڑھا، وہ گنہگار ہوئے۔ ان کو توبہ کرنی چاہیے اور توبہ کے اعلان کے بعد اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور جن لوگوں نے مرزائیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھ کر مرزائی کا جنازہ پڑھا، ان پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

کیا مسلمانوں کے قبرستان کے نزدیک کافروں کا قبرستان بنانا جائز ہے؟

س: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی کافر کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا تو جائز نہیں لیکن کسی مسلمان کے قبرستان کے متصل ان کا قبرستان بنانا جائز ہے یا کہ دور ہونا چاہیے؟

ج: ظاہر ہے کہ کافروں مرتدوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس طرح کافروں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب بھی دفن کرنے کی ممانعت ہے تاکہ کسی وقت دونوں قبرستان ایک نہ ہو جائیں۔ کافروں کی قبر مسلمانوں کی قبروں سے دور ہونی چاہیے تاکہ کافروں کے عذاب والی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہو کیونکہ اس سے بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

قادیانی مردہ

س: کیا قادیانی اہل کتاب ہیں؟

ج: قادیانی اہل کتاب نہیں بلکہ مرتد اور زندیق ہیں۔

س: قادیانی کے سلام کرنے کی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

ج: اس کو سلام نہ کیا جائے، نہ جواب دیا جائے۔

س: کیا قادیانی کے ساتھ کھانا پینا یا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے؟

ج: اس کے ساتھ کھانا جائز نہیں۔

س: کسی مسلمان کا کسی قادیانی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی

میت کو کندھا دینا جائز ہے؟

ج: مرتد کا جنازہ جائز نہیں اور اس میں شرکت بھی جائز نہیں۔

س: کسی قادیانی کا کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں شریک ہونے یا میت

کو کندھا دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کو روکنا صحیح ہے؟

ج: اس کو روک دیا جائے کہ وہ مسلمان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، نہ کندھا

دے۔

س: کسی قادیانی میت کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے

متعلق کیا حکم ہے؟

ج: قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اگر دفن کر

دیا جائے تو اس کا اکھاڑنا ضروری ہے۔

قادیانی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا

س: اگر کوئی قادیانی ہماری مساجد میں آکر الگ ایک کونے میں

جماعت سے الگ نماز پڑھ لے تو ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ

ہماری مسجد میں اپنی مرضی سے نماز پڑھے؟

ج: کسی غیر مسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا صحیح

ہے۔ نصاریٰ نجران کا جو وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تھا، انہوں نے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہ

الف الصلوٰۃ والسلام) میں اپنی عبادت کی تھی۔ یہ حکم تو غیر مسلموں کا ہے لیکن جو شخص

اسلام سے مرتد ہو گیا ہو، اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جا

سکتی۔ اس طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں، جیسا کہ قادیانی مرزائی،

ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

غیر مسلم سے مدرسہ کے لیے چندہ لینا بے غیرتی ہے۔

س: غیر مسلم مرزائی سے مدرسہ یا مسجد کے لیے چندہ لینا کیسا ہے؟
ج: بے غیرتی ہے۔

شینزان کا بائیکاٹ

میں اکثر رسالہ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے رسالہ اور بعض پوسٹروں سے معلوم ہوا تھا کہ شینزان قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس لیے شینزان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ الحمد للہ ابھی تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ شینزان کا بائیکاٹ جاری ہے۔

کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ کولڈ ڈرنک کی دکانوں میں ایک پیک ڈبے میں شینزان جوس مل رہا تھا۔ میں اور میرا ایک دوست کولڈ ڈرنک کی دکان میں گئے تو شینزان جوس دیا گیا۔ میں نے اپنے ایک دوست کو بتایا، یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس کا بائیکاٹ کیا جائے تو میرے دوست نے بھی اس کا بائیکاٹ کیا۔ جب دکاندار کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی شینزان والوں سے جوس لینا بند کر دیا۔ جب جوس دینے والے نے دکاندار سے پوچھا کہ آپ ہمارا شینزان جوس کیوں نہیں لیتے تو انہوں نے جواب دیا ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، یہ ہمارے دین اور نبی کے دشمن ہیں، اس لیے اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ مشروبات میں بعض یہودی اور عیسائیوں کی بھی کمپنیاں ہیں، آپ ان کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے ہیں اور وہ بھی پاکستان میں رہتے ہیں، ہم بھی پاکستانی ہیں۔

الحمد للہ ابھی کافی لوگوں کو پتہ چلا ہے تو شینزان جوس اور شینزان بوتل کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

لیکن بعض لوگ پروپیگنڈوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال رہے ہیں، اس لیے میں بعض سوالات اس تحریر میں لکھ رہا ہوں۔

امید ہے آپ اپنے ہفت روزہ ”ختم نبوت“ رسالہ میں ان سوالات کے جوابات اور اس تحریر کو شائع کر کے بہت سے مسلمانوں کے شکوک و شبہات دور فرمائیں گے۔
س: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شینزان کمپنی کو مسلمان نے خریدا ہے،

اب وہ چلا رہے ہیں؟

ج: بظاہر قادیانیوں کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ قادیانیوں کی ملکیت ہے۔

س: کیا شیزان جوس بھی قادیانیوں کی شیزان کمپنی کا تیار کردہ ہے؟

ج: ”شیزان کمپنی“ کے سوا دوسرا کوئی ”شیزان جوس“ کیسے تیار کر سکتا ہے؟

س: کیا بعض مشروبات کمپنیاں عیسائیوں اور یہودیوں کی بھی ہیں۔ اگر ہیں تو نشاندہی فرمائیے تاکہ ان سے بھی ہم اپنے آپ کو بچائیں؟

ج: قادیانی کافر ہیں مگر وہ خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے، خنزیر اور ولد الحرام کہتے ہیں اور پھر اپنی آمدنی کا بڑا حصہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے خرچ کرتے ہیں، اس لیے قادیانیوں کے ساتھ لین دین قطعاً ناجائز اور غیرت ملی کے خلاف ہے۔ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ دوسرے کافروں کے ساتھ لین دین کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ ہمارے ساتھ حالت جنگ میں ہوں ورنہ ان کے ساتھ لین دین جائز ہے۔

کیا قادیانیوں کو جبراً قومی اسمبلی نے غیر مسلم بنایا ہے؟

س: ”لا اکواہ فی الدین“ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ نہ تو آپ جبراً کسی کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور نہ ہی جبراً مسلمان کو آپ غیر مسلم بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ مطلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہم (جماعت احمدیہ) کو کیوں جبراً قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعہ غیر مسلم کہلوا یا؟

ج: آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاسکتا، یہ مطلب نہیں کہ یہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا، اس کو غیر مسلم بھی نہیں کہا جاسکتا۔ دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم نہیں بنایا۔ غیر مسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں البتہ مسلمانوں نے غیر مسلم کو غیر مسلم کہنے کا ”جرم“ ضرور کیا ہے۔

مکرمین ختم نبوت کے لیے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

س: خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں میلہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت واجب القتل ہیں لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف ”غیر مسلم اقلیت“ قرار دینے پر ہی اکتفا کیا۔ اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ ”اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں، وہ حقوق انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔“ ہم قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کیے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرین ختم نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

ج: منکرین ختم نبوت کے لیے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عمل کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے۔ لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ میلہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے لیکن اسلامی مملکت میں مرتدین اور زندیق کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ارباب حل و عقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔

حضرت مہدیؑ کے بارے میں نشانیاں

س: حضرت مہدیؑ کے بارے میں نشانیاں کیا کیا ہیں؟ وہ کب تشریف لائیں گے اور کہاں آئیں گے؟ مسلمان انہیں کس طرح پہچانیں گے؟

ج: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ”ایک خلیفہ کی موت پر (ان کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا تو اہل

مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ مہدی ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنادیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لیے منتخب کریں گے۔ چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔

”پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا، لیکن یہ لشکر ”بیداء“ نامی جگہ میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہو جائے گا کہ یہ مہدی ہیں) چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی نخیال قبیلہ بنو کلب میں ہوگی، آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنو کلب کے مقابلے میں لشکر بھیجیں گے۔ وہ ان پر غالب آئے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لیے جو بنو کلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدی خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا)۔ حضرت مہدی چالیس سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔“ (یہ حدیث ”مکتوۃ شریف“ ص ۴۷ میں ابوداؤد کے حوالے سے درج ہے اور امام سیوطی نے ”العرف الوردی فی آثار المہدی“ ص ۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ احمد ابوداؤد ابویعلیٰ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔

ان کی کفار سے خونریز جنگیں ہوں گی۔ ان کے زمانے میں کالے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھر جائیں گے۔ ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے۔ وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے باب لد پر قتل کر دیں گے۔ دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا اور یہودیت و نصرانیت کا ایک ایک نشان مٹا دیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نشانیاں

س: قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد فرمائیں، مزید برآں مسلمان انہیں کس طرح پہچانیں گے اور ان کی کیا کیا نشانیاں ہیں؟

ج: قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے اور قیامت سے ذرا پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے لیکن جس طرح قیامت کا وقت معین نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے "اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی۔ پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو"۔ (سورہ زخرف) بہت سے اکابر صحابہ و تابعین نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

"اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے، مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت

سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔“ (النساء)

اور حدیث شریف میں ہے:

”اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لینا، قد میانہ، رنگ سرخ و سفید، بال سیدھے، بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو، ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی۔ پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کریں گے اور تمام مذاہب کو معطل کر دیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کر دیں گے۔ زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، زمین پر رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی۔ پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔“ (مسند احمد، ص ۳۳، ج ۲، ”فتح الباری“ ص ۳۹۳، جلد ۶، مطبوعہ لاہور)

”القدرت بما تواترت فی نزول المسیح“ (۱۲۱)

آپ کے زمانہ کے جو واقعات احادیث طیبہ میں ذکر کیے گئے ہیں، ان کی فہرست

خاصی ہے۔ مختصراً

- آپ سے پہلے حضرت مہدی کا آنا۔
- آپ کا عین نماز فجر کے وقت اترنا۔
- حضرت مہدی کا آپ کو نماز کے لیے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا۔
- نماز میں آپ کا قوت نازلہ کے طور پر یہ دعا پڑھنا..... قتل اللہ الدجال۔
- نماز سے فارغ ہو کر آپ کا قتل دجال کے لیے نکلنا۔
- دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح پھٹنے لگنا۔
- ”باب لد“ نامی جگہ پر (جو فلسطین شام میں ہے) آپ کا دجال کو قتل کرنا اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا۔

○ قتل و جال کے بعد تمام دنیا کا مسلمان ہو جانا، صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا عام حکم دینا۔

○ آپ کے زمانہ میں امن و امان کا یہاں تک پھیل جانا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں۔
○ کچھ عرصہ بعد یا جوج ماجوج کا نکلنا اور چار سو فساد پھیلانا۔

○ ان دنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے رفقاء سمیت کوہ طور پر تشریف لے جانا اور وہاں خوراک کی تنگی پیش آنا۔

○ بالآخر آپ کی بددعا سے یا جوج ماجوج کا یکدم ہلاک ہو جانا اور بڑے بڑے پرندوں کا ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینکنا اور پھر زور کی بارش ہونا اور یا جوج ماجوج کے بقیہ اجسام اور لعفن کو بہا کر سمندر میں ڈال دینا۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرب کے ایک قبیلہ بنو کلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا۔

○ ”فج الروحا“ نامی جگہ پہنچ کر حج و عمرہ کا احرام باندھنا۔
○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر کے اندر سے جواب دینا۔

○ وفات کے بعد روضہ اطہر میں آپ کا دفن ہونا وغیرہ وغیرہ۔
○ آپ کے بعد مقعد نامی شخص کو آپ کے حکم سے خلیفہ بنایا جانا اور مقعد کی وفات کے بعد قرآن کریم کا سینوں اور صحیفوں سے اٹھ جانا۔

○ اس کے بعد آفتاب کا مغرب سے نکلنا، نیز دابۃ الارض کا نکلنا اور مومن و کافر کے درمیان امتیازی نشان لگانا وغیرہ وغیرہ۔

کیا حضرت مہدیؑ و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں؟

س: مہدی اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں؟

ج: حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ آخری زمانہ میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں

گے۔ ان کے ظہور کے تقریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تیرہویں صدی کے آخر تک امت اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہ کہ نازل ہو کر پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے۔ اس کی دلیل نہ قرآن کریم میں ہے نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں اور نہ سلف صالحین میں کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدی اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی کے تشریف لائیں گے یا بحیثیت امتی کے؟

س: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی تشریف لائیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے؟ اگر آپ بحیثیت نبی تشریف لائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے ہوئے؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو بدستور نبی ہوں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ان کی شریعت منسوخ ہو گئی اور ان کی نبوت کا دور ختم ہو گیا، اس لیے جب وہ تشریف لائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے خلاف نہیں کیونکہ نبی آخر الزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی تھی۔

اسلام کے اچالے قادیانیت کے اندھیرے

علامہ
خالد محمود

س: "دعوت" کی کسی سابقہ اشاعت میں نظر سے گزرا تھا کہ معراج شریف کے جسمانی ہونے پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہے۔ ایک مرزائی کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اکثر صحابہؓ معراج کو روحانی مانتے تھے۔ یہ معراج جسمانی کا عقیدہ بہت بعد کی پیداوار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر اوپر اٹھائے جانے کے خیال کی تائید کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ اس اجماع کا حوالہ مطلوب ہے؟ (منصور علی، از کیمبل پور)

ج: مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتے ہیں:

"اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے تقریباً تمام صحابہؓ کا یہی اعتقاد ہے۔" ("ازالہ اوہام" ج ۱)

ع ۱۴۶

مرزا صاحب نے اس کتاب کے ص ۱۴۸ کی آٹھویں سطر میں اس کے لیے اجماع صحابہؓ کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔ ("ازالہ اوہام" طبع ۱۲۲۰ھ)

امید ہے کہ اب آپ کے مرزائی دوست کا کوئی شبہ باقی نہیں رہا ہوگا۔ باقی رہا نہ ماننا تو یہ دونوں کی مہر کا ایک ظاہری نشان ہے۔ حق تعالیٰ اتباع حق کی توفیق عطا فرمائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

س: ہمارے عقیدے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر موجود ہیں اور خلعت دیوبند کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے پیغمبر حضور سرکارِ مدینہؐ اپنے روضہ منورہ میں اپنے اصلی جسم غصری کے ساتھ زندہ اور موجود ہیں۔ ہمارے ملنے والے بعض مرزائی لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی توہین ہے کہ وہ تو زمین پر ہوں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اتنی بلندی میں ہوں۔ مرزائیوں کی دیکھا دیکھی اب بعض عیسائی بھی اس سوال کو بار بار پیش کر رہے ہیں۔ ازراہ کرم "دعوت" کی کسی قریبی اشاعت میں اس کا مفصل جواب دیں؟ (احقر حافظ اسحاق احمد، از ڈیرہ اسماعیل خاں)

ج: قادیانیوں کا یہ ایک مغالطہ ہے کہ روضہ الطہر زمین پر ہے تو اس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی نظر آتی ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان کسی طرح اس اسلامی عقیدے سے دستبردار ہو جائیں کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام آسمان پر مجسّمہ الاصلی زندہ نہیں اور قرب قیامت پر دوبارہ تشریف نہ لائیں گے۔ مرزائیوں کا یہ مغالطہ اتنا سطحی ہے کہ بادیٰ توجہ اس کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ بغرض محال یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف فرما نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں ملاء اعلیٰ میں یا آسمانوں میں فرشتے بھی موجود اور استقرار پذیر ہیں یا نہ؟ اگر ملائکہ کرام وہاں موجود ہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ کرام آنحضرت ﷺ سے مرتبے میں زیادہ ہیں یا کم؟ اگر قول اول اختیار کریں تو یہ اسلام کی اس اجمالی تعلیم کے خلاف ہے کہ رب العزت کی ساری مخلوق میں آنحضرت ﷺ کی شان کے برابر کوئی نہیں۔ چہ جائیکہ افضل ہو اور قول ثانی اختیار کریں کہ ان فرشتوں کا درجہ آنحضرت ﷺ سے کم ہے تو پھر مرزائیوں کا یہ مفروضہ غلط ہوا کہ جن مقدس ہستیوں کا استقرار آسمان میں ہو، ان کا درجہ اس ذات اقدس سے زیادہ ہے، جس کا روضہ اطہر اس زمین پر موجود ہو۔ نہایت حیرت کا مقام ہے کہ محض اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں۔ خاتم الانبیاءؑ پر بھی ان کی فضیلت کا دعویٰ کر دیا جائے۔

ہمارے عقیدے میں تو آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر کی جگہ آسمانوں کی دنیا تو درکنار خود عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی انتہائے سعادت یہی ہے کہ قرب قیامت پر نزول فرمانے اور پھر موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن ہوں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

یموت فیدفن معوفی قبری (مشکوٰۃ، ص ۴۸۰)

ترجمہ: ”پھر عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ میرے روضہ میں دفن کیے جائیں گے۔“

پس مقام غور ہے کہ اگر اوپر آسمانوں میں ہونا ہی وجہ الفضیلت تھا تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اس مقام سے یہاں نیچے کیوں لائیں گے۔ ان کا آخر کار روضہ اطہر میں دفن ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اوپر اور نیچے ہونا کوئی معیار فضیلت نہیں۔ اگر ایسا ہو تو مندرجہ ذیل صورتوں کا کیا جواب ہو گا؟

۱۔ ترازو کا جو پلڑا اوپر ہو، اسے ترجیح ہوتی ہے یا اسے، جو نیچے ہو؟

۲۔ خانہ کعبہ جو نیچے ہے، اسے فضیلت ہے یا کوہ ہمالیہ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ کو جو اس خطہ ارضی کا بلند ترین مقام ہے؟

۳۔ جو افراد ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں، وہ مرتبے میں ان مسافروں سے افضل ہیں جو ریل میں یا اونٹوں پر سفر کرتے ہوں اور پھر ہوائی جہاز کی یہ سینیٹیں مساجد شریفہ سے افضل ہیں یا نہ؟

۴۔ جو موتی دریاؤں کی انتہائی گہرائی میں ہیں، ان کا درجہ زیادہ ہے یا وہ بلبلے افضل ہیں جو دریا کی اوپر کی سطح پر پائے جاتے ہی؟

۵۔ جو پرندے، چڑیا، کبوتر، بلبل وغیرہ فضا کی نیچی سطح پر اڑتے ہیں، وہ زیادہ اچھے سمجھے جاتے ہیں یا وہ گدھ اور ٹخیر جو فضا کی انتہائی بلندیوں میں پرواز کرتے ہیں؟

۶۔ جن مکانوں میں بجی ہوئی بیٹھکیں اور خوب صورت مہمان خانے ٹہلی منزل میں ہوتے ہیں اور بیت الخلاء اوپر کی چھت پر، ان میں سے کون سی جگہ افضل اور اعلیٰ ہوتی ہے۔

ایسی اور بھی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں اور حاصل سب کا یہی ہے کہ محض اوپر اور نیچے ہونا کوئی معیار فضیلت نہیں۔ محض ایسے مفانظوں سے اسلام کی اصولی تعلیمات پر ہر غز پر دے نہیں ڈالے جاسکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ خالہ محمود، عفا اللہ عنہ، ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء)

مفتی اعظم مصر استاذ العلماء شیخ حسین محمد مخلوف

کا علمی و تحقیقی فتویٰ

حضرت عیسیٰ کا رفع آسمانی اور کفریات مرزا غلام احمد قادیانی

ہفت روزہ "دعوت" کے باب الاستفسارات میں کافی عرصہ سے ایسے سوالات موصوں ہو رہے تھے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات آسمانی

کے متعلق علمائے مصر کا عقیدہ کیا ہے؟ کیا وہ واقعی اسلام کے اس اجماعی عقیدے کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثانی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے اور یہ کہ وہ آسمان پر بحمد غصری زندہ اور موجود ہیں یا علمائے مصر اس باب میں باقی جمیع علماء عرب اور پاک و ہند کے خلاف ہیں۔ ان سوالات کا اصل محرک مصر کے ایک آزاد خیال پروفیسر شلتوت کا ایک مضمون تھا جو آج سے پچیس تیس سال پہلے شائع ہوا تھا اور جسے قادیانی حضرات اپنی ہمنوائی میں ہر سال شائع کرتے رہتے ہیں۔ قادیانیوں کا اس اشاعت سے مقصد عوام کو یہ تاثر دینا ہے کہ ان ابواب میں اکابر علمائے مصر ان کے ساتھ ہیں۔ اس مغالطے اور تلبیس کا پردہ چاک کرنے کے لیے حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم استاذ العلماء حضرت شیخ حسنین محمد مخلوف کا ایک فتویٰ ان کی بلند پایہ کتاب ”صفوة البیان لعان القرآن“ طبع ۱۳۷۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تمام استفسارات کا مشترک جواب ہے، جو اس سلسلہ میں دفتر ”دعوت“ میں موصول ہوتے رہے ہیں۔ رہا پروفیسر شلتوت کا معاملہ تو آزاد خیال اور خود پسند ادیب کہاں نہیں ملتے۔

اگر مصر کے ایک غیر ذمہ دار اور غیر معتمد علیہ پروفیسر نے سلف کی شاہراہ سے ہٹ کر کتاب و سنت میں الحاد کی راہ اختیار کی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور علمائے مصر اور ابواب فتویٰ و قضاء بھی معاذ اللہ اسلام کے اجماعی فیصلوں سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس طرح پاکستان میں مسٹر پرویز اور ڈاکٹر غلام جیلانی برق کو باوجود یکہ ہر دو حضرات اسلامی عنوانات کو ہی اپنا موضوع خن بنا رہے ہیں اور ان کے قلم کی جولانگاہ یہ اسلامی موضوعات ہی ہیں۔ تاہم انہیں یہاں پاکستان کے اونچے درجے کے علماء اور محققین کا اعتماد حاصل نہیں اور علمی ابواب میں ان لوگوں کی رائے نہ صرف غلط ہے بلکہ کفر کی سرحدوں سے ملتی ہے۔ اس طرح مصر کے آزاد خیال پروفیسر شلتوت بھی وہاں سے علمی، دینی اور تحقیقی حلقوں میں کسی اعتماد کے لائق نہیں رہے ہیں۔ انہوں نے جب وہ تحریر لکھی تھی، جسے کہ قادیانی حضرات آئے دن اس طرح شائع کرتے رہتے ہیں، گویا کہ یہ فتویٰ آج چھپ کر آیا ہے، تو وہاں کے اکابر علماء نے اسی وقت اس کی تردید فرمادی تھی اور مختلف رسائل و جرائد نے اس پر زور رد عمل فرمایا تھا۔ بہر حال مصر کے معتمد عالم اور حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم کا یہ تحقیقی فیصلہ قارئین ”دعوت“

کے پیش خدمت ہے۔ ترجمہ مولانا منظور احمد صاحب (پبلیشٹ) نے کیا ہے۔ (ادارہ)

واعلم ان عیسیٰ علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب
کما قال تعالیٰ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم
وقال وما قتلوه یقینا فاعتقاد النصارى القتل و
الصلب کفر لاریب فیہ وقد اخبر الله تعالیٰ انه رفع
الیہ عیسیٰ کما قال ورافعک الی وقال بل رفعه الله
الیہ فیجب الایمان بہ والجمہور علی انه رفع حیا
من غیر موت ولا غفرہ بحسدہ وروحہ الی السماء و
الخصوصیہ لہ علیہ السلام ہی فی رفعہ بحسدہ و
بقاء فیہا الی الامد المقدر لہ۔

واما التوفی المذکور فی ہذہ الایہ وفی قولہ تعالیٰ
فلما توفیتنی فالمراد منہ ما ذکرنا علی الروایہ
الصحیحہ عن ابن عباسؓ والصحیح من الاقوال
کما قالہ القرطبی وھو اختیار الانباری وغیرہ۔

وان من اهل الكتاب الالیومن بن قبل موتہ
ای ما احد من اهل الكتاب الموجودین عند نزول
عیسیٰ علیہ السلام اخر الزمان الالیومن بانہ
عبد الله ورسولہ وکلمتہ قبل ان یموت عیسیٰ
علیہ السلام فتكون الادیان کلہا دینا واحد وھو
دین الاسلام الحنیف دین ابراہیم علیہ السلام و
نزول عیسیٰ علیہ السلام ثابت فی الصحیحین و
ھو من اشراط الساعہ۔ ("صفوة البیان معان القرآن" ص ۱۰۹)

(۱۱۰)

ترجمہ: "اور جاننا چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے ہیں اور نہ ہی سولی
دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه

لہم وما قتلوه یقیناً انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل بھی نہیں کیا اور سولی بھی نہیں دیا۔ لیکن ان کے لیے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کا مشکل بنادیا گیا اور یہ امر یقینی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ لہذا عیسائیوں کا قتل اور صلیب کا عقیدہ رکھنا بلاشبہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں خبر دی ہے کہ عیسیٰ کو اس نے اپنی طرف اٹھالیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ورافعک الی میں تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔

اور فرمایا بل رفعہ اللہ علیہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ لہذا اس پر (جسمانی رفع پر) ایمان لانا واجب ہے اور جمہور علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت یا نیند طاری کیے بغیر زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اور جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا اور وہاں ایک مدت مقررہ تک مقیم رہنا آپ ہی کی خصوصیت ہے اور لفظ توفی جو اس آیت اور آیت فلما توفیتنی میں مذکور ہے۔ اس سے مراد وہی ہے جو ہم نے ابن عباسؓ کی صحیح روایت کی بنا پر تحریر کر دیا ہے اور مفسرین کے اقوال میں سے صحیح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ کے علاوہ دیگر علماء کرام نے بھی تصریح کی ہے۔

وان من اهل الكتاب الا لیومنن به قبل موتہ کی تفسیر میں مفتی اعظم فرماتے ہیں:

”آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت جو اہل کتاب بھی موجود ہوں گے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اس بات پر ایمان لائیں گے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں اور تمام مذاہب کی جگہ ایک ہی مذہب رہ جائے گا اور وہ ابراہیمی دین اسلام ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا (آسمان سے) نازل ہونا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ثابت ہے اور یہ نزول سماوی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔“

والمراد علی القراء تین انہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر انبیاء اللہ رسلہ فلا نبی ولا رسول بعدہ

الى قيام الساعة فمن زعم النبوه بعده فهو كذاب
افاك و كافر بكتاب الله وسنه رسوله ولذا افتينا
بكفر طائفه القاديانيه اتباع المفتون غلام
احمد القاديانى الزاعم هو واتباعه انه نبى يوحى
اليه وانه لا يجوز منا كحتهم ولا دفنهم فى مقابر
المسلمين ("صفوة البيان لمعان القرآن" ص ۱۸۱)

فضيله الاستاذ الشيخ الحسنيين مخلوف مفتى
الديار المضربيه السابق وعضو جماعت كبار
العلماء، طبع اولى، ص ۷۰ ۱۳ھ)

ترجمہ: "زیر آیت خاتم التمسین تحریر فرماتے ہیں اور لفظ خاتم کی مراد
زیر و زبر والی دونوں قراتوں کی بنا پر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں
اور رسولوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی
نبی اور کوئی رسول نہیں بنایا جائے گا۔ لہذا حضور ﷺ کے بعد جو شخص
بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ پرلے درجہ کا جھوٹا، بہت بڑا بہتان باندھنے والا
اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کا منکر ہے۔"

اسی لیے ہم علماء حق نے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبیح تمام جماعت کے کافر ہونے کا
فتویٰ دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تمام جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے
اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے، کفر ہے۔ ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ ان کے
ساتھ رشتہ کیا جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے۔

س: کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ امام مہدی کے
عمور کے وقت ایک ہی رمضان میں سورج گرہن اور چاند گرہن لگیں گے۔ چاند
گرہن رمضان کی ۱۳ تاریخ کو اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو ہو گا۔ اصل حقیقت کیا
ہے؟ یہ مطلع فرمائیں کہ کیا یہ دونوں گرہن اپنی مذکورہ تاریخوں میں مرزا غلام احمد کے
موت کے دور میں لگے ہیں؟ (سائل سیدنا جبرعلی، از لاہور)

ج: حدیث کی کتاب میں یہ پیچھوئی آنحضرت ختمی مرتبت ﷺ کے الفاظ سے

منقول نہیں اور نہ اسے حدیث نبوی کہا جاسکتا ہے۔ مرزائی مبلغین جب اسے حدیث نبوی ”کہہ کر پیش کرتے ہیں تو یہ حضور اکرم ﷺ پر ایک صریح بہتان اور افتراء ہے۔ سنن دار قطنی میں یہ پیش گوئی ایک بزرگ محمد بن علی سے منقول ہے جو صحابی بھی نہیں چہ جائیکہ اس روایت کو آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہا جائے بلکہ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ محمد بن علیؑ نے ایسا واقعی فرمایا ہو۔ کیونکہ اس قول کو محمد بن علی سے نقل کرنے والے بھی تقریباً ایسے ہی ہیں جو ضعیف اور پایہ اعتبار سے سقط ہیں۔ سنن دار قطنی میں محمد بن علی نامی کسی بزرگ کا یہ قول اس طرح منقول ہے:

عن عمر بن شمر عن جابر عن محمد بن علی
قال ان لمهدینا ایتین لم تکنونا منذ خلق
السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلہ من
رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ لم
تکوننا منذ خلق السموات والارض (سنن دار قطنی، ج ۱)
ص ۱۸۸

ترجمہ: ”شمر کا بیٹا جابر جعفری سے نقل کرتا ہے کہ محمد بن علی (نامی کسی شخص) نے کہا کہ ہمارے مدی کے دو نشان ہوں گے اور وہ دونوں (اپنی اپنی جگہ پر مستقل طور پر) ایسے ہیں کہ زمین و آسمان جب سے پیدا ہوئے، کبھی ان کا ظہور نہیں ہوا۔ اولیٰ یہ کہ چاند کو گرہن رمضان کی پہلی رات ہو گا اور دوسرا یہ کہ سورج گرہن اسی رمضان شریف کے نصف میں واقع ہو گا اور جب اس خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے، ایسے گمنوں کا ظہور کبھی نہیں ہوا۔“

شمر کا بیٹا عمرو جو محمد بن علی کے مذکورہ بالا قول کو نقل کر رہا ہے، اس قابل نہیں کہ اس کی نقل پر اعتماد کیا جائے۔ یہ شخص کذاب اور اقیہہ باز تھا۔ اس پر رافضی اور شاتم صحابہؓ ہونے کی جرح میزان الاعتدال ذہبی میں موجود ہے۔ اس کا استاد جابر جعفری جو مذکورہ پیچھوئی کاراوی ہے، ضعیف ہے۔ اس کے متعلق سیدنا امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک اس جیسا جھوٹا راوی کسی کو نہیں دیکھا۔ پس جب محمد بن علی سے

نقل کرنے والوں کا بھی یہ حال ہے تو ہم اسے پورے اعتماد کے ساتھ حضرت محمد بن علی کا قول بھی نہیں کہہ سکتے چہ جائیکہ اسے کسی صحابی کا قول یا ارشاد رسول خاتم کہا جاسکے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اگر یہ قول ایسا ہی کمزور اور مقطوع تھا تو پھر اسے امام دار قطنی نے درج کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث کی کتابوں میں ارشادات نبوی کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے آثار بھی منقول ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر آئمہ و فقہاء کے اپنے اقوال بھی مندرج ہوتے ہیں۔ حدیث کی کتاب میں درج ہونا اس بات کو ہرگز لازم نہیں کہ یہ قول خود لسان شریعت سے منقول ہو۔ ایسا گمان محض جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اہل علم کے ہاں اس سوال کی کوئی قیمت نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنے اصول حدیث کے رسالہ عجائب نافعہ کے ص ۷ پر تصریح فرماتے ہیں کہ سنن دار قطنی حدیث کی تیسرے طبقے کی کتابوں میں سے ہے۔ جن کے جمع کرنے والوں نے روایات کی صحت کا التزام نہیں کیا بلکہ ہر طرح کی روایات ان میں جمع کر رکھی ہیں۔

مرزا صاحب نے اس ضعیف اور بے بنیاد قول کو جو کذاب قسم کے راویوں کے واسطے سے صرف محمد بن علی تک پہنچتا ہے۔ اگر حدیث رسول سمجھ لیا ہے تو ہمارے لیے بالکل قابل التفات نہیں۔ مرزا صاحب فن حدیث میں بہت کمزور تھے۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ”صحیح“ ایک خاص معیار کی کتب ہوتی ہیں۔ جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ اور یہ کہ حدیث کی ہر کتاب صحیح نہیں کہلاتی اور وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر تھے کہ سنن دار قطنی محدثین کے ہاں ہر قسم کی رطب و یابس روایات پر مشتمل ہے۔ مرزا صاحب کی نادانی دیکھئے کہ وہ دار قطنی کو بھی صحیح کا نام دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

”صحیح دار قطنی میں ایک حدیث ہے“..... (الخ) (حقیقتہ الومی، ص ۱۹۴)

یہ سنن دار قطنی ہونا چاہیے تھا۔

یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دار قطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟ (”تحفہ گولڑویہ“، ص ۲۸)

حدیث کے ابتدائی درجہ کے طلبہ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت امام بخاری کا اسم گرامی محمد تھا۔ اسماعیل نہ تھا۔ اسماعیل ان کے باپ کا نام تھا مگر مرزا صاحب ازالہ ادہام میں امام بخاری کا نام اسماعیل بتاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت اور ان علاقوں میں اس

طرح کے مرکب ناموں کا منہاج ہی نہ تھا۔ (دیکھئے ازالہ اوہام، جلد ۱، ص ۱۱۱، جلد دوم، ص ۲۵۹، ۲۶۵) شہادت القرآن میں مرزا صاحب ایک حدیث صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ صحیح بخاری میں بالکل نہیں ہے۔

اور پھر یہ نہیں کہ صحیح بخاری کا لفظ اتفاقاً قلم سے نکل گیا ہو۔ بلکہ اسے صحیح الکتب بعد کتاب اللہ کہہ کر اس نقل کی اور توثیق کرتے ہیں۔ پھر ازالہ اوہام، ص ۲۳ پر آنحضرت ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ الفاظ بطور حدیث کے پیش کرتے ہیں بل ہو اما مکم منکم لفظ بل عجیب اضافہ ہے۔

حالانکہ یہ الفاظ اس طرح آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں نہیں ملتے۔ نہ ان کے لیے کوئی سند صحیح ہے اور نہ کوئی ضعیف۔ یہ محض ایک افتراء اور بہتان ہے۔ الحاصل مرزا غلام احمد فن حدیث میں عام طلبہ کے بھی ہمسر نہیں تھے۔ پس اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم ان کے اعتماد پر مذکورہ المصدر پیچھوئی کو آنحضرت ﷺ کی حدیث تسلیم کر لیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

۳۔ مذکورہ گرہن مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے قطعاً ثابت نہیں ہوئے۔ یہ محض پراپیگنڈہ ہے۔ مرزائیوں کے اپنے دعویٰ کے مطابق گرہنوں کا وقوع ۱۳۱۲ھ میں پیش آیا۔ حالانکہ اس وقت تک مرزا صاحب نے رسالت کا دعویٰ ہی نہ کیا تھا۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے ان گرہنوں کو اپنے دعویٰ نبوت اور رسالت کی تصدیق کے لیے کیسے پیش کر دیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دو گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کسی زمانہ میں جمع ہوئے تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے“ (”مقیۃ الوحی“ ص ۱۹۶)

اگر یہ کہا جائے کہ گرہن ممدویت کی علامت ہیں، نبوت اور رسالت کی نہیں تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک ممدیت کا دعویٰ رسالت کے دعویٰ کو

بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حقیقتہً الوہی کی مذکورہ عبارت میں اسے اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کے لیے آسمانی نشان بتلا رہے ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ رسالت بہت بعد کا ہے، اور یہ وقوع گرجا بن اس سے بہت پہلے کا ہے۔ بنا بریں ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے دور میں ایسے گرجا بن کبھی نہیں گئے۔ یہ قادیانی حضرات کا محض پراپیگنڈہ ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ۱۲۱۲ھ کے اس مذکورہ گرجا بن سے پہلے اس طرح کے گرجا بن کبھی نہیں گئے۔ کیونکہ اس سے ایک سال قبل ۱۲۱۱ھ میں بھی چاند اور سورج کا گرجا بن امریکہ میں لگا تھا اور وہاں بھی اس وقت ایک جمہور نامی نبوت مسٹر ڈوئی موجود تھا۔ پس ایسے گرجا بن جو خرق عادت بھی نہیں، کسی دعویٰ کی تصدیق کے ضامن ہرگز نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: براہ کرم ہفت روزہ ”دعوت“ میں مندرجہ ذیل امور کا جواب دیں۔
دلائل ایسے ہوں کہ ان کی تاویل نہ کی جاسکتی ہو۔

- ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نبی کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟
- ۲۔ مرزا صاحب مجدد کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟
- ۳۔ مرزا صاحب عالم کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟
- ۴۔ مرزا صاحب عابد و زاہد کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟
- ۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

(آپ کا مخلص، نذیر احمد بٹ، رحیم سٹریٹ سردار پورہ، اچھرہ لاہور)

ج: مرزا صاحب نبی اس لیے نہیں تسلیم کیے جاسکتے کہ وہ حضورؐ کے بعد تیرہویں صدی میں پیدا ہوئے اور حضور خاتم النبیینؐ کے بعد میں پیدا ہونے والا کوئی شخص کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی آمد پر محض اس لیے نبی تسلیم کر لیے جائیں گے کہ وہ حضور ختمی مرتبتؐ سے بہت پہلے کے پیدا ہوئے ہیں مگر آنحضرتؐ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر طرح کی نبوت حضورؐ پر ختم ہو چکی ہے اور وہی نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں پیغمبروں کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ قال اللہ تعالیٰ:

الذین یبلغون رسالات اللہ و یحشونہ و لا یحشون احدا الا اللہ (پ ۲۲، احزاب، آیت ۳۹)
ترجمہ: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رسالت آگے پہنچاتے ہیں اور وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔“

اور مرزا صاحب انگریزوں سے ڈرتے تھے۔ مسلمانوں سے ڈرنے کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے حج نہیں کیا تھا اور محض اسی لیے نہیں کیا تھا کہ انہیں حجاز کے مسلمانوں سے جان کا خوف تھا اور پھر یہ نہیں کہ یہ ڈر کوئی امر وقتی تھا بلکہ زندگی بھر مرزا صاحب کے ساتھ رہا اور انگریزوں سے ڈرنے کی دلیل یہ ہے کہ ڈوٹی کی عدالت میں انہوں نے محض ڈرتے ہوئے اپنے طریق کار کے خلاف آئندہ ضمانت کے طور پر دستخط کر دیے تھے اور پھر ساری عمر انگریزوں کی مدح خوانی اور سلطنت برطانیہ کی قصیدہ خوانی کرتے رہے۔ پس ایسے اشخاص کے متعلق جن کی قلبی اور ذہنی کیفیت اس قدر کمزور ہو نبوت کے تصور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ مرزا صاحب مجدد اس لیے تسلیم نہیں کیے جاسکتے کہ مجدد کا کام قوم کو پہلی بدعات اور پہلی آلائشوں سے نجات دلانا ہے۔ جو زمانے تاثرات اور رسم و رواج سے وہ داخل دین کر چکے ہوں اور وہ بھی زیادہ تر غلطی میدان میں معروف کے قیام اور منکرات کی روک تھام کے لیے عمل میں آتا ہے۔ مرزا صاحب بجائے اس کے کہ قوم کو کسی پہلے انتشار سے نجات دلاتے، خود ایک وجہ انتشار بن گئے۔ بجائے اس کے کہ پہلی فرقہ بندی میں کچھ کمی ہوتی، ایک اور فرقے کا ان میں اضافہ ہو گیا اور وہ فرقہ بھی ایسا بنا جو پوری قوم سے کٹ کر ایک جداگانہ ملت بن گیا۔ پس جب کہ مرزا صاحب کا کوئی مجددین سابقین کے منہاج پر نہ تھا۔ انہیں مجدد کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ مرزا صاحب کو ایک عالم اس لیے تسلیم نہیں کیا جاتا کہ وہ معقول منقول اور ادب ہر اعتبار سے کمزور اور خام تھے۔ ادب عربی کے اعتبار سے وہ متعدد غلطیوں کے مرتکب ہوئے، جن کی تفصیل سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں۔ منقول میں بھی انہوں نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ حدیث کی بحث کرتے ہیں تو قواعد محدثین اور آداب محدثین سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں۔ تفسیر کرتے ہیں تو قرآنی علوم سے خالی نظر آتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس ان میں کوئی علمی ممتاز شان نہ تھی کہ انہیں امتیازی طور پر عالم تسلیم کیا جائے۔

۴۔ مرزا صاحب کا غیر محرم عورتوں سے اختلاط اور متعدد غلط بیانیوں کا ارتکاب انہیں ایک زاہد اور پرہیزگار انسان سمجھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

۵۔ مرزا صاحب کو مسلمان تسلیم کرنے سے یہ امور مانع ہیں:

۱۔ انہوں نے مراق سے افادہ کی حالت میں بھی ختم نبوت کے ان معنوں کا انکار جاری رکھا جو آنحضرت ﷺ سے لے کر آخر تک امت مسلمہ نے بالاجماع سمجھ رکھے تھے اور ختم نبوت کا یہ انکار ایک مستقل وجہ کفر ہے۔

۲۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اور انہیں بہت سے نامناسب الفاظ کے ساتھ ذکر کیا اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ نبی کی توہین اور اس کی شان میں کسی قسم کی گستاخی ہر دو موجب کفر ہیں۔

۳۔ مرزا صاحب نے بعض ان امور شرعیہ کو جو حضور ختمی مرتبت کی شریعت میں عبادات تھے حرام قرار دے کر تحریم حلال اور تحلیل حرام کا ارتکاب کیا جیسے جہاد کو حرام قرار دینا وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: ”دعوت“ میں حیات مسیح پر ایک مسلسل مضمون کئی قسطوں میں آ رہا ہے۔ اس موضوع پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ اس کا جواب ”دعوت“ میں ہی دے کر مشکور فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن کی رو سے واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا کے مطابق ہر وقت جب تک وہ زندہ ہیں نماز اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ اب آسمانوں میں زندہ ہیں تو وہاں نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے اور وہ زکوٰۃ لیتا کون ہو گا۔ اس کا جواب مطلوب ہے؟ (سائل مختار حسن صدر لاہور کینٹ)

ج: آپ پہلے اس آیت کے معنی سمجھ لیجئے جو آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں انشاء اللہ العزیز تمام شبہات زائل ہو جائیں گے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے:

واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا (پ ۱۶)

(مریم)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"یعنی جب تک زندہ رہوں، جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم ہو اس کی شروط و حقوق کی رعایت کے ساتھ برابر ادا کرتا رہوں گا۔ جیسے دوسری جگہ مومنین کی نسبت فرمایا الذین ہم عن صلواتہم دائمون اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح کی نماز کا حکم ہو، ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اس کی برکات و انوار ہمہ وقت ان کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے، ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے، (خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو) ہر وقت روزے رکھتا رہے، ہر وقت حج کرتا رہے۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی مادمیت حیا کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لفظ "صلوٰۃ" کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن نے ملائکہ اور بشر سے گزر کر تمام جہان کی طرف صلوٰۃ کی نسبت کی ہے۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ (نور، رکوع ۶) اور یہ بھی بتا دیا کہ ہر چیز کی تسبیح و صلوٰۃ کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوٰۃ و تسبیح کس رنگ کی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے معنی بھی اصل میں طہارت، نماز، برکت، مدح کے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن و حدیث میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیحؑ کی نسبت غلاما زکیا کا لفظ گزر چکا جو زکوٰۃ سے مشتق ہے اور یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا وحناما من لدنا و زکوہ سورۃ کف میں ہے خیرا منہ زکوہ و اقرب رحماء اسی طرح کے عام معنی یہاں بھی زکوٰۃ کے کیے جاسکتے ہیں اور ممکن ہے اوصافی بالصلوٰۃ والزکوہ سے اوصافی بان امر بالصلوٰۃ والزکوہ مراد ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا وکان یا مراہلہ بالصلوٰۃ و

الزکوہ پھر لفظ اوصافی اپنے مدلول لغوی کے اعتبار سے اس کو مقتضی نہیں کہ وقت ایفاء ہی سے اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ نیز بہت ممکن ہے کہ مادمیت حیا سے یہ ہی زمینی حیات مراد لی جائے۔ جیسے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ جابرؓ کے والد کو اللہ نے شہادت کے بعد زندہ کر کے فرمایا کہ ہم سے کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ ”مجھے دوبارہ زندہ کر دیجئے کہ دوبارہ تیرے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔“ اس زندگی سے یقیناً زمینی زندگی مراد ہے۔ ورنہ شہداء کے لیے نفس حیات کی قرآن میں اور خود اسی حدیث میں تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: قادیاںی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ محض افتراء اور جھوٹ تھا تو وہ حیات طبعی تک زندہ کیسے رہے۔ جو شخص خدا پر افتراء باندھے، وہ نہایت ذلت کی موت مرتا ہے۔ حیات طبعی تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر مرزا صاحب کا سلسلہ تو ان کے بعد بھی قائم ہے۔ اس مغالطے کی وضاحت کیجئے۔ (سائل فضل رحیم از شیخوپورہ)

ج: فلاح نہ پانا اور فائز المرام نہ ہونا، یہ صرف انہیں کفار سے خاص نہیں جو اللہ رب العزت پر افتراء کر کے اللہ پر جھوٹے دعوے کریں۔ بلکہ قرآن کی رو سے کوئی کافر بھی فوز و فلاح کا مستحق نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

انه لا يفلح الكافرون (پارہ ۱۸، المؤمنون)

ترجمہ: ”بے شک کافر فلاح نہیں پائیں گے۔“

اس آیت کی رو سے کوئی کافر خواہ وہ ہندو یا عیسائی، دہریہ ہو یا یہودی، ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ اب اس فلاح نہ پانے اور کامیاب نہ ہونے کو کسی خاص قسم کے کافروں سے مخصوص کرنا اور یہ کہنا کہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے، وہ فلاح نہیں پائے گا۔ یہ محض سینہ زوری اور تخم ہے۔ قرآن کریم اس خیال کی تائید نہیں کرتا۔ وہ شخص جو خدا پر افتراء باندھے، اور وہ شخص جو اللہ کی آیتوں اور نشانیوں کو جھٹلائے، قرآن میں دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا گیا ہے اور پھر دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ایسے ظالم ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

و من اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب

بناياته انه لا يفلح الظالمون۔ (پ ۷، انعام، ع ۳)

ترجمہ: ”اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر

جھوٹ باندھے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائے، بے شک ایسے ظالم ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔“

پھر ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب

بایاتہ انہ لایفلح المجرمون (پ ۱۱، یونس، ع ۲)
ترجمہ: ”اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے، جس نے خدا پر جھوٹ
باندھا یا اس کی آیات کی تکذیب کی۔ ایسے گنہگار یقیناً فلاح نہیں پائیں
گے۔“

ان آیات کریمہ میں مفتری علی اللہ اور مکذب بایات باللہ
دونوں کو ایک ہی حکم میں داخل کیا گیا ہے۔ پس اس عدم فلاح اور ناکامی کو مفتری
علی اللہ سے خاص کر نفہم قرآن سے خالی ہونے کی وجہ سے ہے۔
فلاح نہ پانے سے یہ مراد لینا کہ وہ عمر طبعی پوری نہ کریں گے یا دنیا میں کسی قسم کی
عزت نہ پائیں گے، یہ نظریہ بالکل غلط اور ہدایت کے خلاف ہے۔ جن لوگوں نے تاریخ
عالم کے خیب و فراز دیکھے ہیں اور نیکوں اور بدوں کی دنیوی تاریخ ان کی نظر سے
اوجھل نہیں، انہیں یقین ہے کہ ان آیات قرآنیہ میں کامیابی سے مراد دنیا کی کامیابی
نہیں بلکہ آخرت کی فوز و فلاح مقصود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس
کے تمام ساتھیوں سے خطاب فرمایا تھا:

قال لهم موسى ويلکم لا تفترون علی اللہ
کذبا فیسحتکم بعذاب و قد خاب من افتری
(پ ۱۶، طہ، ع ۳)

ترجمہ: ”موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا کہ تمہارے حال پر افسوس
ہے۔ خدا تعالیٰ پر تم افتراء نہ باندھتے، ایسا کرنے سے خدا تمہیں کسی عذاب
سے برباد کر دے گا بے شک جس نے خدا پر افتراء باندھا وہ نامراد اور خاسر
رہا۔“

اس آیت شریفہ میں فرعون اور اس کے ماننے والوں سب کو مفتری علی اللہ کہا گیا
ہے اور پھر سب کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ یقیناً نامراد رہیں گے۔ فرعون نے چار سو برس
تک حکومت کی اور اس مدت دراز میں اسے کبھی سردرد تک نہ ہوئی۔ مگر ہاں ہمہ وہ
قرآن کی رو سے غائب و خاسر اور محروم الفلاح تھا۔ مرزا صاحب اس آیت کا آخری
جملہ قد خاب من افتری تو پیش کرتے ہیں مگر پوری آیت نقل نہیں کرتے۔

تاکہ بات کھل نہ جائے اور حقیقت سے پردہ نہ اٹھ جائے کہ خدا پر افتراء باندھنے والے چار سو برس تک بھی کامیابی سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ یہ محض دنیوی زندگی ہے۔ حقیقی زندگی میں یہ لوگ ایک آن واحد کے لیے بھی فائز الفلاح نہیں کیے جاسکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: تاریخ کی رو سے کیا کسی شخص کی نشاندہی کی جاسکتی ہے، جس نے جناب پیغمبر اسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور پھر آخر عمر تک وہ باعزت اور محفوظ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا سلسلہ اس کے بعد بھی چلتا رہا ہو۔ اس کی بھی تحقیق مطلوب ہے۔ (فضل رحیم، از شیخوپورہ)

ج: انتہائے مغرب میں برغواطہ قوم کا ایک شخص صالح بن طریف گزرا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس پر ایک قرآن بھی اترتا ہے۔ اس قرآن کی بعض سورتوں کے نام یہ تھے سورۃ الدیک، سورۃ النمر، سورۃ آدم، سورۃ ہاروت وماروت، سورۃ غرائب الدنیا وغیرہ وغیرہ۔ صالح کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں مہدی اکبر ہوں، جس کی خبر خود آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔ دعویٰ نبوت کے ساتھ اسے اتنا فروغ ہوا کہ اپنے پورے علاقہ کا بادشاہ بن گیا۔ سینتالیس سال کے قریب اس نے حکومت کی اور اپنی تمام سیاسی اور مذہبی مہمات کا سربراہ رہا۔ اس کے بعد سرداری اس کے بیٹے الیاس کو ملی۔ اس نے پچاس سال کے قریب حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یونس برسر اقتدار آیا۔ جس نے اپنے دادا صالح بن طریف کے مذہب کو بہت ترقی دی اور چوالیس برس کے قریب حکومت کی۔ صالح بن طریف کے زمانے میں خلافت بغداد پر ہشام بن عبدالملک کا قبضہ تھا۔ مورخ شیرعلامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

زعم انه المهدي الاكبر الذي يخرج في اخر
الزمان وان عيسى يكون صاحبه ويصلي خلفه وان
اسمه في العرب صالح وفي سرياني مالک وفي
العجمي عالم وفي العبراني روبيا وفي البربري
دربا ومعناه الذي ليس بعده نبي (تاریخ ابن خلدون، ج ۶، ص ۲۰۷)

ترجمہ : "اس کا دعویٰ تھا کہ وہی مہدی اکبر ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہو گا اور حضرت عیسیٰ اسی کے ساتھی ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ عرب میں اس کا نام صالح تھا۔ سریانی میں مالک، عجمی میں عالم، عبرانی میں روبیا اور بربری میں دربا تھا اور اس کا معنی ہے الذی لیس بعدی نبی اس کے بعد اب کوئی اور نبی نہ ہو گا۔

یونس کے بعد صالح کا پڑپوتا ابو غنیر برسر حکومت آیا (یہ معاذ بن الیسع بن طریف تھا) اس کے متعلق فاضل ابن خلدون لکھتے ہیں:

واشتدت شوکتہ وعظم امرہ

ترجمہ : "اسے عظیم شوکت حاصل تھی اور اس کی حکومت بلند پایہ تھی۔"

ابو غنیر کے بعد ابو الانصار برسر اقتدار آیا۔ جس نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو بہت فروغ دیا۔ اس کے بعد ابو منصور عیسیٰ کا دور آیا جو برغواطہ کا ساتواں بادشاہ تھا۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

و ادعی النبوة و الکھانہ و اشتد امرہ و علا
سلطنتہ و دانت له قبائل الغرب (تاریخ ابن خلدون، ج ۶، ص ۲۰۷)

ترجمہ : "اس نے بھی نبوت اور غیب دانی کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت اور سلطنت بہت زور کی تھی اور مغرب کے تمام قبائل اس کے آگے سرنگوں تھے۔"

اس کے بعد اس خاندان کا سلسلہ نہایت ذلت سے ختم ہوا۔ ان حقائق سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دعویٰ کہ مہتری کے سلسلے کو بقاء نہیں ہوتی یا ضروری ہے کہ وہ بیس یا تیس سال کے اندر اندر ہلاک ہو جائے۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

مقام غور: علاوہ ازیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ کسی مدعی نبوت کا لازمی طور پر قتل

ہونا اگر اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہو تو پھر وہ پیغمبران کرام جو سچے ہو کر بھی مقام شہادت پا گئے اور انہیں ان کے مخالفین نے قتل کیا، ان کی صداقت کیوں کر مشتبہ نہ ہو جائے گی۔ جب لازم ممکن نہیں تو ملزوم بالبداہت خود بخود باطل ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ۳۲ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرما دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

قتل یحییٰ قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام (تفسیر ابی

السعود، ج ۲، ص ۲۶۲، تفسیر کبیر، ج ۲، ص ۶۶۳)

ترجمہ: "حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے سے بہت پہلے۔"

ایسا ہی تاریخ طبری، ج ۲، ص ۱۳، الاخبار الخوال، ص ۴۲، تاریخ کامل، ج ۱، ص ۱۰۴، فتوحات الیہ، ج ۱، ص ۷۲، تفسیر فتح البیان، ج ۱، ص ۱۲۰، بحر محیط، ج ۱، ص ۲۳۶، تفسیر جمل، ج ۱، ص ۷۲، کشاف، ص ۷۹، در مشور، ج ۴، ص ۲۶۲ اور تفسیر مراح لبید لامام النووی میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: وہ لوگ جو اس وقت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نے نبی کے دنیا میں بھیجے جانے کے قائل ہوں اور بالفعل کسی ایسے شخص کو نبی اور رسول قرار دیں جو پیغمبر اسلام کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوا تو سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا کیسا ہے؟ اور ان میں سے اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کے ساتھ گائے کی قربانی میں شریک ہو تو باقی چھ مسلمانوں کی قربانی شرعاً جائز سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلے کو تشریح کے ساتھ بیان کریں۔ (سائل عزیز احمد از نواب شاہ سندھ)

ج: مسئلہ کی تفصیل سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ شریعت کی رو سے ان منکرین ختم نبوت کا کیا حکم ہے؟ سو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسے تمام لوگ اکابر علمائے اسلام خصوصاً شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے متفقہ فیصلے کی رو سے کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ ان میں سے جو لوگ پہلے مسلمان تھے اور بعد میں وہ کسی نئی نبوت کے قائل ہوئے، شریعت اسلام انہیں مرتد قرار دیتی ہے اور جو عیسائیوں یا

ہندوؤں سے اس نئے مسلک میں آئے جو ان کے ہاں ہی پیدا ہوئے وہ شریعت کی رو سے زندیق ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مرتد اور زندیق کی سزا شرع میں ایک ہے۔ (مسوی عربی، شرح موطا، ج ۲، ص ۱۰۹)

اگر کہا جائے کہ یہ حضرات اگرچہ دین کے بعض ضروری مسائل کا انکار کرتے ہیں لیکن جب کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے ہیں تو مرتد کیسے ہو گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے تو یہ ضروری ہے کہ جمیع امور دہنہ پر ایمان ہو لیکن کافر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمام امور دہنہ کا ہی انکار ہو بلکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کر دینے سے بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ موجب کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے۔ ایمان میں جمیع کی قید ہے اور کفر میں یہ قید نہیں۔ شامی میں مرتد کی تعریف یہ ہے:

الراجع عن دين الاسلام ورکنها اجراء کلمه
نکفر علی اللسان بعد الایمان (شامی، جلد ۳، ص ۲۹۱)
مصر

ترجمہ: "دین سے ہٹ جانے والا مرتد ہے اور اس کی بنیاد مسلمان ہونے کے بعد کسی ایک کفریہ کلمہ کو اپنی زبان پر لانا ہے"
حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اسلام کے صرف ایک رکن زکوٰۃ کا انکار کیا تھا۔ نمازوں اور روزوں کو وہ بدستور مانتے تھے۔ مگر بایں ہمہ صحابہ کرامؓ نے انہیں مرتد قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ماتنین زکوٰۃ اور قتال ابی بکر کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب باندھا ہے:

باب قتل من ابی قبول الفرائض ومانسبوا الی
الردہ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۳)

یہاں صریح طور پر ردت اور ارتداد کے الفاظ موجود ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:

السف قد سموا مانعی الزکوة مرتدین مع
کونهم یصومون ویصلون (فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۴، ص ۲۹۱)

ترجمہ: ”سلف نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے۔ حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔“

امام الائمہ امام محمدؒ جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے:

من انكر شياء من شرائع الاسلام فقد ابطال قول
لاله الا الله (تفسير كبير، ج ۴، ص ۳۶۵)

ترجمہ: ”جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے، اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کر لیا“

امام ابن حزم علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وصح الاجماع ان كل من حجد شياء صح
عندنا بالاجماع ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى به فقد كفر وصح بالنص ان كل من
استهزا بالله تعالى او بملك من الملائكة او
بنبي من الانبياء او بايه من القران او بفريضه من
فرائض الدين فهي كلها آيات الله بعد بلوغ
الحجه اليه فهو كافر ومن قال نبي بعد النبي
عليه الصلوه والصلوه او حجد شيئا صح بان
النبي صلى الله عليه وسلم قاله فهو كافر (كتاب
الفصل، ج ۳، ص ۲۵۵)

ترجمہ: ”اس بات پر اجماع درست ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جو اجماعی طور پر حضورؐ کی تعلیم ہو، وہ کافر ہے اور یہ امر نص کے ساتھ ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرے یا اس کے فرشتے کے ساتھ یا قرآن پاک کی کسی آیت کے ساتھ یا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ یا دین کے فرائض میں سے کسی ایک فریضہ کے ساتھ استہزاء کرے اس کے بعد کہ اس تک جنت شرع پہنچ چکی ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص سرور دو عالم کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا قائل ہو یا

یہ بات کا انکار کرے، جو اس کے ہاں حضور کی تعلیم ہو تو وہ کافر ہے۔“
ایسے لوگوں کا ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، انہیں اہل قبلہ میں داخل نہیں کر دیتا۔ جب تک کہ تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لے آئیں۔ امام المتکلمین ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

اعلم ان المراد من اهل القبلة الذين اتفقوا
على ما هو من ضروریات الدین (شرح فقہ اکبر، ص ۱۸۹)
ترجمہ: ”اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین پر
ایمان رکھتے ہیں۔“
امام ابن حزمؒ ذرا تفصیل فرماتے ہیں:

اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من
يصدق بضروریات الدین ای الامور التي علم
ثبوتها الشرع و اشتهر فمن انكر شيئا من
الضروریات كحدوث العالم و حشر الاجساد و
علم الله سبحانه بالجزئيات و فرضيه الصلوة و
الصوم لم يكن من اهل القبلة ولو كان مجاهدا
بالطاعات (الفصل، ج ۴، ص ۵۷۴)

ترجمہ: ”متکلمین اسلام کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں
جو ساری ضروریات دین کو سچا مانیں اور ضروریات دین سے وہ امور مراد
ہیں جن کا ثبوت شرع میں اس طرح ہو کہ انہیں اسلام میں شرت کا درجہ
حاصل ہو۔ پس جو کوئی ایسے ضروری مسئلوں سے انکار کرے، جیسے دنیا کا
حادث ہونا، قیامت کو تمام جسموں کا اکٹھا ہونا، خدا تعالیٰ کے علم کا محیط ہونا،
نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں
ہو سکتا۔ اگرچہ عبادات میں وہ کسی قدر مجاہد ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت شاہ ولی
اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

ولا تكفر احدا من اهل القبلة الا بما فيه نفی

القادر المختار و عبادہ غیر اللہ و انکار المعاد و

النبی و سائر ضروریات الدین (العقیدہ الحنہ، ص ۹)

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ منکرین ختم نبوت کسی ایسے امر کا انکار کرتے ہیں یا نہیں جس کے نہ ماننے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ سو معلوم ہونا چاہی کہ ان میں تقریباً وہ تمام وجوہ موجود ہیں جو امام ابن حزمؒ کی تحریر میں موجود ہیں لیکن ان سب میں نمایاں ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا انکار ہے۔ ہمارا ان پر الزام ہے کہ تم خاتم النبیینؐ کے بعد ایک نئے نبی کے قائل ہو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں ہم ایک نئے نبی کی پیدائش کے بے شک قائل ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی ماننے والے کا حکم شرعاً کیا ہے؟ علامہ ابو شکور السامی لکھتے ہیں:

ومن ادعی النبوه فی زماننا فانه یصیر کافرا و
من طلب منه المعجزات فانه یصیر کافرا لانه لا
شک فی النص و یجب الاعتقاد بانہ ماکان لاحد
شرکہ فی النبوه لمحمدؐ بخلاف ما قالت
الروافض ان علیا کان شریکا لمحمدؐ و هذا منهم
کفر (التہمید)

ترجمہ: ”جو شخص اس زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس سے معجزہ طلب کرے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خاتم النبیینؐ کی نص میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ حضورؐ کی نبوت میں آپؐ کا کوئی شریک نہیں ہے بخلاف شیعوں کے۔
شرح فقہ اکبر میں ہے:

دعوی النبوه بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۱)

یعنی حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اجماعی طور پر کفر ہے۔ اجماع سے وہ اجماع مراد ہے جو صحابہ کرامؓ کا میلہ کذاب کے بارے میں منعقد ہوا تھا۔
حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ بانی دارالعلوم دیوبند ارشاد فرماتے

”اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا
احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔“ (جوابات
مذورات، ص ۱۰۳)

اس بات کے واضح ہونے کے بعد ایسے حضرات قطعاً مسلمان نہیں۔ اب دیکھنا یہ
ہے کہ مرتد کے ذبیحہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ درمختار میں ہے:
لا تحل ذبیحہ غیر کتابی من وثنی و محوسی و
مرتد (شامی، ج ۵، ص ۲۵۹)

ترجمہ: ”کتابی کے سوا کسی بت پرست، مجوسی، آتش پرست اور مرتد
کا ذبیحہ مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے۔“

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں
کے لیے کھانا حرام قطعی ہے۔ کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے۔ اسے یا تو واپس کر دینا
چاہیے یا دفن کر دینا چاہیے۔ حرام چیز کو عدا جانوروں کو بھی کھانا درست نہیں۔
و شرط کون الذابح مسلماً حلاً لا خارج الحرم.
ان کان صید فصید الحرم لا تحله الزکوة فی
الحرم مطلقاً او کتابیاً ذمیاً او حربیاً الا اذا سمع
منہ عند الذبح ذکر المسیح (ونحوہ فی البخاری، ج ۲،
ص ۸۲۸)

آپ نے جن منکرین ختم نبوت کے متعلق پوچھا ہے، وہ کتابی کے ذیل میں بھی
نہیں آسکتے۔ کیونکہ کتابی وہ ہے جو قرآن پاک سے پہلے کی کسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔
قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اوتوا الكتاب کے ساتھ من قبلکم موجود
ہے۔ جو شخص قرآن پاک پر ایمان کا اظہار کرتا ہے تو اگر اس کا ایمان صحیح معنوں میں
ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر صحیح معنوں میں نہیں تو کافر ہے، کتابی نہیں ہو سکتا۔ کتابی
یہود اور نصاریٰ ہی ہیں۔ شامی میں ہے:

”الکتابی من یعتقد دیناً سماویاً ای منلاً

بکتاب کا الیہود والنصارى (ثامی، ص ۳۸۰)

اسی طرح کلیات ابوالقاء میں ہے:

الکافران کان ہتدینا ببعض الادیان والکتاب

المنسوخہ فہو الکتابی (کلیات، ص ۵۵۳)

ترجمہ: "کتابی اس کافر کو کہتے ہیں جو کسی پرانے دین اور منسوخ کتاب

پر ایمان رکھتا ہو۔"

پس جب کہ منکرین ختم نبوت کتابی کے ذیل میں بھی نہیں آ سکتے تو ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے کسی طرح بھی حلال نہیں ہو سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجوسیوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے صاف لفظوں میں حرام فرمایا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عقائد کفریہ کا اثر ذبیحہ پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہؒ حضرت حسنؒ سے مرسلات نقل کرتے ہیں کہ حضورؐ نے "ہجر" کے مجوسیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا:

من لم یسلم ضربت علیہ الجزیہ غیرنا کحی

نسائہم ولا کلی ذبائحہم

ترجمہ: "ان میں سے جو شخص مسلمان نہ ہو اس پر جزیہ لگایا جائے۔

ہاں ان کی عورتوں سے نکاح درست نہیں اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور

مسلمانوں کے لیے کھانا حلال نہیں۔"

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کے اسناد کو جید قرار دیتے ہیں۔

(الدرایہ، ص ۳۸)

سیدنا حضرت امام بخاریؒ اپنی کتاب "خلق افعال عباد" میں جو مسائل کا امیہ میں

اہل علم کی بہت راہنمائی کرتی ہے، فرقہ جمیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

لا یسلم علیہم ولا یعادون ولا یناکحون ولا توکل

ذبائحہم۔

ترجمہ: "اس میں ایسے لوگوں کے ذبیحہ کے ناجائز ہونے پر صاف

تصریح موجود ہے۔"

نوٹ: یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ جو شخص اسلام سے اہل کتاب کے دین میں چلا جائے تو باوجودیکہ وہ اہل کتاب کے دین میں ہے۔ اسے حکم شرع میں کتابی نہیں کہا جائے گا۔ وہ مرتد کہلائے گا۔ کتابی وہ اسی صورت میں تھا کہ پہلے اسلام پر نہ ہوتا۔ پس ایسے شخص کا ذبیحہ کتابی کا ذبیحہ نہیں ہو گا بلکہ اسے مرتد کا ذبیحہ کہا جائے، جو مسلمان کے لیے حرام ہے۔ پس ایسے حضرات کتابی بھی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ دین اسلام سے تاویلا، منحرف ہو کر اس نئے دین میں گئے ہیں۔

خلاصہ مافی الباب یہ ہے کہ جس طرح ذبح ہونے والے جانور کے لیے کچھ شرطیں ہیں کہ حرام جانور نہ ہو، جیسے کتا، بلی، بندر وغیرہ اور نیز یہ کہ حدود حرم میں نہ ہو، اسی طرح ذبح کرنے والے کے لیے بھی کچھ شرطیں ہیں کہ وہ مسلمان ہو اور یہ کہ حالت احرام میں نہ ہو۔ اس کے علاوہ صرف کتابی کا ذبیحہ جائز ہے۔ بشرطیکہ بوقت ذبح صبح کا نام نہ لیا گیا ہو۔ جب تک ذبح کرنے والے میں ذبح کرنے کی شرطیں نہ پائی جائیں گی، اس کا ذبح کیا ہوا جانور وہی حکم رکھتا ہے جو مردار کے گوشت یا حرام جانور کے ذبیحہ کا ہے۔ پہلے معاملہ میں ذابح ہونے کی اور دوسرے معاملہ میں مذبح ہونے کی اہلیت مفقود ہے۔ بناء علیہ مرتد کے ذبیحہ میں اور ذبح کیے ہوئے حرام جانور میں مکمل کوئی فرق نہیں ہے۔ کھانا دونوں کا ایک مسلمان کے لیے حرام ہے۔

جس طرح مسلمان ان منکرین ختم نبوت کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اسے بے جا تعصب یا منافرت پر محمول نہیں کیا جاتا، اسی طرح انصاف یہ ہے کہ ان کے ذبیحہ کو بھی حرام سمجھا جائے اور اسے بے جا تعصب اور شرانگیزی پر محمول نہ کیا جائے۔ اگر وہ لوگ ہمارا ذبیحہ کھا لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں اہل کتاب میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ہمارا دین، دین ساوی ہے اور چونکہ ہمارے نزدیک وہ کتابی نہیں اور ان کا دین ہمارے دین سے پہلے کا نہیں بلکہ بعد کا ہے۔ اس لیے ہمارا اپنے عمل کو ان کے عمل پر قیاس کرنا درست نہیں ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب

قربانی کرنا ایک خالص اسلامی عبادت ہے۔ گائے کی قربانی میں جو سات افراد شریک ہیں، ان کی اس مجموعی عبادت کے سارے شرکاء کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

ان میں سے اگر ایک بھی ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا منکر ہو گا تو قربانی کسی کی ادا نہ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ، ۳۰ اپریل ۱۹۶۳ء)

س: بخد مت جناب حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم!
السلام علیکم!

سمندری میں ۲۲ اپریل کو دفتر بلدیہ سمندری کے چیئرمین کی زیر صدارت یوم اقبال منایا گیا، جس میں چند مرزائی بھی مدعو تھے۔ میں نے اقبال اور ختم نبوت کے موضوع پر تاریخی روشنی ڈالی، جس پر مرزائی مبلغ نے اعتراض کیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ کشمیر کمیٹی میں جب مرزا بشیر الدین محمود صدر تھے، ڈاکٹر اقبال نے استعفیٰ دیا تھا اور انجمن حمایت اسلام میں جب ڈاکٹر اقبال صدر تھے تو انہوں نے مرزائی ارکان انجمن حمایت اسلام سے خارج کر دیے تھے۔ میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر اقبال نے مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے پر بھی ایک بیان دیا تھا۔ مرزائی مبلغین نے ان سب امور کا انکار کیا ہے۔ اس لیے آپ ان موضوعات کے متعلق عوت کے باب الاستفسارات میں تفصیلاً بیان فرمائیں۔ بہت مشکور ہوں گا۔ (محمد علی جانہاز)

ج: یہ صحیح ہے کہ علامہ اقبالؒ جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے تو ان کی تحریک اور عام مسلمانوں کی تائید سے انجمن حمایت اسلام نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی تھی، جس کی رو سے مرزائی انجمن حمایت اسلام کے ممبر نہیں ہو سکتے تھے اور اس قرارداد کے مطابق اس وقت جتنے بھی مرزائی ممبر تھے، سب انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے خارج ہو گئے تھے۔ سمندری کے مرزائی مبلغ نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ آپ اسے لاہور لا کر انجمن حمایت اسلام کا ریکارڈ دکھا سکتے ہیں۔ ایسے روشن حقائق کا انکار بہت موجب تعجب ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۳۶ء کے وسط میں پنجاب کے مختلف مقامات کا دورہ کیا تھا اور مرزائیوں کی ایک سیاسی انجمن نے اس دوران میں پنڈت جی کو ایک دعوت استقبالیہ بھی دی تھی۔ اس پر بعض حلقوں سے مرزائیوں پر کافی اعتراضات ہوئے اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ میں ان اعتراضات کے جوابات

دیے تھے۔ ان جوابات کے ضمن میں مرزا بشیر الدین نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر اقبال نے احمدیوں کو عام مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کا رد کیا تھا۔ اس لیے ایسے شخص کا استقبال بالکل حق بجانب ہے۔ خلیفہ قادیان کا یہ خطبہ اخبار الفضل میں شائع بھی ہوا۔ الفاظ یہ ہیں:

”اگر پنڈت جواہر لال نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لیے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کو جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو، ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔“

(اخبار الفضل، ۱۱ جون ۱۹۳۶ء، ج ۲۳، شمارہ نمبر ۲۸، خطبہ جمعہ)

خط کشیدہ عبارت میں نہایت واضح اقرار ہے کہ مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کے محرک اول علامہ اقبال ہی تھے۔ پس سمندری کے مرزائی مبلغ کا انکار حقیقت پر مبنی نہیں۔

۳۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ انجمن حمایت اسلام کے ایک پرانے سرگرم رکن تھے۔ وہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت سے وابستہ تھے۔ علامہ اقبال کی اسی مذکورہ بالا تحریک کی بناء پر وہ بھی انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے علیحدہ کر دیے گئے۔ اس لیے علامہ اقبال کی یہ تحریک لاہوری جماعت پر بھی بہت گراں تھی۔ انہی دنوں لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی اخبار پیغام صلح میں یہ بیان شائع ہوا تھا:

”علامہ اقبال جیسے بلند پایہ انسان، جسے آج سے چار برس پہلے ایک

مسلمان کمیٹی کا صدر بنائیں، آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب

کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے اور جس جماعت کو

سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بتائیں، آج اسے کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب ہے کہ جو کچھ فتویٰ دیں، وہ آج کی تحریرات پر دیں۔“ (اخبار پیغام صلح، ج ۲۴، شمارہ ۲۸، فروری ۱۹۳۶ء)

گو ہمیں اس سے اتفاق نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے کے محرک علامہ اقبال تھے۔ اس وقت اس سے بھی بحث نہیں کہ پھر علامہ اقبال نے اس کمیٹی سے آخر کیوں استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس وقت ہمیں صرف یہ دکھانا ہے کہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں کے بیان کے مطابق مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کے محرک اول علامہ اقبال مرحوم ہی تھے۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ (لاہوری مرزائی) انجمن حمایت اسلام کے اس فیصلے کے پورے ایک ہفتہ بعد فوت ہو گئے تھے اور مرزائی اخبارات نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات اسی صدمہ سے ہوئی ہے کہ ملت اسلامیہ انہیں کس طرح پوری ملت سے کٹا ہوا سمجھتی ہے۔

پھر اخبار پیغام صلح کی اسی جلد کے شمارہ ۶۰ کی اشاعت میں یہاں تک مذکور ہے کہ ان دنوں اسمبلی کے امیدوار یہ عہد کرتے پھرتے تھے کہ اسمبلی میں جا کر:

”احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کروں گا۔“ (پیغام صلح، ۹ ستمبر، ۱۹۳۶ء)

علامہ اقبال کو اگر ایک وقت تک مرزائیوں کے تفصیلی نظریات کی اطلاع نہ ہو سکی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ علامہ اقبال کے اپنے نظریات میں کوئی کمزوری تھی۔ نہیں ان کا اپنا اعتقاد اس وقت بھی اتنا ہی پختہ تھا جتنا کہ بعد میں ظاہر ہوا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا ایک مضمون ۱۹۱۳ء کی ابتداء میں ”لمعات“ شائع ہوا تھا۔ جسے ”اخبار الفضل“ نے بھی جلد ۳ کے شمارہ ۱۰۵ میں نقل کیا تھا:

”وہ (ڈاکٹر اقبال) لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے، جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج تھے۔“ (الفضل، ۱۱ اپریل، ۱۹۱۳ء)

رہا یہ مسئلہ کہ قادیانی فرقہ کے نزدیک مرزا غلام احمد کا انکار ”مستلزم“ کفر ہے یا نہیں سو اس کے لیے اتنی بات یاد رکھئے کہ علامہ اقبال مرحوم پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے وابستگان میں سے تھے۔ پھر جب وہ مرزائیت کی حقیقت سے واقف ہوئے تو انہوں نے ان کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس پر مرزا صاحب نے انہیں لکھا کہ آپ کا نام نہ صرف جماعت سے بلکہ اسلام سے ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کا کچھ تذکرہ مرزا بشیر الدین کے بھائی مرزا بشیر احمد نے بھی سیرت المہدی کی تیسری جلد میں کیا ہے اور اس مسئلے کی بحث کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کا انکار ”مستلزم“ کفر ہے یا نہیں، احقر کی کتاب ”عقیدہ الامہ فی معنی ختم النبۃ“ میں نہایت مفصل طور پر موجود ہے۔ بہر حال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ علامہ اقبالؒ کی اسلامی خدمات میں سے عقیدہ ختم نبوت کی خدمت ملت اسلامیہ پر ایک ایسا احسان ہے کہ اسے بیان کرنے کے بغیر یاد اقبال کا کوئی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ کی (مولانا محمد علی صاحب) یہ ہمت لائق تحسین ہے کہ آپ نے سمندری کے اس جلسہ یوم اقبال میں علامہ اقبالؒ کی اس عظیم اسلامی خدمت کو تفصیل سے بیان کیا۔ رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ والسلام۔ (احقر خالد محمود عفا اللہ عنہ)

س: مرزائی کمپنی کے ایجنٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میلہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی تھی، وہ اس کی بغاوت کی بناء پر کی تھی۔ اس کی تحقیق مقصود ہے کہ کس بنا پر وہ چڑھائی کی گئی تھی؟ (سائل ماسٹر محمد ابراہیم)

ج: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میلہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی، وہ بغاوت کی بنا پر نہ تھی، انکار ختم نبوت کی بنا پر تھی۔ میلہ کے اہلچلی ایک مرتبہ خود حضور ختمی مرتبہ (ﷺ) کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور اپنے میلہ کذاب پر ایمان لانے کا اقرار کیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقكمما (سنن ابی داؤد، ج ۲، ص ۳۸۰)

ترجمہ: ”اگر اہلچلیوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔“

پھر آپ نے امیر کوفہ قرصہ بن کعب کو حکم دیا اور انہوں نے اسے برسرعام قتل کر دیا۔ اس طرح وہ سالہا سال پہلے کا فناء رسالت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔

سنن داری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان مرتدین کی مسجد کو بھی گرانے کا حکم دیا اور وہ نام نہاد مسجد منہدم کر دی گئی۔ (دیکھئے ”جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد“ ج ۱، ص ۲۸۴)

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے انہیں باغی سمجھا ہوا تھا یا مرتدین؟ اس کے لیے ہمیں ان کے بارے میں صراحت سے مرتدین کے الفاظ ملتے ہیں۔ صحیح بخاری کتاب الکفالة میں ہے:

قال جرير و الاشعث لعبدالله بن مسعود في المرتدين استبهم و كفلهم فتاير او كفلهم عشائرهم (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۰۶)

ترجمہ: ”جریر اور اشعث نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی توجہ اس طرف منعطف کرائی کہ آپ ان مرتدین کو توبہ کی طرف بلائیں اور ان کی کفالت کریں۔ پس وہ تائب ہو گئے اور آپ نے ان کے کنبوں کی کفالت فرمائی۔“

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ جنہیں مرزائی حضرات اپنے وقت کا مجدد تسلیم کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

انما قاتل بنی حنیفہ لکونہم امنوا بمسیلمہ الکذاب واعتقدوا بنبوۃ (منہاج السنہ، ج ۲، ص ۲۳، مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ”حضرت ابو بکرؓ نے بنی حنیفہ سے اس لیے جہاد کیا تھا کہ وہ مسیلہ کذاب پر ایمان لائے ہوئے تھے اور اس کی نبوت کے قائل تھے۔“

پس یہ خیال غلط ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی مذکورہ بالا چڑھائی بنی حنیفہ کی بغاوت کی بنا پر تھی، دعویٰ نبوت کی بناء پر نہ تھی۔ حافظ ابن تیمیہؒ یہ بھی لکھتے ہیں:

فان الصديق لم يقاتل احدا على طاعته ولا
الزم احد ببيعته (ايضاً ج ۲، ص ۲۳۱)
ترجمہ: ”حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کسی شخص کے ساتھ اس کی بغاوت
پر اپنی خلافت منوانے کے لیے جہاد نہیں کیا۔“

اس سے پہلے حافظ ابن تیمیہؒ اس پر اجماع ان لفظوں میں نقل کر چکے ہیں:
فلم نعلم احدا انكر قتال اهل اليمامة وان
مسيلمه الكذاب ادعى النبوه وانهم قاتلوه على
ذالك (ايضاً ج ۲، ص ۲۳۰)

ترجمہ: ”آج تک کسی نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ حضرت ابو بکرؓ
کا بنی حنیفہ سے جہاد میلہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی بناء پر ہی تھا۔“

پر مرزائی مبلغ کی مذکور فی السوال تاویل نہایت رکیک اور غلط ہے اور کسی حقیقت
پر مبنی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ)
س: مرزا غلام احمد کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ سلطنت برطانیہ کا خیر خواہ اور
انگریزوں کا ایجنٹ تھا مگر اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کی تردید میں وہ بہت
پیش پیش تھا۔ اگر وہ واقعی ان عیسائی قوموں کا نمک خوار تھا تو وہ پھر عیسائیوں کی تردید
میں اس قدر کام کیوں کرتا رہا؟ اس کا جواب ہفت روزہ دعوت میں دیں؟

ج: سلسلہ مرزائیت کے سربراہ اور قادیانیوں اور لاہوریوں ہر دو طبقوں کے
پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی خود اس تناقض سے پردہ اٹھا چکے ہیں۔ ان کی اپنی تحریر سے
زیادہ اور کوئی بیان اس مسئلہ کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب آنجنائی ۱۸۹۹ء کا
ایک تحریر میں عیسائی پادریوں کی سخت تحریروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ پیدا
ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان
کلمات کا کوئی سخت اشتغال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو
ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام
جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی

سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقال ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کاشنسن نے مجھے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہو گا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔

سویہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے، ایک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے بالمقابل بہت نرم تھی۔ گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خود سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے، جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں، ایک عزت کی نکاح سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں، جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں تمام

مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔

اول والد مرحوم کے اثر نے۔

دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے۔

سوم خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ (دیکھئے تبلیغ رسالت، ج ۸، ص ۵۱، ص ۵۳، مطبوعہ قادیان)

اس تحریر سے یہ بات نہایت واضح ہے کہ قادیانیوں کا مسیحی تبلیغات کا مقابلہ کرنا اسلام کی خیر خواہی کے لیے ہرگز نہ تھا۔ عیسائیوں قوتوں کو ہر ممکن اضمحلال اور کمزوری سے بچانے کے لیے یہ ان کا ایک حکیمانہ طریق کار تھا۔ اسلام کی خیر خواہی اگر کچھ بھی ان کے دلوں میں موجود ہوتی تو یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت جامعہ اور رسالت جاریہ کے بعد کسی قسم کی نبوت کے ملنے کے ہرگز قائل نہ ہوتے اور ان کا مرکز عقیدت مدینہ منورہ کی بجائے کسی صورت میں قادیان قرار نہ پاتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا خود عیسائیوں کے ہی خلاف کام کرنے لگے۔ یہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے، یہ فقط ظاہر ہے۔ حقیقت وہی ہے جسے مرزا صاحب آنجمانی خود سپرد قلم کر چکے ہیں۔ اس پر تعجب نہ کیا جائے کہ انہوں نے اپنا راز خود کیسے کھول دیا۔۔۔۔۔ یہ انگریزوں کو مطمئن کرنے کے لیے ضروری تھا۔ مرزا غلام احمد نے اسے صرف ایک اشتہار میں لکھا تھا، کتاب میں نہیں۔ یہ اس کے پیروؤں نے کیا کہ اس کے تمام اشتہارات کتابی شکل میں جمع کر دیے۔ واللہ اعلم بالصواب (کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ ۲۶ جون ۱۹۶۳ء)

س:

مکرمی و محترمی جناب علامہ صاحب قبلہ ۱

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے رحیم یار خاں مجلس کے دوران فرمایا تھا کہ مرزا غلام احمد نے اپنی عمر کے متعلق جو الہام شائع کیا تھا، وہ امر واقع کی روشنی میں بالکل غلط نکلا۔ قادیانی اس کا انکار کرتے ہیں اور حوالہ مانتے ہیں۔ براہ کرم مجھے اس کے مفصل

حوالہ جات سے مطلع کریں۔ ممکن ہے اس سے کچھ لوگوں کے عقائد درست ہو جائیں۔ (سائل عبدالحق، رحیم یار خاں)

ج: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!

مرزا صاحب نے جولائی ۱۸۸۷ء میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے:

یاتی علیک زمان مختلف بارواح مختلفہ وتری
نسلا بعید اولنحیینک حیوہ طیبہ ثمانین حولاً و
قرباً من ذلک۔

خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: "اور ہم تجھے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ اسی سال یا اس کے قریب قریب۔"

مرزا صاحب نے اپنی اس پیٹھ کوئی کا اشتہار شائع کیا تھا اور پھر اس الہام کو اپنی کتاب ازالہ اوہام، حصہ دوم میں بھی نقل فرمایا۔ مرزا صاحب اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیٹھوں یا بیان کی ہیں
در حقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لیے یہی کافی ہے۔" (ازالہ
اوہام، حصہ دوم، ص ۳۱۸، طبع دوم، قادیان)

اس تصریح سے یہ امر واضح ہے کہ اسی سال عمر ہونے کی یہ پیش گوئی مرزا صاحب کے صدق یا کذب کو جانچنے کے لیے کافی ہے۔ ہاں مرزا صاحب نے اس پیٹھ کوئی کو او
قرباً من ذلک یعنی یا اس کے قریب قریب کے الفاظ سے جس طرح گول کیا
ہے۔ اب ہم اس کی بھی تحدید کیے دیتے ہیں کہ اس سے مراد کیا تھی۔

مرزا صاحب حقیقتہ الوحی میں اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں:

اطال اللہ بقاءک اسی یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

(حقیقتہ الوحی، ص ۹۶، طبع قادیان)

پھر مرزا صاحب نے احتیاطاً اس کی اور توسیع کی۔ خود لکھتے ہیں:

”خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰ برس ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم“۔ (براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص ۹۷، ضمیمہ)

ان تصریحات کی روشنی میں مرزا صاحب کی عمر کم از کم ۷۴ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸۲ سال ہونی چاہیے تھی مگر افسوس کہ مرزا صاحب ان تمام پیچگیوں کو غلط ثابت کرتے ہوئے ۱۳۲۲ھ میں تقریباً ۶۶ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور وہ پیچگوئی جسے انہوں نے خود اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا، انہیں یکسر کاذب ٹھہرا گئی۔

مرزا صاحب کی عمر پر پہلا استدلال:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الامام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الامام سے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔“ (تریاق القلوب، ضمیمہ ۲، ص ۶۸، طبع اول، ص ۱۳۶، طبع سوم)

غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد و شمار سے اشارہ کر رہا ہے یعنی ۱۳۰۰ کا جو عدد اس نام سے نکلتا ہے، وہ بتلا رہا ہے کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کر رہا ہے۔ (تریاق القلوب، ص ۱۶، طبع اول)

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں سے یہ دو باتیں ثابت ہیں:

۱۔ مرزا صاحب تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر مجدد مبعوث ہوئے۔

۲۔ اس وقت مرزا صاحب کی عمر پورے چالیس برس کی تھی۔

مرزا صاحب کی وفات بالاتفاق ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہے۔ چودھویں صدی کے یہ چھبیس سال چالیس میں جمع کیے جائیں تو آپ کی کل عمر ۶۶ سال کے قریب بنتی ہے۔

مرزا صاحب کی عمر پر دوسرا استدلال:

خدا تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مدت گزشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۳۷۳۹ برس ابتداءً دنیا سے آنحضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔ (تحفہ گولڈویہ، ص ۹۴، طبع اول)

اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے وقت دنیا کی عمر ۳۷۳۹ سے گیارہ برس کم یعنی ۳۷۲۸ برس تھی۔ مرزا صاحب کی وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی جس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی وفات کے وقت دنیا کی عمر ۳۷۲۸ + ۱۳۲۶ = ۶۰۵۴ برس کے قریب تھی۔ اب مرزا صاحب کی پیدائش کا وقت ان کے اپنے بیان کی رو سے ملاحظہ کیجئے:

”اس حساب سے میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے“ (حاشیہ تحفہ گولڈویہ، ص ۹۵)

خلاصہ اینکه مرزا صاحب کی پیدائش اس وقت ہوئی جب دنیا کی پیدائش پر تقریباً ۵۹۸۸ سال گزر چکے تھے اور وفات اس وقت ہوئی جب دنیا کی عمر ۶۰۵۴ برس کے قریب تھی۔ اس مدت سے ۵۹۸۸ نکال دینے سے باقی ۶۶ سال ہی رہ جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی عمر کا یہ تعین ان کے دعویٰ اور الہامات پر مبنی ہے۔ ان کی بعثت اگر تیرہویں صدی کے ختم پر چودھویں صدی کے آغاز سے کچھ ایک دو سال پہلے تجویز کی جائے تو زیادہ سے زیادہ اس عمر کا تصور ۶۷ یا ۶۸ سال ہو سکے گا۔ اس سے زیادہ کسی صورت میں ممکن نہیں۔ مشہور انگریز سر لیبل گرین نے پنجاب چیفس Punjab Chiefs کے نام سے پنجاب کے زمینداروں کی ایک اہم تاریخ مرتب کی تھی۔ اس کی دوسری جلد میں مرزا صاحب کے خاندان کا بھی تذکرہ ہے۔ مورخ موصوف اس میں لکھتے ہیں:

”غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا، مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی

فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔“ (پنجاب چیفس، ج ۲،

مرزا صاحب کی وفات انگریزی حساب سے ۱۹۰۸ء کے اوائل میں واقع ہوئی۔
 ۱۸۳۹ء میں پیدائش ہو اور ۱۹۰۷ء کے اختتام تک مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال بنتی ہے۔
 قادیانی سلسلے کے خلیفہ اول جناب حکیم نور الدین صاحب بھی اپنی کتاب ”نور الدین“
 میں (جو مرزا صاحب کی زندگی میں ہی لکھی گئی تھی اور ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی) مرزا
 صاحب کی تاریخ پیدائش ان الفاظ میں لکھی ہے:

”سن پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ۱۸۳۹ء۔“

(نور الدین، ص ۷۰، مطبع ضیاء الاسلام قادیان)

الہامات پر مبنی عمر ۶۶ سال ہو یا تاریخی واقعات پر مبنی ۶۸ سال ہو، ہر دو اعداد عمر
 مرزا غلام احمد کے اس الہام کو غلط ثابت کرنے کے لیے کہ ان کی عمر کم از کم ۷۴ سال
 ہوگی اور زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال کی ہوگی، کافی دوانی ہیں۔

اب ہم مرزا صاحب کی اس عبارت کو پھر پیش کرتے ہیں، جو انہوں نے اسی سال
 کی عمر کی پیٹھ کوئی تحریر فرمانے کے مقصد بعد لکھی ہے:

”اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیٹھوں یاں بیان کی ہیں،

در حقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لیے یہی کافی ہے۔“ (ازالہ

ادہام، ص ۳۱۸، طبع دوم)

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ قادیانیوں نے مرزا صاحب کے خلاف الہام و وفات
 سے سبق لینے کی بجائے آپ کے واقعات عمر میں ہی رد و بدل کرنا شروع کر دیا۔ وفات
 کی تاریخ تو وہ نہ بدل سکتے تھے، ناچار انہوں نے تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع
 کر دیا۔ تاکہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیٹھ کوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

یاد رہے کہ مرزا صاحب کی زندگی میں ان کی پیدائش کبھی زیر اختلاف نہیں آئی۔
 ہم نے مرزائیوں کو بار بار چیلنج دیا ہے کہ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کا کوئی اختلاف وہ
 مرزا صاحب کی زندگی کے واقعات سے پیش کریں اور بتائیں کہ کبھی ان کے حین حیات
 بھی اس موضوع میں کوئی اختلاف رونما ہوا ہو۔ اگر یہ اختلافات سب مرزا صاحب کی
 وفات کے بعد ہی اٹھے ہیں تو کیا یہ خود اس امر کا ثبوت نہیں کہ اس کا واحد سبب مرزا

صاحب کی وہ الہامی پیش گوئی ہے، جس پر مرزا صاحب کی مدت حیات کسی طرح منطبق نہ اتر سکی۔ مرزا ابیہ الدین محمود نے سیرت مسیح موعود کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا، جو اب پانچویں بار ربوہ کے مرکز جدید سے شائع ہوا ہے۔ اس میں جماعت کے خلیفہ نے سریپل گریفین کی کتاب ”پنجاب چیفس“ سے مرزا صاحب کا سن پیدائش نقل کرنے میں کھلم کھلا تحریف اور خیانت کی ہے۔ مرزا محمود اس رسالہ کے ص ۵ پر اسے یوں نقل کرتے ہیں:

”غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا، مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا۔“ (سیرت مسیح موعود، ص ۵، مصنفہ مرزا ابیہ الدین محمود)

مرزائی حضرات سے دو سرا سوال:

- ۱۔ اپنے قدیم تحریری ذخائر سے یہ ثابت کریں کہ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کے متعلق اختلاف کبھی ان کی زندگی میں بھی اٹھا ہو۔
 - ۲۔ مرزا محمود نے پنجاب چیفس کے حوالے سے مرزا صاحب کا سن پیدائش نقل کرنے میں تحریف اور خیانت نہیں کی؟
- نقل کو اصل کے مطابق ثابت کر کے خلیفہ صاحب سے بددیانتی کے اس داغ کو دور کریں۔

الحاصل مرزا صاحب کی عمر ۶۶ اور ۶۷ سال کے قریب ہی بنتی ہے اور کسی صورت میں بھی ۷۴ سال ثابت نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب اپنی خلاف الہام وفات سے اپنے دعوؤں کی پوری طرح تکذیب کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (کتبہ خالد محمود، عفا اللہ عنہ، ۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

س: آنحضرت ﷺ نے نصاریٰ نجران کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا انہوں نے اسے منظور نہ کیا نہ مباہلہ ہوا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی امتی بھی کسی کو مباہلے کا چیلنج دے سکتا ہے؟ اور کیا یہ چیلنج کسی مسلمان کو بھی دیا جاسکتا ہے یا صرف غیر مسلموں کے

لیے ہی ہے؟

ج: ہاں امتی بھی اگر کسی موضوع پر اپنے آپ کو یقین پر تصور کرے اور دوسرے کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ حقیقت سمجھ رہا ہے مگر ضد کر رہا ہے تو پھر ایسے شخص سے بھی مباہلہ ہو سکتا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۷ھ) آیت تطہیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقال عكرمه من شاء باهلته انه نزلت في شان
نساء النبي ﷺ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، ص ۴۸۳)

ترجمہ: ”عکرمہ نے کہا یہ آیت حضور کی ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔“

حافظ ابن ہمام اسکندری (۸۶۱ھ) التحریر میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کا ترک عول پر دوسرے صحابہ حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے اختلاف چلا۔ آپ نے فرمایا:

من شاء باهلته ان الله تعالى لم يجعل في مال
واحد نصفاً ونصفاً وثلاثاً (التحریر، ص ۵۳۳، مصر)

ترجمہ: ”جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں اللہ تعالیٰ نے کسی مال کے حصے یوں نہیں ٹھہرائے نصف اور نصف اور ثنائی۔“

قرآن کریم میں حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔ (دیکھئے پ ۲۸، الطلاق، آیت ۶) اور دوسری عورتیں جن کے خاوند فوت ہو جائیں ان کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ (دیکھئے پ ۲، البقرہ، آیت ۲۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان لوگوں کے خلاف جو کہتے تھے کہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے، اس کی عدت وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے جو زیادہ ہو، اس کے مطابق ہوگی۔ استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں ایسا نہیں۔ سورۃ طلاق (سورۃ نساء صغریٰ) نے پہلا حکم (چار ماہ اور دس دن والا) اس کے حق میں (حاملہ کے حق میں) منسوخ کر دیا ہے۔ علامہ سرخسی (۴۹۰ھ) لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں اس پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں:

قال ابن مسعود رضي الله عنه في عده

المتوفى عنها زوجها اذا كانت حاملا محتجابه
على من يقول انها تعتد بابعد الاجلين فنه قال
من شاء باهلته ان سورته النساء القصرى (واولات
الاحمال اجلهن) نزلت بعد سورة النساء الطولى
(يتربصن بانفسهن) فجعل التاخر دليل النسخ
(اصول الرضى، ص ۲۰)

سورة النساء الطولى سورة البقر کا ایک دوسرا نام ہے جیسے سورة الطلاق کو سورة
النساء القصرى سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ پیغمبر ہی مباہلہ کی دعوت دے امتی
بھی بنا بریقین کامل اس کی دعوت دے سکتا ہے اور یہ دعوت مسلمانوں کو بھی دی جاسکتی
ہے بشرطیکہ وہ بھی اپنے یقین اور قطعیت کے مدعی ہوں۔

مباہلے کا موقعہ:

آنحضرت ﷺ نے نصاریٰ نجران سے پہلے مباہلہ کیا تھا پھر انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا
تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مباہلہ میں وہی آئے جو پہلے مباہلہ میں آچکا ہو۔ جس شخص
کو موضوع زیر بحث سے کبھی کوئی پالانہ پڑا ہو، نہ کوئی مناسبت رہی ہو، نہ کبھی اس نے
اس موضوع پر مباہلہ کیا ہو، اس کا مباہلہ کے میدان میں اترنا ایک خود نمائی کے سوا کوئی
درجہ نہیں رکھتا۔ صاحب واقعہ کسی کو اس قسم کا چیلنج دے، یہ اور بات ہے۔ قرآن
کریم میں پہلے مباہلہ کا ذکر ہے۔ پھر اس پر مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم
فقل تعالوا..... ثم بنته (پ ۳، المائدہ، آیت ۶۱)

ترجمہ: ”سو پھر جو کوئی تجھ سے جھگڑا کرے اس میں بعد اس کے کہ آ
چکا تمہارے پاس علم تو آپ کہہ دیں آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے..... پھر ہم سب
اتجا کریں (اللہ سے) اور لعنت کریں ان پر جو جھوٹے ہیں۔“

س: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل دوازدہ کے بارے میں۔ پیش نظر رہے کہ مسائل اہل سنت و الجماعت عقیدے سے تعلق رکھتا ہے اور اسی کے مطابق جوابات کا طالب ہے۔ (ابراہیم محمد زمکا معلم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

- ۱۔ امتی کی صحیح تعریف کیا ہے؟
- ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ امتی ماننا جزو ایمان ہے یا نہ؟
- ۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی رہیں گے یا نہ؟ اگر ان کو کوئی نبی نہ مانے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو گا؟
- ۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نزول وحی آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو وہ وحی نبوت ہوگی یا وحی الہامی؟
- ۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مثل دیگر انبیاء کے معصوم تسلیم کیے جائیں گے یا نہیں؟
- ۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسب سابق نبی کی حیثیت سے ماننے میں اور ان پر وحی آنے کے قائل ہونے سے ختم نبوت کے مسئلہ پر اثر پڑنے کا اشکال صحیح ہے یا غلط؟
- ۷۔ جو یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے مگر امتی نہ ہوں گے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا نہیں؟
- ۸۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ افضل الامہ ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہوں نے دنیوی زندگی میں حضور کو بحالت ایمان معراج کی رات دیکھا تھا؟
- ۹۔ حضرت امام ممدی اور حضرت عیسیٰؑ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا یہ دو علیحدہ علیحدہ اشخاص ہیں؟
- ۱۰۔ حضرت عیسیٰؑ کا قبلہ تو بیت المقدس تھا۔ آپ نازل ہونے کے بعد کس طرح حج کریں گے اور مکہ آئیں گے؟
- ۱۱۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے لو کان سو سی وعیسیٰ حمین لما وسعہما الا اتباعی اگر

یہ حدیث ہو تو کیا اس میں صاف مذکور نہیں کہ حضرت عیسیٰ اب زندہ نہیں ہیں؟
 ۱۲- حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے پر یہود و نصاریٰ ہر دو ملتیں ختم ہو جائیں گی تو کیا خفی،
 ماکہ، شافعی، حنبلی کے فقہی امتیازات باقی رہیں گے یا نہیں یا سب کا مسلک فقہی بھی
 ایک ہو جائے گا۔

آپ کے سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

حامد او معلیٰ و مبسملا اما بعد!

۱- امت سے مراد مقتدی ہیں۔ جو لوگ کسی مقتدا کی اقتدا پر جمع ہوں وہ اس کے
 امتی ہوں گے۔ جس طرح نخبہ کے معنی منتخب کے اور رحلہ کے معنی مرحول الیہ کے
 ہیں۔ اسی طرح لفظ امت فعل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہیں، جس کی امامت کی
 گئی، وہ امت ہے۔

اقتداء کرنے والے جب کسی مقتدا پر اتفاق کر لیں تو جماعت بنتی ہے۔ اس پہلو
 سے امت اور جماعت ”اللیل من الناس“ کو کہا جاتا ہے۔ حق پر جمع ہونے والے افراد
 بھی ایک امت شمار ہوتے ہیں۔ کما نص علیہ صاحب القاموس لیکن یہ معنی مجازی ہوں
 گے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جن لوگوں کے لیے آپ کی بعثت
 ہوئی وہ سب آپ کی امت ہیں۔ آپ جن لوگوں کے لیے پیشوا قرار پائے، وہ سب آپ
 کی امت دعوت ہیں اور مکلف ہیں کہ آپ کی بات مانیں۔ جنہوں نے مان لیا، وہ امت
 اجابت بن گئے۔ امت اجابت سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی دعوت اور آپ کی
 تعلیمات پر جمع ہو گئے۔ امتی وہ ہے جس کو علم دین پیغمبر سے ملے اور پیغمبر وہ ہے جسے علم
 دین خدا سے ملے۔ اگر کوئی امتی دعویٰ کرے کہ مجھے علم خدا سے ملتا ہے اور علم دینی
 نوعیت کا ہے تو وہ امتی ہونے سے نکل جاتا ہے۔ اب اس کے لیے دو ہی صورتیں ہیں۔
 یا وہ پیغمبر ہو یا کذاب۔۔۔۔ امتی وہ کسی صورت میں نہیں رہا۔

۲- حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل صاحب شریعت اور صاحب امت نبی تھے۔

قیامت سے پہلے دنیا میں ایک دفعہ پھر تشریف لائیں گے۔ آپ کے بعد حضور خاتم النین ﷺ تشریف لائے تو آپ کی امت ختم ہو گئی۔ نئے نبی پر نبی امت بنتی ہے۔ جب یا نبی آئے تو ایک اور امت بن جاتی ہے۔ اب اس دور کے لیے صاحب امت نبی حضور خاتم النین ﷺ ہیں۔ مگر چونکہ پہلے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی وفات نہیں آئی اور قیامت سے پہلے آپ کی دوبارہ تشریف آوری بھی مقدر تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایک درجے میں باقی رکھا۔ وہ درجہ اہل کتاب کا ہے۔ آپ چونکہ شریعت تورات کے بھی کسی حد تک پیرو تھے، اس لیے اہل تورات کو بھی اہل کتاب میں رکھا گیا۔ یہود و نصاریٰ دونوں امتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر آپ پر تشریف لے آئیں گی اور مسلمان ہو جائیں گی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کلیتہً ختم ہو جائے گی۔ سب اہل کتاب آپ پر صحیح تفصیل سے ایمان لا کر امت محمدی میں شامل ہو جائیں گے اور یہ دور، دور محمدی ہو گا۔ قرآن کریم میں ہے:

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته و
يوم القيامة يكون عليهم شهيداً۔ (پ۶، النساء، ع ۲۲)
ترجمہ: "اور اہل کتاب سے کوئی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ حضرت
عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے وہ ضرور ایمان لے آئے گا اور آپ قیامت
کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔"

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک صاحب امتی نبی جب صاحب امت نہ رہے اور زندہ
بھی ہو تو وہ کس درجے میں شمار ہو گا۔ کیا وہ نبی ہو گا یا اپنے وقت کے نبی کا تابع ہو گا؟
جواب یہ ہے کہ وہ اپنی پوری امت کے ساتھ امت محمدی میں شامل ہو جائے گا اور
اپنے اسی نئے دور زندگی میں حضور ﷺ کی اقتداء کرے گا اور آپ کی امت ہو کر
رہے گا۔ نبی ہونے کے باوجود اس کی نبوت نافذ نہ ہوگی۔ یہ نہیں کہ ان حالات میں ان
سے نبوت واپس لے لی جائے گی۔ شرح مواقف میں ہے:

لا يتصور عزله عن كونه رسولا (شرح مواقف، ص ۷۲)
ترجمہ: "آپ کے رسالت سے معزول کیے جانے کا تصور بھی نہیں کیا

جاسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تشریف آوری کے فوراً ساتھ مسلمانوں کی امامت فرماتے تو اس میں دور محمدی کے ختم ہونے کا ابہام تھا۔ آپ دوسری تشریف آوری پر پہلی نماز حضور ﷺ کے امتی کی اقتداء میں پڑھیں گے اور اس سے آپ خود بھی امتی ہو جائیں گے۔ آپ کا حضور ﷺ کے امتی کی اقتداء کرنا گویا اعلان ہو گا کہ یہ دور 'دور محمدی' ہے اور پچھلے ایک نبی کے آنے پر بھی وہ دور محمدی ہی رہے گا۔ تاہم آپ رسالت سے معزول نہ ہوں گے۔ جب موت پر بھی رسالت منقطع نہیں ہوتی تو اگر موت بھی نہ آئی ہو تو رسالت کے ختم ہونے کا سوال بالکل بے موقع ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ کوئی مرتبہ عطا کر کے چھین لینا اس کی شان کریمی کے خلاف ہے۔ سو حق یہ ہے کہ ان کی آمد ثانی پر نبوت آپ سے منسوب نہ ہوگی، صرف اس کا حکم نافذ نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ دور دور محمدی ہے اور اس میں حضور ﷺ کی ہی روحانی بادشاہی ہے۔ ایک بادشاہ کسی دوسرے ملک میں جائے تو وہ بادشاہ تو رہتا ہے لیکن اس کی بادشاہی وہاں نافذ نہیں ہوتی۔ اس کا حکم نہیں چلتا۔ وہاں اسی کی بادشاہی چلے گی، جس کا وہ ملک ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نبی کے الفاظ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس دور ثانی میں نبی اور وحی کے الفاظ حدیث شریف میں ملتے ہیں۔ حضرت نواس بن معانؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ثم ياءتى عيسى قوم قد عصمهم الله منه
فصيح عن وجوههم و يحدتهم بدرجاتهم فى
الجنة فبينما هو كذلك اذا وحي الله الى عيسى
عليه السلام..... ثم يهبط نبى الله عيسى عليه
السلام واصحابه الى الارض فلا يحدون فى الارض
(مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۰۱)

اس حدیث میں صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے وحی خداوندی آنے اور آپ کے لیے نبی اللہ کے الفاظ ملتے ہیں۔

۴۔ معلوم رہے کہ یہ قانونی وحی نہیں کہ آپ اس کی تصدیق کی کسی کو دعوت دیں اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار پائے۔ بلکہ یہ وحی عملی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت ہوگی اور آپ اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس قسم کی وحی کے لیے جبرائیل کی آمد کا کتب حدیث میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو یہ وحی الہامی ہے۔ وحی رسالت نہیں۔ نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی قیامت تک کے لیے مسدود ہے۔ آپ شریعت کے طور پر حضور ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات و انجیل کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم بھی دے دی تھی۔ قرآن کریم میں ہے:

ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراه والانجيل
(پ ۳، آل عمران)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو سکھائے گا قرآن و حدیث اور تورات و انجیل۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دور محمدی پانا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن و حدیث کی تعلیم نہ دیتے۔ کتاب و حکمت قرآن کے محاورے میں کتاب و سنت کا نام ہے۔

قدوة المتكلمين الشيخ ابو منصور البغدادی (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں:

كل من اقرب نبوه نبينا محمد اقربا نه خاتم
الانبياء و الرسل و اقربا بيد شريعته و منع من
نسخها و قال ان عيسى عليه السلام اذا انزل من
السماء ينزل بنصرته شريعته الاسلام (اصول الدين، ۱۶۳)
ترجمہ: ”ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا“
اس نے مان لیا کہ حضور خاتم الانبياء و الرسل ہیں۔ اس نے مان لیا کہ آپ
کی شریعت ہمیشہ تک رہے گی، کبھی منسوخ نہ ہوگی۔ سو اس نے یہ بھی مان لیا

کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو حضور ﷺ کی شریعت کی نصرت کے لیے آئیں گے اپنی نبوت کی دعوت نہ دیں گے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید
ایں مذہب خواہد کرد کہ شان او ازاں بلند تر است کہ تقلید علمائے امت
فرماید (مکتوبات دفتر دوم، مکتوب ۵۵، ص ۱۰۷، لکھنؤ)

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق نہ ہو گا نہ یہ کہ وہ حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے۔ آپ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ آپ اس امت کے علماء کی تقلید کریں۔

اس عبارت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ عام علماء امت کی طرح اس امت میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ آپ رواۃ اور اجتہاد شریعت محمدی کے تابع ہی ہوں گے۔ ایک دوسرے مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او
خواہد کرد و بنو ان امت او خواہد بود (دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶، ص ۸)

اس میں تصریح ہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) حضور ﷺ کے امتی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی پر ایک جلالی شان سے تشریف لائیں گے۔ سب یہود و نصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ کی تشریف آوری علامات قیامت میں سے ہوگی۔ سو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اس آمد ثانی پر آپ پر ایمان نہ لائے۔ قرآنی آیت لیوم ننزل بہ قبل موتہ میں آپ پر صحیح ایمان لے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔ ہر کچے کچے مکان میں کلمہ اسلام داخل ہو جائے گا۔

۵۔ معصومیت لوازم رسالت میں سے ہے اور یہ لوازم ذات میں سے ہے۔ جب نبوت آپ سے مسلوب نہیں تو ظاہر ہے کہ عصمت بھی آپ سے منفتی نہ ہوگی۔

آپ سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو گا جو نبی کی شان عصمت کے خلاف ہو۔
 ۶۔ آپ کی دوبارہ تشریف آوری عقیدہ ختم نبوت کے ہرگز خلاف نہیں۔ سیدنا
 ملا علی قاریؒ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

اقول لا منافاه بین ان یکون نبیا و یکون متابعا
 لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان احکام
 شریعتہ و اتقان طریقتہ و لو بالوحي الیہ
 کمایشیں الیہ قوله صلی اللہ علیہ وسلم لو کان
 موسیٰ حیالما وسعه الاتباعی ای مع وصف النبوه
 و الرساله و الامع سلبها لایفید زیادہ المزیہ
 فالمعنی انه لا یحدث بعده نبی لانه خاتم النبیین
 السابقین۔ (مرقات، ج ۵، ص ۵۶۳)

ترجمہ: ”حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زمین
 پر زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ یعنی وہ نبوت اور
 رسالت سے موصوف ہونے کے باوجود میری اطاعت کرتے۔ کیونکہ نبوت
 اور رسالت کے بغیر حضرت موسیٰ کے آپ کا مطیع ہونے سے حضور تاجدار
 ختم نبوت کے مطاع ہونے میں کسی فضیلت کا اہار نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ
 مقام مدح ہے۔ پس واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر ان کا
 نبی ہونا آیت ”خاتم النبین“ اور حدیث ”لانی بعدی“ کے خلاف نہیں۔ ان
 دونوں کا صحیح مطلب جو امت نے سمجھا ہے، یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی
 پیدا نہیں ہو گا۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر نبی بھی ہوں گے اور
 حضور ﷺ کے امتی بھی۔ امتی نہ بھی کہیں تو حرج نہیں۔ معین تسلیم کرنا
 اور آپ کو تابع شریعت محمدی ماننا ضروری ہو گا۔ جو یہ کہے کہ آپ شریعت
 محمدی کا اتباع تو کریں گے لیکن امتی نہ ہوں گے، وہ اسلام سے خارج نہیں
 ہوتا۔

آپ کی ذات گرامی میں چونکہ یہ دونوں وصف شامل ہوں گے۔ یعنی نبی بھی اور امتی بھی تو مناسب تھا کہ اس امت میں افضل الامتہ علی الاطلاق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی سمجھے جائیں۔ اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امتی نہیں، ساتھ نبی بھی ہوں گے۔ گو ان کی نبوت ناذنہ ہو اور جو افراد صرف امت ہیں، ان سب کے سردار حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔

۸۔ آپ کے لیے امتی ہونا یا معین الامتہ ہونا علماء اسلام کے ہاں مختلف فیہ تعبیریں ہیں۔ کسی نے آپ کے امت ہونے کا انکار کیا اور معین الامتہ وغیرہ کی تعبیر اختیار فرمائی۔ سو اس اختلاف کے پیش نظر مناسب تھا کہ آپ کو علی الاطلاق افضل الامتہ کہا جائے۔ سو اس خطاب کے لائق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی رہے۔

حضور ﷺ کی ساری امت کا حشر آپ کے ساتھ ہو گا۔ دیگر سب امتیں اپنے اپنے نبی کے ساتھ ہوں گی۔ قرآن کریم میں ہے:

فكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (پ۵، النساء، ۶۴)

ترجمہ: ”پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا کر کے لائیں گے۔“

اس آیت کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حشر اپنی امت سابقہ کے ساتھ ہی ہو گا۔ حضور ﷺ کی امت میں نہ ہو گا۔ الا یہ کہ بعض علماء کی بات مان لی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے دو حشر ہوں گے۔ یہ قول بے شک موجود ہے۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی آمد ثانی پر ایمان لائیں گے، گو اس کے معابد وہ لوگ امت محمدیؐ میں داخل ہو جائیں گے اور آپ کی امت ختم ہوگی۔ لیکن ان کے ایمان لانے کی گواہی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دیں گے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

وَأَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَ

يوم القبامه يكون عليهم شهيداً- (پ۶، النساء ۲۲)

ترجمہ: ”اور کوئی نہ رہے گا اہل کتاب سے مگر یہ کہ ضرور ایمان لائے

گا عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علیحدہ حشر پر جو آپ کا اپنی امت کے ساتھ ہوگا، ایک

اور شہادت ملتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک اور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم

شهيداً ما دمت فيهم (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۶۵)

ترجمہ: ”سو میں کہوں گا وہی بات جو عہد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ

السلام) پہلے کہہ چکے ہوں گے کہ میں ان پر (عیسائیوں پر) اسی مدت تک گواہ

تھا جب تک میں ان میں رہا۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت پر گواہی دیں گے گو وہ اس دور

تک کی ہی ہو جب تک وہ ان میں رہے تھے اور حضور ﷺ اپنی امت پر گواہی دیں

گے۔ حضرت عیسیٰ کے لیے قال کا صیغہ ماضی اقول کی نسبت سے ہے کہ حضور جب یہ

کہیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ اپنی بات کہہ چکے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی

کے بعد کے کسی حال پر اس لیے گواہی نہ دیں گے کہ یہ دور محمدیؐ ہے۔ اس پر کوئی اور

نبی گواہی کیسے دے سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ خود حضور ﷺ کی امت میں شامل ہوں

گے۔

لحوظ رہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تشبیہ صرف اس

میں ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی اس وقت تک کے گواہ ہوں گے جب تک وہ ان میں رہے

اور حضور ﷺ نے بھی اسی وقت تک کے حالات براہ راست دیکھے ہوں گے، جب

تک آپ ان میں رہے۔ باقی رہی اگلی بات کہ بعد کے حالات دونوں پیغمبروں کے اپنے

اپنے تھے اور دونوں کی توفی اپنے اپنے طور پر ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی پہلے

زندہ اٹھا کر ہوئی اور حضورؐ کی اس کے بغیر۔ سو اس میں یہاں تشبیہ نہیں ہے۔ شبہ اور

شبہ بہ میں کسی پہلو سے تشبیہ ہو جائے تو ارادہ تشبیہ پورا ہو جاتا ہے۔ ہر پہلو سے

مشابہت ضروری نہیں۔ کما لا يخفى على من له ادنى معرفه في

العلم

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور حضرت مہدی اس امت میں پیدا ہوں گے مگر شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کی ولادت نہیں ہوگی، ظہور ہوگا۔ ولادت ان کی ہزار سال پہلے سے ہو چکی ہے اور اس وقت وہ کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ آپ قیامت سے پہلے ظہور کریں گے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں امام مہدی عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے، کسی غار سے نہ نکلیں گے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

کیف انتم اذا انزل فیکم ابن مریم فامکم منکم (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۸۷)

ترجمہ: "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہاری امامت وہ کرائے گا جو تم میں سے ہوگا۔"

پھر دونوں کا امامت کے لیے ہم کلام ہونا بھی حدیث میں مذکور ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ یہ اس امت کا اعزاز و اکرام ہے کہ امامت اسی کی رہے تو اس سے صریح طور پر دونوں کا علیحدہ علیحدہ شخصیت ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے اسرائیلی نبی تھے۔ اسرائیلی شریعت میں بیت اللہ شریف کا حج نہیں۔ کعبہ مشرفہ اسماعیلی تعمیر ہے اور اسی کی تولیت اور تعمیر اس سلسلہ میں رہی ہے۔ حضور ﷺ اسماعیلی ہیں اور آپ کی شریعت میں حج اسی گھر کا قصد کرنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر اس گھر کا حج اور عمرہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ فوجِ روحا کے مقام سے احرام باندھیں گے اور تبلیہ پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا اولیشینھما (صحیح مسلم، ج ۱)

اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد شریعت محمدیؐ کی اتباع کریں گے۔ نماز میں بیت اللہ شریف کا رخ کریں گے اور اسی کے گرد طواف فرمائیں گے اور آپ حضورؐ کی تابعداری کرنے والے ایک فرد ہوں گے۔ اس حیثیت میں آپ انہیں حضورؐ کا امتی بھی کہہ سکتے ہیں اور آپ کی شریعت کا قیام اور معین بھی۔۔۔۔۔ یہ مختلف تعبیرات ہیں۔ حقیقت اپنی جگہ ایک ہے کہ یہ دور دور محمدیؐ ہے اور آپ کے دور میں اس زمین پر حضرت موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو آپ کو ان کی اتباع سے چارہ نہ تھا۔ حضور اکرمؐ بھی فرماتے ہیں:

والذی نفس محمد بیدہ لو اصبحت فیکم
موسیٰ ثم اتبعتموه و ترکتمونی لضللتم انتم
خطی من الامم وانا حظکم من النبیین (المعنف لعد
الرزاق، ج ۶، ص ۱۱۳)

ترجمہ: ”قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں موسیٰ آجائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تم گمراہ ہو گے۔ امتوں میں تم میرا حصہ ہو اور نبیوں میں میں تمہارا حصہ ہوں۔“
آنحضرتؐ یہ بھی فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ لو اتاکم یوسف وانا فیکم
فا تتبعتموه و ترکتمونی لضللتم۔ (ایضاً، ص ۱۱۳)

ترجمہ: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارے پاس حضرت یوسفؑ بھی آجائیں اور میں تم میں موجود ہوں اور تم اس کی اتباع کرنے لگے اور مجھے چھوڑ دو پھر بھی تم گمراہ شمار ہو گے۔ (گو ایک پیغمبر کی اتباع کر رہے ہو گے)

۱۱۔ یہ روایت کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا، حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں اور نہ اس کی کوئی سند صحیح یا ضعیف کہیں ملتی ہے۔ اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی تو معنی یہی تھا کہ یہ دونوں پیغمبر اگر اس زمین پر زندہ ہوتے تو انہیں میری شریعت کی اتباع ہی کرنی پڑتی۔ ظاہر ہے کہ زمین

پر دونوں حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں۔ حضرت موسیٰ تو ویسے ہی وفات پا چکے ہیں۔ رہے حضرت عیسیٰ تو وہ آسمان پر زندہ ہیں، نہ کہ زمین پر اور جب زمین پر اتریں گے تو وہ حضورؑ کی اتباع ہی کریں گے اور واقعی انہیں حضورؑ کی پیروی سے چارہ نہ ہو گا۔ حدیث کے جو اصل الفاظ ملتے ہیں، صرف اتنے ہیں:

لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي رواه
احمد والبيهقي (مشکوٰۃ، ص ۳۰)

اور حضرت ملا علی قاری نے شرح شفا میں بھی اس پر بحث کی ہے اور پھر شرح فقہ اکبر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ شرح فقہ اکبر کے مصری نسخے اور ہندی نسخے میں اختلاف ہے۔ ایک نسخے میں لو کان موسیٰ و عیسیٰ کے الفاظ ہیں اور ایک نسخے میں صرف لو کان موسیٰ حیا کے الفاظ ہیں۔ ایسے مواقع پر حدیث کی اصل کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ محدث عبدالرزاق (۲۱۱ھ) امام احمد (۲۴۱ھ) امام بیہقی (۴۵۸ھ) صرف موسیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہی ہے۔ اب ملا علی قاری (۱۰۴ھ) کی نقل میں اگر کہیں موسیٰ اور عیسیٰ کے الفاظ ملیں تو ظاہر ہے کہ اصل کتابوں کی روشنی میں اس کی اصلاح کی جائے گی۔ پھر جب شرح فقہ اکبر کا دوسرا نسخہ بھی اس سے اختلاف کرے تو وہی نسخہ صحیح سمجھا جائے گا جو پہلوں کے مطابق ہو۔ پھر ملا علی قاریؒ خود اس میں اپنی کتاب شرح شفاء کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ اس کی طرف مراجعت کریں تو اس میں بھی صرف لو کان موسیٰ کے الفاظ ملتے ہیں موسیٰ و عیسیٰ کے الفاظ نہیں۔

سو شرح شفا کی طرف مراجعت کرنے سے شرح فقہ اکبر طبع ہند کا نسخہ صحیح قرار پاتا ہے۔ پس حدیث میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، حضرت عیسیٰ کا نہیں اور اگر ہو بھی تو ہم اس کی مراد پہلے واضح کر آئے ہیں۔

۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر مسلمانوں کا فقہی مسلک ایک ہو گا۔ یادہ اسی طرح مختلف مسالک پر عمل کرتے رہیں گے جس طرح کہ آج مختلف چار طریق عمل رائج ہیں۔

آنحضرتؐ کی اتباع کا کامل نمونہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ جب صحابہؓ کے دور میں

بھی جو اس امت کے بہترین افراد تھے، مختلف فقہی مسلک قائم رہے تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر بھی یہ مختلف پیرایہ عمل قائم رہیں گے۔ اس لیے کہ ان میں صرف افضل و مفضل کا فرق ہے۔۔۔۔ حق و باطل کا فاصلہ نہیں۔۔۔۔ حضور ﷺ کی اپنی سنن میں بہت وسعت تھی۔ اگر آپ کی ہر ادا امت کے مختلف طبقوں میں معمول بہ رہے اور آپ کی ہر سنت زندہ قائم ہو تو اس سے آپ کی شریعت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ صحابہ کرامؓ بے شک معیار حق ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی پر اگر مختلف فقہی مسلک ایک ہو جائیں تو امت کا یہ نقشہ عمل پھر صحابہؓ کی ترتیب پر نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ کے طریق پر معمول بہ ٹھہرے گا اور یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ تابع شریعت محمدیؐ ہوں گے اور ظاہر ہے کہ شریعت محمدی کے اصل علمبردار صحابہ کرامؓ ہیں۔ اس لیے انہی کا نقشہ عمل تاقیام عالم باقی رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلی نماز میں حضرت مہدی کی اقتداء کرنا اس طرف مشیر ہے کہ شریعت محمدی کی تفصیلات میں آپ صحابہ کرامؓ کے نقشہ عمل کی ہی تائید کریں گے اور فقہی مسالک میں وہی انداز عمل قائم رہے گا جو صحابہ کرامؓ کے دور میں تھا۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت مسیح کا اپنا فقہی مسلک کسی امام کے اجتہاد سے تو وارد رکھتا ہو اور اس کے مطابق ہو اور یہ صحیح ہے کہ وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے موافق ہو گا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم (خالد محمود عفا اللہ عنہ)

تفہیمِ ختمِ نبوت اور پہچانِ قادیانیت



بسم اللہ

یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے۔۔۔ سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی اور وکیل ختم نبوت علامہ خالد محمود نے افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔۔۔ ان کے اس طوفانی اور ایمانی دورے سے قادیانیوں کو دورے پڑنے لگے۔۔۔ افریقہ کی سرزمین، جسے قادیانیوں نے اپنی شکار گاہ بنا رکھا تھا، وہاں قادیانی لوگوں کی غیصیلی اور تیکھی آنکھوں سے شکار ہونے لگے۔۔۔ قادیانیوں کا دجل و فریب طشت از بام ہونے لگا۔۔۔ قادیانی سازشوں کی گرہیں کھلنے لگیں۔۔۔ جمہوٹی نبوت کا چہرہ آئینہ حقیقت میں دیکھا جانے لگا۔۔۔ نور اسلام اور ظلمت نبوت کا زہر الگ الگ نظر آنے لگے۔۔۔ دونوں مجاہدین ختم نبوت نے مختلف مقامات پر عقیدہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوعات پر جلسوں اور کانفرنسوں سے خطاب کیا اور لیکچرز دیے۔ جلسوں، کانفرنسوں اور لیکچرز کے بعد سوال و جواب کی نشستیں ہوتی رہیں۔ طالبان علم سوالات کر کے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے اور اپنے دماغوں کی لائبریریوں میں معلومات کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سوال و جواب کی یہ نشستیں فتنہ قادیانیت کے لیے مقل جنتی رہیں اور وہاں قادیانیت کا رقص موت ہوتا رہا۔ سوال و جواب کی شمشیروں سے قادیانیت کے نجس وجود کے اعضاء کی قطع و برید ہوتی رہی۔ جوابات سن کر کچھ لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔۔۔ کچھ کی آنکھوں میں غیرت کی بجلیاں چمکیں، کچھ اپنے جمل پر خود کو کوسنے لگے اور کچھ صاحبان درد اپنے دل میں قادیانیت کو تھس تھس کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔۔۔ یہ چشم کشا اور معلومات افزا سوال و جواب ان دونوں مجاہدین ختم نبوت کی مرتب کردہ کتاب ”دورہ افریقہ“ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سوال و جواب کو مسلمانوں کے لیے انتہائی مفید سمجھتے ہوئے میں نے ان میں سے کچھ سوال و جواب کا انتخاب کر کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ آپ انہیں پڑھئے، چشمان دل و دماغ سے پڑھئے۔ اور پھر فکر کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر سوچئے۔۔۔ کہ آپ نے اس زہرناک فتنہ کے خلاف کیا کام کیا؟ اور کیا کام کرنا ہے؟ کیونکہ کسی شخص کا حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جتنا تعلق ہوگا، وہ تحفظ ختم نبوت کا اتنا ہی کام کرے گا ۱۱۱

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

محمد طاہر رزاق

سوال نمبر ۱: مرزا قادیانی نے سیاسی مصلحت اور ظاہرداری کے طور پر انگریزوں کو خوش کرنے کی کوشش کی ہوگی، اس لحاظ سے یہ بات صحیح بھی ہو سکتی ہے، ہم اسے کھلتے "توغلط نہیں کہہ سکتے؟

جواب: مرزا غلام احمد مسیح موعود اور پیغمبر ہونے کا مدعی ہے، وہ کوئی سیاسی لیڈر نہیں کہ آپ اس کے بیانات کو ظاہرداری اور مصلحت وقت کہہ کر فارغ ہو جائیں۔ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی جو تعریف کی وہ خدا کے نام پر کی ہے۔ یہ اس کی اصل کتابیں ہیں، دیکھ لیجئے اور ان حوالوں کا ترجمہ لکھ لیجئے۔ یہ مرزا قادیانی کی مختصر تحریر ہے۔

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

اس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں، کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنادیا ہے:

اول والد مرحوم کے اثر نے

دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

سوم خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ ("تزیان القلوب" ضمیمہ ص ۳)

پھر اس جگہ دیکھئے:

مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گناہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں۔۔۔ ان کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں۔

(عاجزانہ درخواست، ص ب)

اس قسم کی تحریریں کسی مجبوری یا مصلحت کے تحت نہیں ہو سکتیں۔ مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت انگریزوں کے حکم سے چلتی تھی۔

سوال نمبر ۲: انگریزوں کی یہ اطاعت صرف دنیوی امور کے لیے ہو سکتی تھی، دینی کاموں میں انگریزی حکومت کا کیا دخل ہو سکتا تھا؟

جواب: مذکورہ بالا عاجزانہ درخواست کی یہ عبارت بھی دیکھ لیجئے۔

یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلا دے جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے۔ (ایضاً ص ۵)
پیغمبروں کے معجزے بھی گورنمنٹ کے حکم سے ظاہر ہوں تو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انگریزوں کی اطاعت صرف دنیوی امور کے لیے تھی۔

سوال نمبر ۳: کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ یہی ہو کہ حکومت وقت کی اطاعت فرض ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو اور اسی لیے وہ انگریزوں کی حمایت کرتا ہو، یہ نہیں کہ وہ انگریزوں کا پولٹیکل ایجنٹ ہو؟

جواب: اگر ایسا ہوتا جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو مرزا قادیانی کا انگریزوں کی حمایت کا دائرہ صرف ہندوستان یا افریقہ میں ہوتا مگر امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلامی ممالک میں بھی انگریزوں کے حق میں زبردست پراپیگنڈہ کیا اور عالمی سطح پر انگریزوں کی حمایت کی تبلیغ کرتا رہا۔ اس نے اس تبلیغ کے مشن دوسرے ممالک میں بھی قائم کر رکھے تھے۔
لیجئے! مرزا غلام احمد نے خود لکھا ہے:

میں برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب و شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ (عاجزانہ درخواست)
ان تصریحات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مرزا غلام احمد کی سرکار انگریزی کی خدمات صرف اس لیے نہ تھیں کہ وہ انگریزوں کو اپنا اولی الامر سمجھتا تھا اور حکومت وقت کی اطاعت فرض جانتا تھا، بلکہ اسے انگریزوں کے ایک پولٹیکل ایجنٹ کے طور پر تمام دنیا میں برطانوی مفادات کی حفاظت کرنا ہوتی تھی۔

سوال نمبر ۴: قرآن شریف میں مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ اے اولاد آدم، تم میں پیغمبر آتے رہیں گے، تم ان کی سنتا اور انہیں ماننا۔

جواب: نہیں! ہم مسلمانوں کو کہیں نہیں بتلایا گیا کہ تم میں انبیاء آتے رہیں گے۔ قرآن کریم میں ایک پچھلی بات نقل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم اور حوا کو

زمین پر بھیجا تو ان کی اولاد کو بشارت دی گئی کہ تم میں انبیاء آتے رہیں گے، یہ اس وقت کی حکایت ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ البقرہ میں اسے نبوت کی بجائے ہدایت کہا ہے۔

اما ما تنکم منی ہدی

اور سورۃ اعراف میں ما تنکم وعل منکم کے الفاظ ہیں۔ سیاق و سباق بتلاتا ہے کہ یہ سب اس وقت کی حکایت ہے۔

سوال نمبر ۵: تو پھر اسے قرآن شریف میں کیوں لایا گیا ہے، یہ تو پچھلی بات تھی؟

جواب: تو کیا قرآن شریف میں پچھلی باتیں نہیں ہیں؟ وہ کیوں لائی گئیں، فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار کیا، کیا یہ پچھلی بات نہ تھی۔ کیا یہ قرآن مجید میں موجود نہیں؟ اس طرح سینکڑوں پچھلے واقعات قرآن کریم میں منقول ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب اس امت کو کوئی حکم دیتے ہیں تو قرآن پاک کا اسلوب بیان یا ایہا النبی امنوا ہوتا ہے۔ سب لوگ مخاطب ہوں تو یا ایہا الناس سے خطاب ہوتا ہے اور ابتدائی دور میں کوئی بات کسی گئی ہے تو یعنی ادم سے شروع ہوتی ہے اور یہ اس دور کی حکایت ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۶: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی تو اب اس کی جگہ کون سا روحانی مقام ہے جو کسی انسان کو مل سکتا ہے؟

جواب: ختم نبوت کے بعد بھی خدا سے ہمکلامی کی کھڑکی کھلی ہے، یہ ولایت تامہ ہے جسے محدثیت کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ محدثیت کا مقام پا کر ولایت تامہ پر فائز تھے، خدا ان سے کلام کرتا تھا۔ مگر وہ نبی نہ تھے، محدث تھے۔ نبوت اور محدثیت کے درمیان غیر تشبیہی نبوت کوئی درجہ ہوتا تو حضورؐ اسے ضرور بیان فرماتے۔ آپؐ نے ختم نبوت کا اعلان فرمایا، تو خلافت کو اس کے قائم مقام بتلایا اور اس خلافت پر واقعی وہ لوگ آئے جو خدا سے ہم کلامی کا شرف پاتے تھے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تھے۔

یہ دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی بھی لکھتا ہے:

”بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آ سکا اس لیے شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔“ (شادۃ القرآن، ص ۲۸)

سوال نمبر ۷: نبی اور محدث میں فرق کن کن باتوں میں ہے، محدث کو بھی نبی کہہ دیا جائے تو کیا حرج ہے، نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے اگر کام وہی رہے؟

جواب: ۱۔ نبی اپنے منصب کا مدعی ہوتا ہے، لوگوں کو اپنے اس منصب کے تسلیم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ محدث اپنے اس درجے کا دعویٰ نہیں کرتا، نہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کا محدث ہونا تسلیم کریں۔

۲۔ نبی کا ماننا فرض ہے، منکر اس کا کافر ہے۔ محدث کو ماننا فرض نہیں اور اس کے محدث ہونے کا منکر کافر نہیں، ہاں پیغمبر کسی کو محدث کہہ دے تو اسے ماننا ضروری ہو جاتا ہے اور یہ بھی اس لیے کہ نبی نے بتلایا ہے اور نبی کی بات ماننا فرض ہے۔

۳۔ قبر میں یا آخرت میں کسی سے نہ پوچھا جائے گا کہ تیرے وقت میں محدث کون کون تھا، ہاں یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ تیرا نبی کون ہے؟

۴۔ انبیاء سے امتوں اور جماعتوں کا سلسلہ قائم ہوتا ہے لیکن محدث باقی امت سے علیحدہ کوئی سلسلہ قائم نہیں کرتے، ان کو قانونی طور پر کوئی حقیقت حاصل نہیں ہوتی۔ مرزا غلام احمد کی یہ بات درست نہیں کہ شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حکمت ایزدی یوں ہوئی کہ انبیاء کے بعد محدث خدا سے شرف ہم کلامی پائیں۔

۵۔ نبی کی بات قانونی درجہ رکھتی ہے۔ اس پر اسلام کا عمل اور فقہ مرتب ہوتی ہے۔ محدث سے خدا کی بات کسی تشریع اور قانون سے متعلق نہیں ہوتی، اسرار و حکم پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسے قانونی درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ پر نماز کی حالت میں جنگ کے نقشے کھولے جاتے تھے، تو یہ بات اسرار خداوندی میں سے تھی، اسے اسلام میں قانون کا درجہ حاصل نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۸: حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ کیا ایمان کا جزو ہے یا اسے محض ایک قیامت کی علامت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: یہ عقیدہ ایمانیات میں سے ہے۔ صحیح مسلم میں نزول عیسیٰؑ بن مریم کی روایت کتاب الایمان میں لکھی گئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ محدثین اسے ایمان کا جزو

کھتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی علامت قیامت میں سے ہے، لیکن اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

سوال نمبر ۹: نزول عیسیٰ بن مریمؑ کی روایت خبر واحد ہے یا خبر متواتر ہے، جس پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: نزول عیسیٰ بن مریمؑ کی روایت خبر متواتر ہے۔ ہر دور میں اسے اتنے راویوں نے روایت کیا ہے کہ اس میں جھوٹ کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔ دیوبند کے جلیل القدر محدث مولانا انور شاہ صاحب کاشمیریؒ نے نزول مسیحؑ کی تقریباً تمام روایات تصریح بما تواتر فی نزول المسیحؑ میں جمع کر دی ہیں، جن کا حاصل تواتر اور یقین ہے۔

سوال نمبر ۱۰: ان آیات میں کہیں یہ ثابت ہے کہ وہی مسیح ناصری دوبارہ تشریف لائیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو گزرے ہیں، اور جنہیں انجیل دی گئی تھی؟

جواب: ہاں وہی عیسیٰ بن مریمؑ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے جو حضورؐ سے پہلے بھی ہو گزرے ہیں۔ انہی کے نزول پر امت کا اجماع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا لم یکن یحییٰ و یمنہ نبی یعنی میرے اور اس کے مابین اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور پھر فرمایا واند نازل۔ اسی نے نازل ہوتا ہے۔ مثیل مسیحؑ کا عقیدہ غلط ہے اور ایک علیحدہ بات ہے، اپنے لیے راہ بنانے کی ایک غلط کوشش ہے۔

سوال نمبر ۱۱: حضرت عیسیٰؑ جب دوبارہ آئیں گے تو نبی ہوں گے یا امتی ہوں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو نبوت دے کر اس سے چھیننے نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی دوسری آمد میں بھی نبی ہوں گے لیکن ان کی نبوت یہاں نافذ نہ ہوگی، نہ ان کی شریعت کا کوئی حکم یہاں چلے گا۔ یہ دور، دور محمدیؐ ہے۔ پس حضرت عیسیٰؑ امتی ہو کر آئیں گے۔ دن کے وقت چراغ روشن ہو، وہ چراغ تو ہوگا لیکن اس کی روشنی نافذ نہ ہوگی۔ ضیائے آفتاب کے سامنے اس کی روشنی کا نفوذ کیسے ہو سکے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی میں نبی تو ہوں گے لیکن نہ نبی کی حیثیت سے پیش ہوں گے، نہ امتی نبی کی حیثیت سے بلکہ محض امتی ہو کر آئیں گے۔ کہیں نبی ہونے

کا دعویٰ نہ کریں گے۔

سوال نمبر ۱۲: اگر وہ امتی ہو کر آئیں گے اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل کریں گے تو قرآن و حدیث کی تعلیم کہاں سے پائیں گے؟

جواب: جہاں سے انہوں نے تورات و انجیل کی تعلیم پائی، وہیں سے انہیں کتاب و سنت کی تعلیم ملے گی۔ ان کی والدہ حضرت مریم کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ ان کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے کتاب و سنت اور تورات و انجیل چاروں کی تعلیم دیں گے۔

سوال نمبر ۱۳: قرآن کریم میں یہ کہاں لکھا ہے؟

جواب: تیسرے پارے میں سورۃ آل عمران میں لکھا ہے **ويعلم الكتاب والحكمه والتوراة والانجيل** (اور سکھائے گا اللہ اسے کتاب و سنت اور تورات اور انجیل، اور وہ رسول ہوگا، صرف بنی اسرائیل کی طرف) قرآن کریم کے محاورے میں کتاب و حکمت سے مراد قرآن و حدیث ہوتے ہیں، قرآن کریم میں یہ الفاظ کئی جگہ انہی معنوں میں آئے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴: آخر دور میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے، اس کی بڑی نشانی کیا ہوگی؟ تاکہ اس کے بارے میں کسی قسم کا کوئی تردد نہ رہے۔

جواب: اس کی بڑی علامت یہ ہوگی کہ اس کے آنے پر جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا، ظلم باقی نہ رہے گا۔ شہر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔ کفر دنیا میں باقی نہ رہے گا۔ جب کفر ہی دنیا سے جاتا رہے تو جہاد کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ صحیح بخاری میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لکھا ہے **ويضع الحرب** اور وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔

یہ دیکھئے مرزا قادیانی کی کتاب ”تحفہ گولڈویہ“ ہمارے پاس موجود ہے۔ شاعر قادیان لکھتا ہے:

کیوں بھولتے ہو تم بضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں، بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید الکونین مصطفیٰؐ

عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود کہتا رہا۔ اس کی جماعت کے دونوں گروپ قادیانی اور لاہوری اسے مسیح موعود مانتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کے آنے پر لڑائیاں ختم ہو گئیں؟ کیا دنیا کے ایسے حالات ہو گئے کہ سب قومیں شہر و شکر ہو جائیں اور شہر و بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پئیں۔

ستم ظریفی دیکھئے کہ دنیا کی بڑی بڑی جنگیں اسی فرضی مسیح موعود کے آنے کے بعد ہی لڑی گئیں۔ مرزا قادیانی کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ۱۹۱۳ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم۔ پاکستان اور ہندوستان میں بھی دو دفعہ جنگ ہو چکی ہے۔ قادیان سے ربوہ کی طرف اور ربوہ سے قادیان کی طرف بم جاتے رہے۔ مصر اور اسرائیل کے مابین بھی دو دفعہ جنگ ہوئی۔ مسیح موعود پر جنگوں کے خاتمے کا کیا عجب نشان ہے؟ کچھ تو سوچو۔

سوال نمبر ۱۵: مسیح موعود کی اور کوئی نمایاں علامت کیا ہوگی، جس کے عالمی اثرات ہوں اور ہر کوئی انہیں دیکھ سکے؟

جواب: حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے پر یہود و نصاریٰ کی شوکت جاتی رہے گی۔ مرزا غلام احمد کے آنے پر یہودیوں کی شوکت مزید قائم ہوئی۔ پہلے ان کی کہیں حکومتیں نہ تھیں۔ اب ان کی باقاعدہ سلطنت قائم ہوئی۔ امریکہ جس کا سرکاری مذہب عیسائی ہے، وہ ایک عالمی طاقت بن گیا اور سوائے برطانیہ کے جسے مرزا صاحب خدا کا سایہ رحمت کہتے رہے، ہر عیسائی قوت پہلے سے مضبوط ہو گئی۔ یہود و نصاریٰ میں اتحاد ہو گیا۔

یہ حالات بتا رہے ہیں کہ ابھی مسیح بن مریم نہیں آئے۔ ان کے آنے پر دونوں قومیں کا خاتمہ ہو جائے گا اور دونوں قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گی۔

سوال نمبر ۱۶: یہ کہاں لکھا ہے کہ دونوں قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے

آئیں گی؟

جواب: قرآن کریم میں لکھا ہے: **وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِمْ** (سورۃ النساء) (یعنی اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا)۔

سوال نمبر ۱۷: اس کے علاوہ مسیح موعود کے آنے کا نشان کیا ہوگا؟

جواب: مسیح موعود کے آنے پر دنیا میں مکمل امن و امان ہو جائے گا۔ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے گا۔ عدالتوں میں کیس نہیں جائیں گے اور دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ انہیں نہ ڈسیں گے۔ مرزا غلام احمد خود بھی لکھتا ہے 'یہ ہے "تحفہ گولڈویہ" دیکھئے:

بچوں گے ایک گھاٹ پر شیر اور گوسفند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ حیر و تنگ کا

سوال نمبر ۱۸: مسیح کی اور کھلی پہچان کیا ہوگی؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو حج ضرور کریں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ حرم شریف حاضر نہ ہو سکیں اور مکہ آنے پر اپنے آپ کو خطرے میں سمجھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ وہ فوجِ روحاء کے مقام سے حج یا عمرہ کا احرام باندھیں گے، یا دونوں احرام باندھیں گے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۱۹: مرزا غلام احمد نے کتنے حج کیے تھے؟

جواب: مرزا غلام احمد نے ایک حج یا ایک عمرہ بھی نہ کیا۔ جب بھی کہا جاتا کہ تم حج کیوں نہیں کرتے، تم کیسے مسیح موعود ہو؟ تو مرزا قادیانی کہتا کہ وہاں اسلامی حکومت ہے، وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لیے میں حج کے لیے نہیں جاسکتا۔

سوال نمبر ۲۰: نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم پر اپنی یہ نعمت ختم کیوں کر دی۔ اولاد آدم نے کیا غلطی کی کہ یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ قادیانی اس سلسلے کو جاری سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی نعمتیں بند نہیں ہوا کرتیں؟

جواب: آپ ان قادیانیوں سے پوچھیں کہ تشنہ نبوت (جس میں پیغمبر نبی شریعت لے کر آتے ہیں) وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی یا نہ؟
اگر واقعی نعمت تھی تو اولاد آدم نے کیا غلطی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کو ان پر ختم کر دیا؟

قادیانی بھی تو تشنہ نبوت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم مانتے تھے۔ جو جواب ان کا ہوگا، وہی جواب آپ ہماری طرف سے سمجھ لیں کہ نبوت اللہ کی نعمت ہے تو یہ سلسلہ بند کیوں ہو گیا؟

بات دراصل یہ ہے کہ نبوت کا ملنا اور بات ہے اور نبوت اور چیز ہے۔ جو نعمت ہے، وہ نبوت ہے۔ نبوت کا ملنا ختم ہوا ہے، نبوت ختم نہیں ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک باقی ہے اور اللہ نے اولاد آدم پر اپنی یہ نعمت ختم نہیں کی۔ جو چیز ختم ہوئی، وہ نبوت کا ملنا ہے، نبوت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملے گی نہیں۔ لانی بعدی کے معنی محدثین ہی بیان کرتے ہیں۔
لا یحدث نبی بعد یعنی میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۲۱: پہلے پیغمبروں کے بعد جب نبی آتے رہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں ان کی ضرورت نہیں؟

جواب: پہلے پیغمبروں کی شریعت ابدی نہ تھی۔ یعنی ہمیشہ رہنے والی نہ تھی۔ اس کی حفاظت کوئی آسمانی وعدہ نہ تھا۔ تورات کی حفاظت کے ذمہ دار ان کے علماء تھے اور وہی تورات کے نگراں تھے۔ خدا تعالیٰ نے پچھلی کتابوں کی حفاظت اپنے ذمہ نہ لی تھی۔ علماء بنی اسرائیل نے جب اپنی ذمہ داریوں کو ڈھیلا کر لیا تو آسمانی کتابیں تحریف کا شکار ہو گئیں۔ لوگ اپنے ہاتھوں ہاتھیں لکھ کر کہہ دیتے تھے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

پس ضرورت تھی کہ تورات کے بعد ان انبیاء کی آمد باقی رہتی جو تحریفات دین کو رد کر کے صحیح تعلیمات سماویہ کی نصرت کرتے۔ لیکن قرآن کریم کی ابدی حفاظت خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ قرآن کریم اپنی عبارت اور اپنے مفہوم و معنی کے لحاظ سے ہمیشہ تک کے لیے محفوظ ہے۔ پس آپ کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہ تھی۔ آپ ہی قیامت تک کے لیے پیغمبر قرار پائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

سوال نمبر ۲۲: جو پیغمبر نبی شریعت نہ لاتے تھے، پہلی شریعتوں کے تابع ہوتے تھے۔ ان کا بڑا کام کیا ہوتا تھا؟

جواب: وہ اپنی قوم میں شریعت کے احکام بیان کرتے، جو ان میں ملاوٹ ہوتی، اسے دور کرتے اور شریعت کے فیصلے نافذ کرتے، قوم کی سیاسی اور عملی رہنمائی ان کے ذمہ تھی۔

سوال نمبر ۲۳: یہ تو درست ہے کہ وہ احکام شریعت بیان کرتے ہوں گے۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ان احکام کو نافذ کرتے تھے۔ سیاست تو انبیاء کا کام نہیں؟

جواب: قرآن مجید میں ہے:

انا انزلنا التوراة فیہا ہدٰی و نور بحکم بہا النبیین

ترجمہ: ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور تھا۔ بعد کے نبیؑ اس کے مطابق فیصلے کرتے رہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فیصلے دینے کے اختیارات رکھتے تھے اور اصحاب اقتدار تھے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ان کے اس کام کو سیاست کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كانت بنو اسرائيل تؤسهم الانبياء

یعنی بنی اسرائیل کا نظام انبیاء ہی چلاتے تھے۔

یہاں نظام چلانے کو لفظ سیاست سے ذکر کیا ہے، یہ حدیث پختہ اور صحیح ہے۔

سوال نمبر ۲۴: کیا یہ درست ہے کہ سچے خواب آنا بھی نبوت کی ایک قسم ہے اور یہ

قسم جاری ہے تو نبوت ہر طرح سے ختم نہ ہوئی۔ ایک قسم پھر بھی تو جاری رہی؟
جواب: سچے خواب آنا نبوت کی کوئی قسم نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
نبوت کی کوئی قسم جاری نہیں۔ ہاں سچے بشارتی خواب نبوت کا ایک جزو ہیں لیکن وہ نبوت
کی کوئی قسم نہیں ہوتے۔ حدیث میں صاف لفظوں میں مہشات کو جزو کہا ہے۔ پس یہ
نبوت کی کوئی جزو نہیں۔ سالن میں نمک اچار کی جزو ہے لیکن اچار کی کوئی قسم نہیں،
سالن میں نمک کم ہو تو کوئی قسم نہیں کتنا کہ اچار کم ہے۔ نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ اچار پھاڑوں
سے لکھا ہے۔ حالانکہ نمک پھاڑوں سے لکھا ہے۔

سوال نمبر ۲۵: اسلام میں وہ کون سا معیار ہے جس کے مطابق ہم کسی کے مسلمان یا
کافر ہونے کا فیصلہ کر سکیں؟ کیا درست نہ ہو گا کہ جس کے ظاہری اعمال مسلمانوں جیسے
ہوں اسے ہم مسلمان سمجھیں؟

جواب: کسی کے مسلمان ہونے کا فیصلہ اس کے اعمال سے نہیں بلکہ اس کے عقیدہ کی
رو سے کرنا چاہیے۔ اعمال عقائد کے تابع ہیں۔

اسلام کیا ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول برحق مان کر آپ کی تمام تعلیمات
کو برحق تسلیم کرنا اور ان میں سے کسی کا انکار نہ کرنا اسلام ہے اور ان میں سے کسی
ایک بات کا انکار بھی کفر ہے۔ اسلام کے لیے تو سب کا اقرار ضروری ہے۔ لیکن کفر کے
لیے سب کا انکار ضروری نہیں ہے۔ اسلام کی کسی ایک یقینی بات کے انکار سے بھی
انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اسلام کا یہی معیار ہے جس پر کسی کے عقائد پرکھ کر اس کے مسلمان یا کافر
ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانی اس اصول پر اسلام سے خارج ہیں کہ وہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مان کر آپ کی قطعی اثبوت تعلیم کا انکار کرتے ہیں کہ آپ
کے بعد کسی قسم کا کوئی سچا نبی پیدا نہ ہوگا۔ اس بات کا انکار اسلام کا انکار ہے اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر بات میں سچا ہونے کا انکار ہے اور غور کیا جائے تو یہ دراصل
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہی انکار ہے۔ اسلام کے قطعی عقیدہ ختم نبوت کے

یہ لوگ (قادیانی) منکر ہیں۔

سوال نمبر ۲۶: مسلمان ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کا تسلیم کرنا شرط ہے۔ صرف آپ کی رسالت کا اقرار کافی نہیں، یہ کہاں لکھا ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: لیجئے یہ قرآن کریم سورۃ النساء میں ہے:
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَا وَرَيْكَ لَا يَوْمُنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا لِيَٰمَٰ هَٰجِرٌ مِّنْهُمْ
تیرے رب کی قسم وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے ہر اختلاف میں حکم نہ مان لیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں:
حتیٰ یؤمنوا بی و بما جئت بہ یعنی لوگ اس وقت تک واجب قتال ہیں جب تک وہ مجھ پر اور میری سب تعلیمات پر ایمان نہ لے آئیں۔

قرآن و حدیث کا یہ فیصلہ بہت واضح ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔
جہاں تک فقہ کا تعلق ہے، امام محمد (۱۸۹ھ) کی عبارت بہت واضح ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ انْكَرَ شَيْئًا مِنْ شُرَآئِعِ الْإِسْلَامِ فَقَدْ أَبْطَلَ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
یعنی جس نے اسلام کی ایک بنیادی بات کا انکار کر دیا، اس نے اپنے کلمہ پڑھنے کو ضائع کر دیا۔ وہ اب حکماً ”کلمہ گو“ نہیں رہا اور مسلمان نہیں ہے گو زبان سے کلمہ اسلام کا دعویٰ کرے۔

سوال نمبر ۲۷: تو پھر الزامات کی بناء پر اختلاف کرنے والے ایک دوسرے کو کافر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: وہ صرف الزاماً کافر کہتے ہیں، تحقیقاً نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو حقیقتاً کافر ہیں، ان کے مقابلہ میں یہ سب ایک ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ امرواق نہیں؟

پاکستان کی پہلی تحریک ختم نبوت میں سب فرقوں نے مولانا ابوالحسنات بریلوی کو اور دوسری تحریک ختم نبوت میں سب نے محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری دامت

بر کا تم کو اپنا قائد بنایا ہوا تھا۔ حالانکہ بریلوی اور دیوبندی دونوں ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں مگر دونوں کو یہ بھی پتہ تھا کہ یہ ایک الزام ہے، اختلاف نہیں۔ کیونکہ علماء دیوبند ختم نبوت زمانی کے منکر کو بر ملا کافر کہتے تھے۔

سوال نمبر ۲۸ : کیا ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ محض الزاماً دوسروں کو کافر کہتے ہیں، حقیقتاً انہیں کافر نہیں سمجھتے؟

جواب : پاکستان اور ہندوستان میں علماء دیوبند اور بریلوی کے درمیان خوب معرکہ الارائی رہی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ دیوبندی، بریلوی کے مابین آج تک کوئی نکاح اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی عدالت میں فتح نہیں ہوا۔ نماز جنازہ، تعزیت اور ایصال ثواب میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں لیکن مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان نکاح نہ صرف پاکستان کی عدالتوں میں فتح ہوئے، بلکہ متحدہ ہندوستان میں بھی جب کہ وہاں انگریزوں کی حکومت تھی اور وہ قادیانیوں کے مہل اور سرپرست تھے۔ ایسے نکاح فتح ہوتے رہے کیونکہ یہاں حقیقی طور پر کفر و اسلام کا فاصلہ تھا۔ اس مختلف طرز عمل سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تکفیر محض الزاماً ہے جو کبھی بروئے کار نہ آسکی۔ نہ کسی عدالت میں اپنا آپ منوا سکی اور دوسری تکفیر تحقیقاً تھی، جس کا ہر اپنے پرائے کو اقرار کرنا پڑا۔

سوال نمبر ۲۹ : قادیانیوں سے ہمارا اختلاف حقیقی ہے۔ یہ سمجھ میں آگیا لیکن ان کی لاہوری جماعت سے ہمارا کیا اختلاف ہے؟ کیا یہ محض الزامی اختلاف نہیں کہ ہم تو ان پر انکار ختم نبوت کا دعویٰ کریں اور وہ خود اس کا انکار کریں؟

جواب : مرزائیوں کی لاہوری جماعت سے ہمارا اختلاف گو ختم نبوت کے موضوع پر نہ ہو لیکن ہمارا ان سے مسیح موعود کے موضوع پر اختلاف یقیناً حقیقی ہے۔ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود نہیں اور لاہوری یقینی طور پر مرزا غلام احمد کو مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ یہ اختلاف حقیقی ہو گیا۔ محض الزامی نہ رہا۔ ہمارے اس یقین کی بنیاد قرآن کریم، احادیث متواترہ اور چودہ سو سال کا فہم امت ہے۔ لاہوری مرزائی ہم سے اس مسئلے میں اختلاف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کا یقینی انکار کر

رہے ہیں جو آپ نے نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں امت کو دی ہیں۔ اب ان کے انکار کو محض خطا یا فردعی اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ یہ تکذیب پیغمبر کو لازم ہے۔ پس جس طرح قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اسی طرح ان کا لاہوری گروپ بھی یقیناً اسلام سے باہر ہے۔

سوال نمبر ۳۰ : کیا یہ درست ہے کہ اس امت میں ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے؟

جواب : ہاں حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ بھیجتے ہیں جو دین کی تجدید کرتے ہیں اور غیر دین کی جو باتیں دین میں شامل کر لی گئی ہوں، ان سے دین کو پاک کرتے ہیں۔ لیکن یہ تصریح کہیں نہیں کہ ایک صدی میں صرف ایک ہی مجدد ہوتا ہے۔ ایک صدی میں کئی مجدد بھی آسکتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۱ : حضرت عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص کا نام ہو گا یا ان ناموں اور اوصاف کے دو علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے؟

جواب : وہ علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہوں گی۔ امام مہدی اس امت میں پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ وہی ابن مریم ہوں گے جو حضورؐ سے پہلے کے نبی تھے اور اب حضورؐ کے امتی ہو کر آئیں گے اور حضورؐ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ پہلی نماز میں حضرت مہدی امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کی اقتداء کریں گے۔ یہ ان کا حضورؐ کے ماتحت ہونے کا نشان ہو گا۔

سوال نمبر ۳۲ : امام مہدی کے ظہور کی بڑی نشانی کیا ہوگی؟

جواب : بڑی نشانی یہ ہوگی کہ وہ صاحب الامر ہوں گے، حاکم وقت ہوں گے، سیاست پر ان کا قبضہ ہو گا۔ وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح پہلے یہ ظلم سے بھری ہوگی۔ جو شخص خود انگریزوں کے ماتحت ہو، اور جس کو زندگی بھر ایک لمحہ کے لیے آزادی کی ہوا نہ لگی ہو، وہ مہدی کیسے ہو سکتا ہے اور دنیا میں امن کیسے قائم کر سکتا ہے۔ کچھ تو سوچو۔

اس کے بعد امام مہدی کے لیے چاند گرہن اور سورج گرہن کی گفتگو چلی۔

علامہ صاحب نے فرمایا کہ ایسا پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ یہ غلط ہے کہ یہ دونوں گرجہن اس طرح صرف مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی لگے تھے۔ پہلے بھی کئی دفعہ لگ چکے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ مہدی کے لیے اس طرح گرجہن لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں وارد نہیں۔ نہ یہ کسی صحابی کا قول ہے کہ مہدی کی علامت یہ دو گرجہن ہوں گے۔ قادیانی اسے غلط طور پر حضور کی حدیث بتلاتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۳ : خدا نے اگر نبوت کو ختم فرما دیا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب انبیاء کا بدل کیا ہے۔ انبیاء کی بجائے کون ہوں گے؟

جواب : حضور کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہے۔ آپ کے بعد نبوت کی جگہ خلافت ہے۔ نبوت اور خلافت کے درمیان اگر غیر تشبیہی نبوت کوئی درجہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ غیر تشبیہی نبوت کو اس کے قائم مقام بتلاتے۔ مگر آپ نے ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ خلافت کو اس کے قائم مقام بتلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لیکن خلفاء ہوں گے۔ تم پہلے اور دوسرے خلیفہ کے وفادار رہنا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد غیر تشبیہی نبوت کا کوئی سلسلہ جاری نہیں۔ حضور نے ان انبیاء کا ذکر کر کے جو تورات کے تابع تھے، خود نبی شریعت نہ لائے تھے، اعلان فرمایا لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ اب خلفاء ہوا کریں گے۔ اس سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کے بعد غیر تشبیہی انبیاء جو قرآن کے تابع ہو کر نبوت کریں۔ ہر گز نہ ہوں گے بلکہ ان کی بجائے خلفاء ہوں گے اور وہ راشدین ہوں گے۔ آخری دور میں بھی خلافت ہی ہوگی اور مہدی کی خلافت پر دنیا کا خاتمہ ہوگا۔

سوال نمبر ۳۴ : حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر ہر طرح سے نبوت کا دروازہ بند ہے تو حضرت بی بی عائشہؓ کیوں کہتی ہیں ”یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں؟“

جواب : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اگر ایسا کہا تو اس لیے کہا کہ حضور کے بعد ایک پچھلے نبی (عیسیٰ بن مریم) کی آمد ثانی کا انکار نہ ہو کیونکہ یہ بات اسلام میں

متواتر روایات سے ثابت ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ وہ چونکہ حضورؐ سے پہلے کے نبی ہیں اس لیے ان کے آنے سے ختم نبوت کی مر نہیں ٹوٹتی۔ پچھلا نبی ایک کیا، سارے بھی آجائیں تو ختم نبوت کا اصول اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ معراج کی رات پچھلے سب انبیاءؑ مسجد اقصیٰ میں آئے اور حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کے باوجود سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۳۵ : آپ احمدیوں کے لیے ہمیشہ قادیانی یا مرزائی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ احمدی کے لفظ سے جان بوجھ کر گریز کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

جواب : ہاں! ہم انہیں احمدی کہنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ انہیں احمدی کہنا اس الحاد اور تحریف قرآن کی تائید کرنا ہے، جو مرزا غلام احمد نے اس لفظ کے بارے میں اختیار کی تھی۔ قرآن کریم کی رو سے احمد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے پہلے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور آئندہ آنے والے نبی "احمد" کی بشارت دی۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ احمد ہمارے نبی کریم ہیں۔ قرآن کریم پ ۲۸ سورہ صف میں ہے: اذ قال عیسیٰ بن مریم بنی اسرائیل انی رسول اللہ المکم مصلداً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءهم بالبیانات قالوا هذا سحر مبین

ترجمہ : جب عیسیٰ، مریم کے بیٹے نے کہا اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا ہوں اللہ کا تمہاری طرف، تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے آگے ہے اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا، پھر جب آیا ان کے پاس نشانیاں لے کر تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا محمد و انا احمد و انا العاقب (الحديث)

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں عاقب ہوں۔

اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی آنے والا نہ ہو۔ یہ روایت تواتر کے درجے

تک پہنچتی ہے۔ پس قرآن و حدیث کی رو سے احمد ہمارے نبی کا نام ہے اور احمدی ہم ہیں جو حضورؐ کی امت ہیں۔

قادیانی متبنی کا نام تھا ”غلام احمد“۔ ”احمد“ اس کا نام نہ تھا۔ اس نے تحریف کر کے اپنا نام ”احمد“ رکھ لیا اور اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت کا مصداق قرار دے دیا اور اس کے مطابق اپنے ماننے والوں کا نام اس نے ”احمدی“ رکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے احمدی کہلانے میں کتنی تحریفات ہیں اور قرآن و حدیث کے مفہوم میں کتنا کھلا الحاد ہے۔ اب جو شخص انہیں احمدی کہتا ہے، وہ گویا ان سب تحریفات کی تائید کرتا ہے اور اس کفر و الحاد میں شریک ہو رہا ہے۔ کسی کو یہ بات معلوم نہ ہو اور وہ انہیں احمدی کہہ دے تو اور بات ہے لیکن حقیقت معلوم ہونے کے بعد کسی مسلمان کے لیے انہیں احمدی کہنا حرام ہے۔ غلام احمد کی نسبت سے یہ غلمدی (Ghulmadi) ہو سکتے ہیں، مرکز قادیانی کی وجہ سے انہیں قادیانی کہہ سکتے ہیں۔ مرزا کے پیرو ہونے کے لحاظ سے انہیں مرزائی کہا جاسکتا ہے لیکن انہیں احمدی کہنا کسی طرح جائز اور درست نہیں۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ لکھتے تھے میں ”عطا اللہ“ اگر لفظ ”عطا“ ہٹا کر ”اللہ“ نہیں ہو سکتا تو ”غلام احمد“ لفظ ”غلام“ ہٹا کر ”احمد“ کیسے ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۳۶: تو ان کی مسجد کو ”احمدیوں کی مسجد“ کہنا بھی پھر جائز نہ ہوگا؟

جواب: ہاں یہ بھی بالکل جائز نہیں۔ ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کہنا جائز نہیں۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔ جب یہ غیر مسلم اقلیت ہیں تو ان کی عبادت گاہیں مسجدیں کیسے بن گئیں؟ عیسائیوں کی عبادت گاہ گر جا، یہودیوں کی صومعہ، ہندوؤں کی مندر اور سکھوں کا گردوارہ کہلاتی ہے۔ مرزائیوں کی عبادت گاہ کو ”مرزاواہ“ کہتے ہیں تو بجا کہتے ہیں۔ اسے مسجد کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳: مرزا غلام احمد نے کتنے حج یا عمرے کیے تھے؟

جواب: ایک بھی نہیں۔ مرزا غلام احمد نے اتنے الحادی اور کفری دعویٰ کر رکھے تھے کہ سلطنت برطانیہ کے باہر کسی اسلامی ملک میں قدم رکھنا اس کے لیے ممکن نہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ حج بھی نہ کر سکا تھا۔

پیش نظر رہے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرما چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نزول کے بعد حج یا عمرہ ضرور کریں گے اور فوجِ روحا (FAJJ OF ROWHA) کے مقام سے احرام باندھیں گے۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود ہونے کی اس شرط کو پورا کیے بغیر ہی دنیا سے چل بسا۔



قادیانیوں کے
طریقہ ہائے واردات

محمد طاہر رزاق

قادیانیت دجل و فریب کا پلندہ اور کذب و افتراء کا مرقع ہے۔ اس مذہب باطل کی نیو فرنگی نے اٹھائی۔ دین اسلام، پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام کے بارے میں زبان و قلم چلانے کا فن قادیانیوں نے یہودیوں سے سیکھا۔ یہود نے انہیں ملت اسلامیہ سے جنگ لڑنے کی تربیت دی اور ہنود نے ہندوستان میں انہیں بھرپور تقویت دی۔ دنیا کی ان تین بدترین قوموں نے قادیانیت کو بنایا اور اٹھایا۔ قوم انگریز، قوم یہود اور قوم ہنود میں انفرادی طور پر جو صفات رذیلہ پائی جاتی ہیں، وہ مجموعی طور پر قادیانیت میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے ان صفات شیطانی میں ہر قادیانی لاثانی ہے۔ اس نے شیطان کی مکرو فریب کی کتاب کا ورق ورق پڑھا ہے۔ جھوٹ بولنے پر آئیں تو دلائل کے انبار لگا دیں۔ ظلم بھی کریں اور پھر پوری دنیا میں اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا اس طرح پیٹیں کہ سب ان پر ترس کھائیں، قتل بھی کرتے ہیں، اور ہاتھ بھی صاف رکھتے ہیں، مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور قرآن و حدیث پر تحریف کی قینچی بھی چلاتے ہیں۔ اخلاق دکھانے پر آئیں تو سادہ لوح ان کے راستے میں اپنی آنکھیں بچھائیں۔ انسانیت کی خدمت کے بہانے محسن انسانیت کے امتیوں کا ایمان لوٹتے ہیں۔ یہاں پر قادیانیوں کے چند طریقہ ہائے واردات درج کئے جاتے ہیں۔ انہیں پڑھئے، پڑھائیئے، سمجھئے، سمجھائیئے اور پھر ان خطرناک حملوں کا تدارک کیجئے۔

قادیانی حوریں (چڑیلیں)

نام نہاد جنت ربوہ سے نکلی ہوئی قادیانی حوریں ایک پروگرام کے تحت مسلمان نوجوانوں کے دلوں پر ڈاکہ ڈالتی ہیں۔ اور انہیں اپنے دام عشق و محبت میں اسیر کر لیتی ہیں۔ طائر محبت ستاروں سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ دونوں شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ اولاد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب بے چارے کی چشم ہوش کھلتی ہے تو قادیانیت کے دڑبے میں بند ہوتا ہے۔ لیکن اب کیا ہو؟

راقم نے اپنے علاقہ لاہور کے کونسلر جو مصالحتی عدالت کا چیئرمین بھی ہے، کے پاس ایک ایسا ہی کیس دیکھا۔ مسلمان نوجوان اور قادیانی حور دونوں کمرہ عدالت میں

موجود تھے۔ واقعہ کچھ یوں تھا کہ قادیانی حور اور مسلمان نوجوان دونوں ایک ہی دفتر میں ملازم تھے۔ قادیانی حور نے اس پر محبت کے ڈورے ڈالے اور وہ اس پر دل ہار بیٹھا۔ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ قادیانی حور اسے اس کی والدہ اور تمام رشتہ داروں سے چھڑوا کر الگ ایک مکان میں رہنے لگی۔ کچھ مدت کے بعد جب نوجوان کو معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا عورت مرزائی ہے، تو وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور اسے فوراً حکم دیا کہ ابھی میرے گھر سے نکل جائے۔ میری طرف سے تمہیں طلاق ہے۔ راقم نے کمرہ عدالت میں اس نوجوان کی بوڑھی اور خمدہ کمر والدہ کو دیکھا، جو رو رو کر اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہہ رہی تھی میں پیوہ ہوں۔ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ خدا کے لیے میرے بیٹے کو اس دلدل سے نکال لو۔ میرا گھر لٹ چکا ہے۔ میرا سکھ چین چین چکا ہے۔ اس کی آہ و فغان سن کر سینے میں دل رو رہا تھا۔ اور حاضرین مبسوت تھے۔ قادیانی حور اپنے والدین کے ہمراہ اپنی جعلی شرافت دکھانے کے لیے برقع پہنے بیٹھی تھی۔ وہ طلاق نہ لینے پر مصر تھی، اس کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی اور اس کی گفتگو میں وہی بازاری پن تھا جو اس کے دسی نبی مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفات میں استعمال کی ہے۔ بحث جاری تھی۔ راقم نے بحث کو روک کر عدالت کے چیئرمین کو مخاطب کر کے کہا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ لہذا کسی بھی صورت میں ایک مسلمان کا مرزائی عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ جسے چیئرمین عدالت نے فوراً قبول کر لیا اور طلاق ہو گئی۔ اس طرح نوجوان اور اس کی بوڑھی والدہ کو ”قادیانی تحفے“ سے نجات مل گئی۔

قادیانی ارتدادی فیکٹریاں

ملک کے اندر سینکڑوں کی تعداد میں قادیانیوں کی چھوٹی بڑی فیکٹریاں چل رہی ہیں، جن میں ہزاروں مسلمان ملازمین محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ یہ فیکٹریاں دراصل کفر و ارتداد کے اڈے ہیں۔ جہاں دیگر مصنوعات سازی کے ساتھ ساتھ مرتد سازی بھی ہوتی ہے۔ ان فیکٹریوں میں ترقی حاصل کرنے کے لیے قادیانی افسروں کی قربت حاصل کرنا لازمی امر ہے۔ ختم نبوت کے ڈاکوؤں کے خطرناک عزائم سے نا آشنا مزدور بھی قادیانی

افسروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی خوب خدمت کرتے ہیں۔ ان فیکٹریوں میں اکثر مسلمان اور قادیانی اکٹھے کھاتے پیتے ہیں جس سے ان میں ایک دوستانہ فضا قائم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ماسوائے چند کے وہ قادیانی نہیں ہوتے لیکن قادیانیوں کے خلاف ان کے دل میں نفرت بھی نہیں پیدا ہوتی۔ ان قادیانیوں کے خلاف جہاد میں وہ ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب ربوہ میں قادیانیوں کا سالانہ میلہ بڑے زور و شور سے لگا کرتا تھا اور انہی فیکٹریوں سے مسلمانوں کی بسیں بھر بھر کر ربوہ جاتی تھیں۔ محنت کش ربوہ ت نبوت چوروں کی چرب زبانی سن کر آتے تو کئی دولت ایمان سے محروم ہو چکے ہوتے اور کئی اسلام کے بارے میں اپنے دل میں شکوک و شبہات لے کر آتے۔ غرض اثر سب پر ہوتا کسی پر زیادہ کسی پر کم۔

الحمد للہ اب سالانہ میلہ پر تو پابندی لگ چکی ہے۔ لیکن دیہاتوں اور شہروں میں سینکڑوں مقامات پر قادیانی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں، جہاں ان فیکٹریوں کے محنت کشوں کی ایک کثیر تعداد شرکت کر رہی ہے جو کہ خطرے کا الارم ہے۔ ایک طرف مایوسی کا یہ گھپ اندھیرا ہے لیکن دوسرے طرف ایمان اور جرات کے چند چراغ ان اندھیروں میں روشنیاں بکھیر رہے ہیں۔ یعنی قادیانی فیکٹریوں میں دینی غیرت سے سرشار محنت کشوں نے قادیانیوں کے خلاف انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اور وہ اپنی فیکٹریوں میں قادیانی مالکان سے نبود آزما ہیں اور وہ جھوٹے نبی کی امت کو لکار کر کہہ رہے ہیں۔

شب تاریک سے کہہ دو کہ ٹھکانہ کرے

ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم آتے ہیں

سندھ میں قادیانی مالکان کے خلاف مزدوروں نے جو جہاد کیا ہے اور قادیانی مالکان و افسروں کی جو درگت بنائی ہے، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ لاہور میں سکاٹ میٹر فیکٹری واقع ملتان روڈ کی لیبر یونین فیکٹری کے مالک کا اس مجاہدانہ انداز سے محاسبہ کیا ہے کہ وہ نیم پاگل ہو چکا ہے۔ اس کے خلاف کئی مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ درجنوں مرتبہ ضمانت قبل از گرفتاری کرا چکا ہے۔ اور کئی دفعہ معافیاں مانگ چکا ہے۔ پوری مزدور برادری اس سے انتہائی نفرت کرتی ہے، اور وہ مزدوروں کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔

کفر و ارتداد کی ظلمت مٹانے کی ضرورت ہے
 ہر سو دین کی شمعیں جلانے کی ضرورت ہے

بیروز گار نوجوانوں کا شکار

بیروز گاری ہمارے ملک میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ان پڑھ تو اپنی جگہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل نوجوان ہاتھوں میں ڈگریاں لیے ملازمتوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض کمزور دل اور حساس نوجوان بیروز گاری اور غربت و افلاس سے تنگ آ کر خود کشی ایسے گناہ عظیم کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ جوان بیٹے کی موت سے والدین اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ گھر کا چراغ بجھ جاتا ہے اور جوان مرگ اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھتا ہے۔

بیروز گار نوجوان قادیانیوں کے لیے لقمہ تر ہے۔ وہ حالات کے ستائے ہوئے ان پریشان نوجوانوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو قادیانی بنا کر بیرونی ملک بھجوانے کے لیے ان کا ایک خصوصی شعبہ کام کر رہا ہے۔ اب تک قادیانی سینکڑوں مسلمانوں کو قادیانی بنا کر بیرونی ممالک میں بھیج چکے ہیں۔ پھر قادیانی گھرانوں میں ان کی شادیاں کر دی جاتی ہیں۔ اور وہ بری طرح قادیانی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔

قادیانی جن نوجوانوں کو بیرون ممالک لے جا رہے ہیں، ان میں اکثریت کو وہاں سیاسی پناہ لے کر دیتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہونے کے ناطے ان کے ہاتھ تو بہت لمبے ہوتے ہیں، اور بین الاقوامی صحافت پر بھی ان کا قبضہ ہے۔ اس لیے یہ غوغا آرائیاں کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ ان کی املاک کو لوٹا جا رہا ہے۔ ان کو ملازمتوں سے نکالا جا رہا ہے۔ اس لیے پاکستان میں رہنا ان کے لیے مشکل ہے۔ لہذا مگر مجھ کے آنسو بہا کر یہ سیاسی پناہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ سنگین صورت حال کا سختی سے نوٹس لے۔ بیرونی ممالک میں تعینات اپنے سفیروں کے ذریعے ان ممالک کی حکومتوں کو صحیح صورت حال سے مطلع کرے اور انہیں اس حقیقت سے آشنا کرے کہ مظلومیت کا رونا رونے والے نوسریاز ہزاروں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے ہیں۔ ۱۔ تمام کلیدی عہدوں پر سانپ بن

کر بیٹھے ہیں وغیرہم، مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ ان ممالک میں رہنے والے مسلمانوں سے فوری رابطہ قائم کریں اور انہیں اس المناک داستان سے واقف کریں۔ اور انہیں کہیں کہ وہ اپنے ممالک میں اس عظیم فراڈ کے خلاف آواز بلند کریں اور تنظیمیں قائم کر کے ان کی سازشوں کو بے نقاب کریں۔ اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان لئے ہوئے نوجوانوں سے رابطہ قائم کریں۔ ان کے قلوب میں ایمان کی چنگاری روشن کریں۔ ان کے ذہن اور ضمیر پر لگے ہوئے قادیانیت کی نحوست کے وجہ صاف کریں۔ انہیں ان کی خطرناک چالوں سے آگاہ کریں اور دولت ایمان کی قدر و قیمت بتاتے ہوئے انہیں سمجھائیں کہ

مصطفیٰ سے عشق رکھ مرزا کا سودائی نہ ہو
دین حق پہ رکھ یقین باطل کا شیدائی نہ ہو
کی محمدؐ پر نبوت ختم حق نے اے بشر
قدر ایمان ہے اگر تجھ کو تو مرزائی نہ ہو

زمین کے عوض یقین

انگریز نے اپنے انگریزی نبی مرزا قادیانی عرف مسٹر گاما کے کفر بھرے سر پر جب اپنی انگریزی نبوت کا ہیٹ رکھا تو ہیڈ مرید مسٹر گاما اور دیگر چھوٹے مریدین کو بے شمار مراعات سے نوازا۔ انگریز گورنر سرفرانس موڈی نے جھوٹی نبوت کے ذیل خاندان کو ربوہ ضلع جھنگ میں ۱۱۳۳ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی پر انا آنہ فی مرلہ کے حساب سے مرہستان کی تعمیر کے لیے میا کی۔ قادیانیوں نے پورے ہندوستان سے مفلوک الحال لوگوں اور ایمان فروشوں کو لا کر ربوہ میں پلاٹ دے کر قادیانی سازی کی مہم شروع کی۔ ربوہ میں کالونیاں بنیں۔ بازار بنے۔ ہسپتال بنے، سکول بنے، کالج بنے، تار گھر بنے، ڈاک خانہ بنا، ریلوے اسٹیشن بنا غرض کہ ایک پورا شہر آباد ہو گیا مگر ہزاروں لوگوں کا ایمان برباد ہو گیا۔ جس نے بھی پلاٹ لیا اس نے تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ کاٹ لیا۔ جس نے بھی ٹکڑا زمین لیا، اس نے اس کے عوض قادیانیوں کو ختم نبوت سے انحراف کا یقین دیا۔ لیکن قادیانیوں کی کمال ہوشیاری دیکھئے کہ لوگوں کے ایمانوں کی

رجسٹریاں تو کرائیں لیکن آج تک مکانوں کی مکینوں کے نام رجسٹریاں نہیں کیں۔ ربوہ کی ساری زمین قادیانیوں کی ”رائل فیملی“ کے نام ہے۔ رائل فیملی نے ربوہ میں بسنے والے تمام قادیانیوں کو زمین اور مکان کے ٹکسے میں کس رکھا ہے۔ اگر کوئی قادیانی مسلمان ہونا چاہے تو اسے مکان سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ جو اس کی کمزور معیشت پر ناقابل برداشت ہو جھ ہوتا ہے۔ اگر آج ربوہ کی زمین ”رائل فیملی“ کی بجائے اس کے مکینوں کے نام کر دی جائے تو آج ہی ربوہ کے آدھے قادیانی مسلمان ہو جائیں گے۔

راقم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں حاضر تھا۔ راقم مسلم کالونی سے اپنے دوستوں کے ہمراہ اندرون ربوہ کا عجائب خانہ دیکھنے کے لئے ایک ٹانگہ میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ کوچوان جو ایک ساٹھ سالہ بوڑھا تھا۔ جب راقم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم قادیانی ہو؟ تو اس نے جواب دیا ہاں میں قادیانی ہوں۔ راقم نے پوچھا تم قادیانی کیسے ہوئے؟ اس نے بتایا کہ تقسیم ملک کے بعد وہ اپنے والدین کے ہمراہ جزائوالہ ضلع فیصل آباد میں آباد ہو گیا۔ کچھ دیر جزائوالہ میں رہے۔ پھر اس کا والد ربوہ میں منتقل ہو گیا۔ اسے وہاں زمین مل گئی۔ اس کے ساتھ ہی والد قادیانی ہو گیا اور ہم سب اہل خانہ نے بھی یہی مذہب اختیار کر لیا۔ راقم نے جب اس سے مذہب قادیانیت کے بارے میں پوچھا تو وہ بالکل کور تھا۔ کہنے لگا بابو جی! ہمیں کیا پتہ؟ ہم تو مزدور لوگ ہیں، صبح سے شام تک ٹانگہ چلاتے ہیں اور بیوی بچوں کے لئے روٹی کماتے ہیں۔ اس کی دلسوز داستان سن کر راقم تھرتھرا اٹھا اور سوچ رہا تھا کہ زمین کا ایک ٹکڑا دے کر قادیانیوں نے ارتداد کی تلوار سے ایک خاندان کے بیسیوں مسلمانوں کے ایمانوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

قادیانی اداروں کی یلغار

قادیانیوں نے مسلمانوں کو قادیانیت کے جال میں پھنسانے کے لئے اور اپنے جعلی مذہب کی دھاک بٹھانے کے لئے اندرون و بیرون ملک مختلف اصلاحی و رفاہی ادارے بنا رکھے ہیں، جو درحقیقت ملت اسلامیہ کے لئے اصلاحی و رفاہی نہیں بلکہ باعث تباہی ہیں۔

قادیانیوں نے مختلف علاقوں میں سکول قائم کر رکھے ہیں، جہاں وہ نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو خالی الذہن ہوتے ہیں ان کے ذہن میں آہستہ آہستہ قادیانیت کا زہر اندھا جاتا ہے۔ استاد ہونے کے ناطے بچے اور ان کے والدین قادیانی اساتذہ کا احترام کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قادیانی اپنے علاقوں میں بااثر اور مقبول ہو جاتے ہیں اور ان کا ایک حلقہ ارادت قائم ہو جاتا ہے۔

کچھ قادیانی ملت اسلامیہ کی نوخیز نسل کو اپنے قریب کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو فری ٹیوشن پڑھاتے ہیں اور معاشرے میں اپنا مقام بنا رہے ہیں۔ کئی علاقوں میں قادیانیوں نے فری ڈسپنسریاں بنا رکھی ہیں، جہاں غریبوں کا مفت علاج کر کے ان سادہ لوح لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کی جا رہی ہیں اور انہیں دوائی کی صورت میں قادیانی زہر پلایا جا رہا ہے۔ جسمانی علاج کے بہانے انہیں روحانی طور پر بیمار کیا جا رہا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے۔ کہ وہ فوری طور پر قادیانیوں کے ان خطرناک حربوں کا سختی سے نوٹس لیں، نیز اپنے اپنے علاقوں میں ایسے قادیانی اڈوں (سکولوں) کا پتہ لگائیں اور بچوں کے والدین سے فوری طور پر رابطہ قائم کر کے انہیں اس خطرناک صورت حال سے آگاہ کریں۔ اور ان پر زور دے کر ان کے بچوں کو ایمان کے لیٹروں کے سکولوں سے نکلوائیں۔ انشاء اللہ چند دنوں میں قادیانیوں کا سکول کسی ویران آسب زوہ مکان کا منظر پیش کرنے لگے گا۔ اور قادیانی وہاں منہ لٹکائے ہوئے جوار یوں کی طرح بیٹھے دکھائی دیں گے۔

اسی طرح ان نوجوانوں سے ملیں جو قادیانیوں سے فری ٹیوشن پڑھ رہے ہوں انہیں سمجھائیں کہ اے ملت اسلامیہ کے شاہینو! ٹیوشن کی آڑ میں یہود و نصاریٰ کے یہ ایجنٹ تمہارے بال و پر کاٹ رہے ہیں۔ ان کا مقصد تمہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنا نہیں بلکہ زیور اسلام سے محروم کرنا ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کی شکار گاہیں یعنی فری ڈسپنسریوں کا بھی صفایا کریں۔ علاقہ میں اگر کوئی اور قادیانی ڈاکٹریا حکیم اپنا کلینک یا مطب چلا رہا ہو تو اس کا بائیکاٹ کروائیں۔ جب دینی غیرت و حمیت سے سرشار ہو کر مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں گے، تو پھر ڈاکٹر کے کلینک میں الو بولے گا اور حکیم کے مطب میں مکڑی جالا بنے گی۔ اور یہ دونوں معالج سے مریض ہو جائیں گے۔ لیکن ضرورت اس بات کی

ہے کہ کوئی تڑپ کر اور مسلمان کو جھنجھوڑ کر گلی گلی یہ صدا گائے کہ
 قادیانی فتنہ اٹھا ہے مسلمانو! اٹھو
 خواب سے بیدار ہو اللہ دیوانو اٹھو
 حرمت دین محمدؐ کے تمکبانو اٹھو
 شعلہ سامانی دکھاؤ شعلہ سامانو اٹھو

قادیانی اور تعلیم قرآن

شیطان نے اپنے یار مرزائے قادیان کی امت کو ملت اسلامیہ سے لڑنے کے لئے
 اتنے داؤ پیچ سکھائے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ اور قادیانی بھی خوب شاگردی ادا
 کرتے ہیں۔ ایک داؤ ملاحظہ ہو۔

مختلف علاقوں میں قادیانی عورتیں اور مرد مسلمان بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید
 پڑھا رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت کو سچا اور قادیانیت کو دین حق ثابت کرنے کے لئے
 غلط تراجم اور تشریحات کر رہے ہیں۔ بچے قرآن پڑھنے کے بعد ساری زندگی اپنے اساتذہ
 کی عزت کرتے رہتے ہیں، جو کہ قادیانیت کے لئے ایک بہت بڑا سہارا ہے۔ راقم کے
 ایک دوست نے جب ایک ایسے ہی قادیانی استاد کی سر بازار درگت بنائی تو وہ سر کچلے
 سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا وہاں سے بڑ بڑاتا ہوا چلا گیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد دس
 بارہ مسلمان نوجوان راقم کے دوست سے بدلہ لینے کے لئے آگئے۔ اور انہوں نے کہا کہ
 تم نے ہمارے استاد کی بے عزتی کی ہے۔ جب راقم کے دوست نے انہیں مرزا قادیانی
 اور عقائد قادیانیت سے آگاہ کیا تو وہ ششدر رہ گئے۔ وہ حیرت کی تصویریں بنے ساری
 منگٹگوں رہے تھے اور کف افسوس مل رہے تھے۔

اس کی قامت سے اسے جان گئے لوگ فراز

جو لباس بھی وہ چالاک پہن کر نکلا

آپ اپنے علاقوں کا فوراً دورہ کیجئے اور دیکھئے کہ کہیں کوئی قادیانی رہزن لباس
 رہبر میں مسلمانوں بچوں کو قرآن تو نہیں پڑھا رہا؟ اگر کہیں خدا نخواستہ ایسی صورت حال
 ہو تو فوراً ظلم عظیم کو روکنے۔

خون کے ذریعے ایمان پر شب خون

آپ نے اکثر اخبارات اور ٹیلی ویژن پر یہ اہل سنی اور پڑھی ہوگی کہ فلاں ہسپتال میں فلاں مریض شدید بیمار ہے اور اسے فلاں گروپ کے خون کی اشد ضرورت ہے۔ راقم کے علم میں یہ بات آئی کہ قادیانیوں نے دکھی خاندانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور انہیں دام فریب میں پھنسانے کے لئے خون دینے والے مختلف گروپ بنا رکھے ہیں، جو اہل سنت ہی ہسپتال پہنچ جاتے ہیں۔ اور مریض کے وارثوں سے میٹھی میٹھی گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں، دکھی انسانیت کی خدمت ہمارا مقصد حیات ہے۔ یہ خون دے کر پورے خاندان کو ممنون احسان کر لیتے ہیں۔ اور پورے خاندان سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت ایسے خون دینے والے گروپوں پر کڑی نظر رکھیں اور اس بات کا سپرہ دیں کہ کسی مرتد زندیق اور گستاخ رسول کا خون مسلمان کی رگوں میں داخل نہ ہو سکے اور کوئی مرزائی خون دینے کے بہانے کسی مسلمان کے ایمان کا خون نہ کر دے۔

جاگ ختم نبوت کے سپاہی جاگ
محمد مصطفیٰ کے فدائی جاگ

قادیانی رہائش گاہیں یا شکار گاہیں

گاؤں قصبات اور چھوٹے شہروں سے جو لوگ ملازمت کے سلسلہ میں، محنت و مزدوری کے سلسلہ میں اور طلباء اپنی تعلیم کے سلسلہ میں بڑے شہروں میں آتے ہیں، تو رہائش کا مسئلہ ان کی لئے سب سے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ ایک طرف تو معمولی تنخواہیں یا اجرتیں اور دوسری طرف بھاری کرایہ جات، ان کی معیشت کی کمر پر بھاری بوجھ ہوتا ہے۔ لہذا قادیانی شکاری ان پریشان حال لوگوں کے شکار میں نکلتے ہیں، اور ان کے غمگسار بن کر اپنے بڑے بڑے معبد خانوں میں بنے ہوئے کمرہ جات یا امیر قادیانی افراد کی کونٹیوں میں ”سروٹ کوارٹر“ سے ایک کمرہ دے دیتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ ان پر اپنے عقائد و نظریات کی چھاپ لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کئی سادہ لوح ان کے جعلی اخلاق سے متاثر ہو کر مکان کے عوض ایمان دے دیتے ہیں۔

راقم کا واسطہ ایک ایسے ہی نو قادیانی نوجوان سے پڑا، جس کے ایمان کا گلا قادیانیوں نے اس رہائش کی تلوار سے کاٹا تھا۔

راقم نے اسے قادیانیت کے جوہر سے نکال کر اسلام کی مہکتی فضاؤں میں دوبارہ لانے کی انتہائی کوشش کی۔ وہ دوبارہ مسلمان تو نہ ہوا لیکن اس مہم میں راقم کو قادیانیوں کے ایک خطرناک وار سے واقفیت حال ہو گئی۔ یہ نوجوان ایم اے انگلش ہے۔ سرکاری ملازم ہے۔ بہاولپور سے لاہور نوکری کے سلسلہ میں آیا۔ ایک قادیانی وکیل کے ہتھے چڑھ گیا جس نے یہی طریقہ وارات استعمال کر کے اس کی متاع ایمان چھین لی۔ راقم جب لاہور میں واقع اس قادیانی وکیل کی بہت بڑی رہائش پر گیا تو نیچے کی منزل کی ایک بوسیدہ سے کمرے میں تین چارپائیاں بچھی تھیں۔ اور تین کونوں میں کچھ لوگوں کا سامان وہاں پڑا تھا۔ راقم کے استفسار پر اس قادیانی نے بتایا کہ یہ تینوں چارپائیاں ہم تین ساتھیوں کی ہیں، جن میں سے دو احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ تیسری چارپائی ایک طالب علم کی ہے، جو احمدیت قبول کرنے والا تھا۔ لیکن اس کے گاؤں کے مولوی صاحب کو پتہ چل گیا۔ مولوی صاحب اس کے والدین کو لے کر فوراً یہاں پہنچے اور اسے ساتھ لے گئے۔ اس کی چارپائی خالی پڑی ہے۔ اب یہاں کوئی اور آجائے گا۔ یہ تمام روح فرسا مناظرہ دیکھتے ہوئے راقم مجسمہ حیرت بنا کھڑا تھا۔ اور وارثان منبر و محراب سے گلہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

لٹ رہا ہے دین، ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں

مگر افسوس ابھی دین محمدؐ کے رکھوالے سو رہے ہیں۔

راقم کی ملاقات ایسے ہی ایک کیس میں ایک میڈیکل کالج کے طالب علم سے ہوئی۔ اس نے بتایا کہ مجھے لاہور میں رہائش کا مسئلہ درپیش تھا۔ مکان کی تلاش کے دوران میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو بظاہر بڑا شفیق اور مہربان نظر آتا تھا۔ اس نے مجھے کہا آپ پریشان کیوں ہیں؟ میں آپ کو فری رہائش مہیا کرتا ہوں۔ چکنی چڑنی باتیں کرتا وہ مجھے لاہور کے قادیانی مرکز واقع گڑھی شاہو لے آیا۔ وہاں اس نے پیار بھرے لہجے میں ایک چھوٹا سا کمرہ دہاتے ہوئے کہا یہ رہا آپ کا کمرہ۔ راقم کو اس طالب علم نے بتایا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ قادیانی معبد خانہ ہے، تو میں فوراً وہاں سے استغفار

پڑھتا ہوا بھاگا۔

جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مرزائیت کے اس خطرناک جال کو تار تار کر دیں۔ اور اس میں پھنسے ہوئے مسلمان بھائیوں کو نکال لائیں۔ جو لٹ چکے ہیں ان سے رابطہ قائم کر کے ان پر محنت کریں۔ اگر ان کے والدین اور عزیز واقارب کو معلوم نہیں کہ ان کا فرزند جو تعلیم حاصل کرنے آیا تھا، وہ اب تعلیم مرزائیت حاصل کر کے مرزائی ہو چکا ہے۔ جو دولت کمانے آیا تھا وہ دولت ایمان سے محروم ہو چکا ہے۔ یہ خبر اس کے والدین، اس کے دوستوں اور اس کے خاندان پر بجلی بن کر گرے گی۔ اور وہ بجلی کی سرعت کے ساتھ آئیں گے اور خود ہی اس کا علاج کر لیں گے۔

قادیانی اجتماعات میں مسلمانوں کو لے جانا

مذہب لعین ”قادیانیت“ کے مبلغین اپنے اپنے علاقوں میں اپنے اس مذہب کے پرچار کے لئے اجتماعات کرتے رہتے ہیں۔ جس میں قادیانی مبلغین اپنے نوجوانوں سے کہتے ہیں کہ ہر نوجوان اس اجتماع میں پانچ پانچ دس دس مسلمان نوجوانوں کو اپنے ساتھ لے کر آئے۔ بعض قادیانی اپنی رہائش گاہوں پر اپنے نام نماد خلیفہ مرزا طاہر کی تقریروں کی فلمیں وی سی آر پر اپنے محلے کے نوجوانوں کو اپنے گھروں میں مدعو کر کے دکھاتے ہیں۔ دیہاتوں میں بھی یہ فعل قبیح جاری ہے۔ تاج و تخت ختم نبوت کے محافظوں سے گزارش ہے کہ وہ ایسے قادیانیوں کا سختی سے محاسبہ کریں، کیونکہ قانوناً ”کوئی قادیانی اپنے باطل مذہب کا پرچار نہیں کر سکتا۔ لہذا فوراً تھانہ میں زیر دفعہ 298 - C پرچہ درج کرائیں۔ مرزا طاہر کی کفریہ تقریریں سننے والے نوجوانوں سے فرداً فرداً ملیں۔ انہیں قادیانیت کی غلاطی سے آگاہ کریں۔ اس علاقہ میں قادیانیت کے زہریلے اثرات کے تدارک کے لئے رد قادیانیت کے موضوع پر لیکچر یا جلسہ کا اہتمام کریں۔ عوام کا مسئلہ سمجھانے اور انہیں اپنا ہم نوا بنانے کے لئے صبح و شام محنت کریں اور پھر ضرب کاری لگا کر قادیانیت کا کام تمام کریں۔

جن کو نہ ہو کچھ پاس پیغمبرؐ کے ادب کا

چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملا دوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

غریب مسلمانوں کو گھروں میں ملازم رکھنا

قادیانی غریب مسلمان بچوں یا بوڑھی عورتوں اور بوڑھے مردوں کو اپنے گھر کا کام کاج کرنے کے لئے ملازم رکھ لیتے ہیں۔ بچہ جس کے مذہبی خیالات و نظریات ابھی پختہ نہیں ہوتے، قادیانی اسے اپنے اجتماعات میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اسے اپنے مذہب بدکی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے جب وہ مکمل طور پر قادیانی ہو جاتا ہے۔ یہی طریقہ واردات بوڑھے ملازمین پر آزمایا جاتا ہے۔ انہیں خوش و خرم رکھا جاتا ہے۔ اماں جی اور میاں جی کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ کھانے پینے کے لئے اچھی غذا اور پہننے کے لئے اچھا کپڑا دیا جاتا ہے۔ غرض کہ انہیں اپنے مصنوعی اخلاق کے شیشے میں اتار کر مرزائی بنا لیا جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ رائے ونڈ ضلع لاہور میں پیش آیا۔ جہاں ایک ساٹھ سالہ بوڑھی عورت ایک قادیانی گھرانے میں ملازمہ ہوئی اور کچھ ہی مدت کے بعد وہ ایمان کے شکاریوں کے ہاتھوں شکار ہو کر قادیانی ہو گئی۔ ہائے افسوس! کہ اس کا دامن رحمتہ للعالمین سے کٹ کر زحمت للعالمین مرزا قادیانی سے وابستہ ہو گیا۔

الہی محفوظ رکھنا ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

مجاہدین ختم نبوت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر اپنے علاقہ کا سروے کریں۔ اگر آپ کے علاقہ میں کوئی مسلمان کسی قادیانی کے گھر میں ملازمت کر رہا ہے، تو اسے فوراً اس خطرناک جال سے نکالیں۔

الگ قطعہ زمین خرید کر وہاں کفر نگر آباد کرنا

کسی شہریا گاؤں میں کچھ قادیانی خاندان مل کر ایک الگ قطعہ زمین خرید لیتے ہیں اور وہاں مکانات بنا کر رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔ باہر کے علاقوں سے بھی قادیانی آکر وہاں آباد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اپنی پوجا پاٹ کے لئے ایک عبادت خانہ تعمیر کرتے ہیں۔

غرض کہ ایک کفر گڑھ معرض وجود میں آجاتا ہے۔ امور تبلیغ کے لئے ایک قادیانی مہم وہاں پہنچ جاتا ہے اور ارتدادی مہم شروع ہو جاتی ہے۔ ارد گرد کے علاقوں میں قادیانیت پر مبنی لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ دیہاتوں میں بنارسیت نبوت کی تبلیغ کے لئے قادیانی مبلغین پھیل جاتے ہیں اور سادہ لوح دیہاتیوں کے ایمانوں کو لوٹتے ہیں۔ قادیانی ایسی سینکڑوں کالونیاں وطن عزیز میں قائم کر چکے ہیں، جن کو یہ قادیانیت کے قلعے قرار دیتے ہیں۔ لیکن دینی غیرت ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے کھتی ہیں۔

کفر نے تعمیر کی ہے یادگار سومات
غیرت محمود کی ہم داستان تازہ کریں۔

تاج و تخت ختم نبوت کے محافظوں سے درخواست ہے کہ وہ ایسی صورت حال میں قادیانیوں سے نبٹنے کے لئے اس آبادی سے ملحقہ گاؤں کا کام کے لئے انتخاب کریں۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم کریں۔ جلسوں کا اہتمام کریں۔ وافر مقدار میں لٹریچر مہیا کریں۔ گھر گھر جا کر جھوٹی نبوت کے بارے میں لوگوں کو بتائیں۔ عوام کے دلوں میں مرزائیت کے خلاف نفرت کوٹ کوٹ کر بھر دیں۔ جب ایک گاؤں یا بستی کی ذہن سازی ہو جائے اور وہاں سے مجاہدین ختم نبوت کی ایک فوج تیار ہو جائے، تو اسکے ساتھ والے گاؤں میں بھی یہی طریقہ تبلیغ استعمال کریں۔ پھر ارد گرد کے چند دوسرے گاؤں میں بھی جذبہ جماد کی لہر دوڑا دیں۔ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرائیں۔ الیکشن میں ان کے ووٹ مسلمانوں کے ووٹوں میں داخل نہ ہونے دیں۔ اگر کوئی قادیانی مردود مر جائے تو اسے گاؤں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں، دوکان دار حضرات انہیں سودا سلف دینا بند کر دیں۔ انشاء اللہ تھوڑا سا لکھنے کہنے سے قادیانیت علاقہ سے یوں غائب ہو جائے گی جیسے گدھے کے سر سے سینک!

قادیانی اور سماجی بہبود

قادیانی مسلم معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرنے اور عوام الناس کے دلوں پر اپنی جعلی چھاپ لگانے کے لئے سماجی بہبود کے کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں جب او جڑی کیمپ کا روح فرسا حادثہ پیش آیا جس میں سینکڑوں انسان جاں بحق

ہو گئے۔ اسی المناک حادثہ پر پورا پاکستان جذبہ ایمانی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے امد آیا۔ متاثرین کے لئے ادویات، کپڑے، اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء کا بندوبست کیا۔ جہاں دیگر تنظیموں اور اداروں نے اپنے امدادی کیمپ لگائے، وہیں ایمان کے شکاریوں ”قادیانیوں“ نے بھی اپنی ”دکان فریب“ سجائی۔ حالانکہ یہ بات منظر عام پر آچکی ہے کہ سانحہ اوجڑی کیمپ میں قادیانیوں کا کتنا ہاتھ تھا۔ ۱۹۸۸ء میں پنجاب میں جب بدترین سیلاب آیا تو لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے۔ کروڑوں روپے کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ پانی کی موجیں لوگوں کا سب کچھ بہا کر لے گئیں۔ ان آفت زدہ علاقوں میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ قادیانی شکاری بھی امداد کے بہانے اپنے شکار پر نکل آئے۔ لوگوں میں اشیاء تقسیم کیں اور قادیانیت کا پرچار کیا۔ متاثرین سے کہا کہ صرف احمدیت ہی خدمت انسانیت کا نام ہے۔

ان فریبیوں اور جھوٹوں سے کوئی پوچھے تم ملت اسلامیہ کے ہمدرد اور نمکسار کہاں سے آگئے۔ تم نے تو ہمیشہ ملت اسلامیہ کو زخم لگا کر قہقہے لگائے ہیں۔ تم نے تو ہمیشہ مسلمانوں کو تڑپتے دیکھ کر خوشی سے رقص کیا ہے۔ تم نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا۔ تم نے سقوط ڈھاکہ کے موقع پر حلوے کی دیکیں تقسیم کی تھیں۔ تم نے شاہ فیصل کی شہادت پر ربوہ میں بمگذاڑا ڈالا تھا اور منھائی تقسیم کی تھی۔ تم کہاں سے آگئے ملت اسلامیہ کے غم خوار؟ تمہارے اس دجل و فریب پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام

صیاد بظہر مل کے چلا ہے گلاب کا

مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ ایسے موقع پر قادیانی لیروں کی کڑی نگرانی کریں اور خدمت انسانی کی آڑ میں صورت خضر میں نکلے ہوئے ان لیروں کو پکڑ کر باہر نکالیں، کیونکہ ان کا کام تعمیر نہیں بلکہ تخریب ہے اور وہ بھی تخریب ایمان!

بیواؤں اور یتیموں کی امداد

قادیانی اس ”نیکی“ کی آڑ میں بھی قادیانیت کا خوب خوب پرچار کر رہے ہیں۔

راقم الحروف کے نوٹس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ایک گھرانے کا کفیل مسلمان شخص فوت ہو گیا۔ اس کی بیوہ اپنے تین بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کر سکی اور اس نے بچوں کو سکول سے اٹھا لیا۔ ان بچوں میں سے ایک کا کلاس فیلو ایک قادیانی کا بیٹا تھا جس نے اپنے باپ سے کہا کہ فلاں لڑکا سکول نہیں آتا۔ وہ قادیانی اپنے بیٹے کے ساتھ اس بیوہ کے پاس پہنچا اور اسے کہا کہ وہ اپنے تمام بچوں کو تعلیم دلوائے جس کے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ اس قادیانی بیوہ کی مالی امداد شروع کر دی۔ قادیانی چونکہ ہر سال ربوہ جاتا تھا۔ ایک دن بیوہ کے بچے بھی ضد کر کے اپنے نام نہاد ”چچا“ کے ساتھ ربوہ چلے گئے۔ آج وہ پورا خاندان قادیانی ہو چکا ہے۔

مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے محلہ میں غریب لوگوں خصوصاً بیواؤں اور یتیم بچوں کا خاص خیال رکھیں اور اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کریں تاکہ کوئی قادیانی ان کو لقمہ تر نہ بنا سکے۔

قادیانیوں
کے
سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی
محمد امین

سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا

نبی بعده اما بعد

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لیے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لیے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی (بائیکاٹ) کرنا، ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ ٹاٹھ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پر امن بے ضرر اور موثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے وہكذا كان داب الصحابة و من بعدهم من المومنين في جميع الازمان فانهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجته اليه واثروا رضاء الله تعالى على ذالك (مرقات) (شرح مشکوٰۃ، ج ۱، صفحہ ۲۹۰) یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش

قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ بایںکات قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے عملی طور پر بھی اس کو نائذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم اگر آپ مہینہ بھران کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کی واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ماٹھم فقطعنا علیہم فلما قطع خرجوا (زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۰۵) اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک صحابی اور ان کے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن کلامی وکلام صاحبی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ فاجتنب الناس کلامنا (صحیح بخاری، صفحہ ۶۷۵ جلد دوم) ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ انہی اور اس بایںکات کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے وضاحت علیہم الارض بمارحبت وضاحت علیہم انفسہم وظنوا لاملحامن اللہ الا الیہ (قرآن مجید، پارہ ۱۱)

اور یہ بایںکات جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ (روح البیان)

تنبیہ: یہ حضرات صحابہ کرام تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک

صاحبِ لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے درجات بلند کئے لہذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قطع تعلقی (بایکٹ) کے متعلق قرآن پاک میں ہے ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نارِ جہنم پہنچی۔

نیز قرآن پاک میں ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور حدیث پاک میں ہے:

”رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بایکٹ نہ کیا) تو خدا تعالیٰ نے ان کے ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تکبیر لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔“ (ترمذی شریف صفحہ ۱۳۰، ج ۲)

مذکورہ بالا بایکٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن جو دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان و عظمت پر حملے کریں ایسے بد مذہبوں کے لیے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بایکٹ نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا سخت

حرام ہے اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں، 'بن بھائی کنبہ برادری ہو' قرآن پاک میں ہے۔

يا ايها الذين امنوا لاتتخذوا ابااءكم
اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم
منكم فاولئك هم الظالمون

"یعنی اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی، بن
ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے
ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔"

نیز قرآن پاک میں ہے:

لاتجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من
حاد الله ورسوله ولو كانوا اباائهم او ابنائهم او
اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم
الايمان وايدهم بروح منه ويدخلهم جنت تجري
من تحتها الانهر خلدين فيها لَا يَمُوتُونَ فِيهَا ورضوا عنه
اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون O

"یعنی تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے
ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور
اس کے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ
ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں
اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں
بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ
میش رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ
کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔"

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے

ساتھ دوستی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

والکلام علی ما فی الکشاف من باب التخییل
خیل ان من الممتنع المحال ان تجد قوما مومنین
یوادون المشرکین

”یعنی آیت مبارکہ میں یہ تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور
کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔“
نیز اسی میں ہے:

مبالغہ فی النهی عنه والزجر عن ملا بستہ
والتصلب فی مجانبہ اعداء اللہ تعالیٰ

”یعنی آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے
دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور
ایسا کرنے والوں کے لیے زجر و توبخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ
رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے۔“

خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک کے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ایسا ایمان
نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ
تھی خواہ وہ باپ ہو کہ بیٹا بھائی ہو کہ بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ
نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی سنی تو
اس کو ایسا مکار سید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور حضور
نے پوچھا فعلت یا ابابکر اے ابو بکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔
قال لا تعد قال واللہ لو کان السیف قریباً منی لضربتہ یا رسول
اللہ خدا تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اس کو مار دیتا اس پر آیت مذکورہ
نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی
شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح

الغالی میں ہے۔ عن انس قال کان ای ابو عبیدہ قتل اباه وهو من
جمله اساری بدر بیدہ لما سمع منه فی رسول اللہ ﷺ ما
یکره ونہاہ فلم ینتہ

یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن
اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن
حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت معصب بن عمیر نے اپنے بھائی
عبید بن عمیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں کروڑوں اربوں کھربوں رحمتیں نازل
فرمائے جنہوں نے امت کو عشق مصطفیٰ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموس مصطفیٰ کے
سامنے سب بیچ ہیں۔ حضور رحمت دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت کے سامنے نہ
کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے، نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی
محبت آڑے آتی ہے، نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔ سبحان من کتب
الایمان فی قلوب المومنین وایدہم بروح منہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عشق و محبت ہی کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے
جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ
کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو
معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور
شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن
محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت
محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے، دھوکہ ہے، فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالیٰ اور اس
کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ
دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے افضل الاعمال الحب فی
اللہ والبغض فی اللہ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا

تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ دربار الہی میں یوں دعا کرتے ہیں:

”اللہم اجعلناھا دین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولیئک وعدو الاعدائک نحب بحبک من احبک ونعادی بعداوتک من خالفک اللہم هذا لدعا وعلیک الاجابہ۔“ (ترمذی شریف صفحہ ۲۱۷۸)

”یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر۔ یا اللہ! ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ! ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ! ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔“

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹکھ دیتے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے ارشاد مبارک یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم کے مطابق حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنابرین رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے، لہذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا، حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابھی مسجد

شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظمؓ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا ہے لیکن منافق فاروق اعظمؓ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظمؓ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا، بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۱۱، صفحہ ۱۱، تفسیر مظہری صفحہ ۲۸۹/۴، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۴/۲، تفسیر خازن صفحہ ۵۱۱/۳، تفسیر بغوی علی الخازن صفحہ ۵۱۱/۳، تفسیر روح البیان صفحہ ۴۹۳/۳)

اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے طرد المنافقين من مسجد رسول اللہ ﷺ اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا فامربہم رسول اللہ ﷺ فاخرجوا من المسجد اخراجا حنیفا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابو ایوب، خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھینٹے گھینٹے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابو ایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب بھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابو ایوب فرماتے جاتے اف لک منافقا خبیثا ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپتھپا کر وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی عمارہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو

خدا تعالیٰ نے تیرے لیے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ فلا تقربن
مسجد رسول اللہ ﷺ۔ آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب
نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس
بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھے گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال
دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث نے جب سنا کہ حضور نے منافقوں کے نکال دینے کا حکم
فرمایا ہے، حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹے گھسیٹے مسجد سے باہر نکال
دیا۔ وہ منافق کہتا تھا، اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں
فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔
ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس کہ تجھ پر
شیطان کا تسلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۵۲۸/۱)

نیز خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیمؑ کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور
اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو۔ ارشاد ہے:

قد كانت لكم اسوه حسنه في ابراهيم والذين
معه اذ قالوا القوم هم انا براء منكم ومما تعبدون من
دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوه
والبغضاء ابد احتى تومنوا بالله وحده (سورہ ممتحنہ)

”یعنی اے ایمان والو تمہارے لیے ابراہیمؑ اور ان کے ماننے والوں میں
اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے
بتوں سے بیزار ہیں۔ ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم
خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دشمنی ٹھن گئی ہے۔“

اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

يقول الله تبارك وتعالى وعزتي لا ينال رحمتي
من لم يوال اوليائي ويواد اعدائي (صفحہ ۲۵/۲۸)

”یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔“

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے:

”یعنی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ نے عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لیے نماز پڑھی خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لیے برہان بنے گی۔ عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لیے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ روزہ تو تیرے لیے ہی ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کی میں نے تیرے لیے صدقہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لیے سایہ بنے گا۔ عرض کی میرے خدا میں نے تیرے لیے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تو تیرے لیے ہی نور ہو گا۔ بتا تو نے میرے لیے کون سا عمل کیا ہے۔ موسیٰ نے عرض کی میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لیے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔“ (درۃ الناصحین، صفحہ ۲۱۰)

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۷۸/۴ پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول و محبوب عمل ہے، اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنا بھی مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کی محبت اور ان کے دشمنوں گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا۔

”دو محبت متبائنہ جمع نشوند جمع کہ ضدین رامحال گفتمہ اند۔ محبت یکے مستلزم عداوت دیگرست۔“ (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۱۶۵ جلد اول) یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا و علامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء او ﷺ (مکتوب ۱۶۵/۱)

یعنی تاجدارِ مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔ نیز فرمایا:

”کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کے دشمن ہیں دشمنی رکھنی چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیے اور ان بد بختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہیے۔“ (مکتوب نمبر ۱۶۵)

نیز فرمایا در رنگ سگای ایشان را دور باید داشت یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیے۔ نیز فرمایا ”پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفرست۔ کیسکہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔“ (مکتوب نمبر ۱۶۳/۱) یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو خوار و ذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔

نیز سیدنا امام ربانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے (کہ انکے دشمنوں کے ساتھ دشمنی عداوت رکھی جائے۔) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس

دربار تک رسائی مشکل ہے۔" (مکتوب نمبر ۱۶۵/۱)

اور یہ بھی مسلم کہ سید اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔ ڈاکٹر سراقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست
اگر باو نہ سیدی تمام بولٹی ست

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولب ہے۔

بد مذہبوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ
یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یا تنونکم من
الاحادیث بمالہم تسمعون انتم ولا ابائکم فایاکم
واباہم لایضلونکم ولا یفتونکم۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب دجال بہت جھوٹے دھوکے باز آئیں گے وہ تم ہی ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی لہذا اے میری امت! تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔"

سبحان اللہ! کیا شان ہے تاجدارِ مدینہ ﷺ کی۔ آپ نے نورِ نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بتاؤنی باتیں سنا کر اپنے دجل و فریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے لہذا اس شفیق امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو نپٹنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! بے دیوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو

کہتے پھرتے ہیں جی صاحب ہر کسی کی بات سنی چاہیے، دیکھیں بھلا کتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لڑیچہ پڑھنے والے، ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ، بد دین ہو گئے، جہنم کا اندھن بن گئے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار! غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ ان کی تقریریں مت سنو، ان کے رسائل و اخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے۔

”یعنی حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث پاک سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں، آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے۔ اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پھر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی (اور میں بھی بد مذہب ہو جاتا)۔ (از فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام بن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ علم کا ٹھکانہ مارتا ہوا سمندر۔ وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج کے ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرات سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سنی چاہیے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یوں ہی حضرت سعید بن جبیر سے کسی نے کوئی بات

پوچھی تو آپ نے اس کو جواب نہ دیا فقیل له فقال ازایشان (فتاویٰ الحرمین) کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بد مذہبوں میں سے ہے۔

حدیث پاک نمبر ۲

قال رسول اللہ ﷺ ان مجوس هذه الامه
المكذبون باقدار الله ان مرضوا فلا تعودوهم وان
ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا
عليهم (ابن ماجہ شریف)

”یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔ (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہی، روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔“

بزرگان دین کے ارشادات

حضرت سیدنا سہل تستریؒ نے فرمایا

”جس شخص نے اپنا ایمان درست کیا اور اپنی توحید کو خالص کیا وہ کسی بد مذہب سے انس و محبت نہ کرے گا نہ اس کے پاس بیٹھے گا، نہ اس کے ساتھ کھائے پئے گا نہ اس کے ساتھ آئے جائے گا بلکہ اپنی طرف سے اس کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر کرے گا۔“
(روح المعانی صفحہ نمبر ۳۵/۲۸)

نیز فرمایا: ”جو شخص کسی بد مذہب کے ساتھ خوش طبعی کرے خدا تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان نکال لے گا۔ جس بندے کو اس بات کا اعتبار نہ آئے وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔“ (روح المعانی)

تفسیر روح البیان میں ہے: ”وفات کے بعد کوئی شخص خواب میں سیدنا ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیات سے مشرف ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیا کیا تو فرمایا مجھے عتاب فرمایا اور مجھے تیس سال، ایک روایت میں تین سال کھڑا رکھا اور اس عتاب کا سبب یہ کہ میں نے ایک دن ایک بد مذہب کی طرف شفقت سے دیکھا تھا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ابن مبارک تو نے میرے ایک دین کے دشمن کے ساتھ دشمنی کیوں نہیں کی۔“ (روح البیان ص ۴۱۹، جلد ۴)

یہ واقعہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں: ”پس کیا حال ہو گا اس شخص کا جو دیدہ دانستہ دین کے خالوں کے پاس بیٹھتا ہے۔“ (روح البیان ص ۲۲۰)

عارف باللہ حضرت علامہ حقیؒ کا ارشاد مبارک

”براہمشین انسان کو دوزخ کی طرف بھیج کر لے جاتا ہے اور اسے ہلاکت کے

گڑھے میں ڈال دیتا ہے لہذا مخلص اور سنی مومن کو چاہیے کہ وہ کافروں، منافقوں اور بد مذہبوں کی صحبت سے بچے تاکہ اس کی طبیعت میں ان کا بد عقیدہ اور برا عمل سرایت نہ کر جائے۔ (روح البیان صفحہ ۴۱۹/۴)

نیز عارف باللہ علامہ حقّی نے فرمایا ”حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا، ان کے کسی عمل کو پسند کرے گا وہ انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس قوم کے ساتھ حساب میں شریک ہو گا اگرچہ ان کے ساتھ اعمال میں شریک نہیں تھا۔“ (روح البیان صفحہ نمبر ۴۹۴/۹)

نیز تفسیر روح البیان میں ہے ”خدا تعالیٰ کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ بھی حسن خلق میں داخل ہے۔ اس لیے کہ جب سب مہمانوں سے مہربان آقا کو اعدائے دین پر سختی کرنے کا حکم ہے تو دوسرے کا کیا شمار۔ لہذا دشمنان دین پر سختی کرنا یہ دوستوں پر مہربانی کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے وہ دشمنوں پر بڑے سخت ہیں اور اپنوں پر بڑے مہربان۔“ (روح البیان صفحہ نمبر ۴/۱۰)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد گرامی

”یعنی جس کسی نے کسی بد مذہب سے محبت کی خدا تعالیٰ اس کا عمل برباد کر دے گا اور اس کے دل سے نور ایمان نکال دے گا۔“ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۸۰)

نیز فرمایا: ”خدا تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ فلاں بندہ بد مذہبوں سے بغض رکھتا ہے، مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کی نیکیاں تھوڑی ہوں۔“ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۸۰/۱۱)

حضرت سفیان بن عیینہؒ کا ارشاد مبارک

”یعنی جو شخص کسی بد مذہب کے جنازہ پر گیا وہ لوٹنے تک خدا تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔“

سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانیؒ کا ارشاد مبارک:

وان لا یکاثر اهل البدع ولا بدانیہم ولا یسلم علیہم۔

”بد مذہبوں کے (جلسوں وغیرہ میں شرکت کر کے) ان کی رونق نہ بڑھائے اور ان کے قریب نہ آئے اور ان پر سلام نہ کرے۔“ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۸۰)

نیز فرمایا ”یعنی بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور ان کے قریب نہ جائے اور نہ ہی انہیں عید وغیرہ شادی کے موقع پر مبارک دے اور جب وہ مرجائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے اور جب ان کا ذکر ہو تو رمتہ اللہ علیہ نہ کہے بلکہ ان سے الگ رہے اور ان سے خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے عداوت رکھے یہ اعتقاد کرتے ہوئے کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ایسا کرنے میں ثواب کثیر اور اجر عظیم کی امید رکھے۔“ (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۸۰)

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم ؓ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے جو مسافر کو کھانا کھلائے۔ سیدنا فاروق اعظم ؓ نے خادم سے فرمایا اس کو ساتھ لے آؤ وہ لے آیا۔ فاروق اعظم ؓ نے اسے کھانا منگا کر دیا۔ اس نے کھانا شروع کیا اس کی زبان سے ایک بات نکلی جس سے بد مذہبی کی بو آتی تھی، آپ نے فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھالیا اور اس کو نکال دیا۔ (ملفوظات امام اہلسنت المفلوظ حصہ دوم صفحہ ۹۸)

پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ پہلی امتوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے واسئلہم عن القریہ الّتی كانت حاضره البحر اذ یعدون فی السبت اذ تاتیہم حیثانہم یوم سبتہم شرعاً ویوم لا یسبتون لاتاتیہم۔ (سورہ اعراف) یعنی اصحاب سبت جن کی بستی دریا کے کنارے واقع تھی انہوں نے ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑ کر خدا اور اس کے نبی کی نافرمانی کی تو اس قوم کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ

نافرمانی کرنے والا ایک برائی سے روکنے والا تیسرا خاموش۔ آخر کار فرمانبردار گروہ نے نافرمانوں سے ایسا بائیکاٹ کیا کہ درمیان میں دیوار کھڑی کر دی نہ یہ ادھر جاتے نہ ادھر آتے جب نافرمانوں کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو وہ بندر بنا کر ہلاک کر دیے گئے۔ (تفسیر مظہری جلد سوم سورہ اعراف صفحہ ۷۶-۷۷۔ تفسیر روح المعانی سورہ اعراف جلد نمبر ۹ صفحہ ۹۳)

پھر طرفہ یہ کہ ہر نمازی نماز و ترکی دعائیں پڑھتا ہے و نخلع و نترک من یفجرک یا اللہ ہم ہر اس شخص سے قطع تعلقی کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا نافرمان ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الہی میں مودبانہ کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتا ہے کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں، مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن مسجد سے باہر آکر ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل:

میرے مسلمان بھائیو تاجدارِ مدینہ ﷺ کے بھولے بھالے امتیو ہو شیار خبردار، ہو شیار خبردار، اپنے ایمان کو بچاؤ، اپنے بیگانے کو پہچانو اور اگر شیطان دھوکہ دینے کی کوشش کرے تو مندرجہ بالا ارشادات کو بار بار پڑھو۔ خدا تعالیٰ دوست دشمن کی پہچان نصیب کرے۔ ان ارید الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

طالب دعا: سگ دربارِ سلطانی فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ، ۳ جمادی الآخرہ ۱۴۹۴ھ

تتمہ

۱۔ یہ تمہا دنیا میں مسلمانوں کا خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ لیکن قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی طرف سے بائیکاٹ ہو گا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا
انظرونا نقتبس من نورکم قبیل ارجعوا ورائکم
فالتمسوا نوراً فضرب بینہم بسورلہ باب باطنہ
فیہ الرحمہ وظاہرہ من قبلہ العذاب (سورہ حدید، پ ۲۷، آیہ ۱۳)

”یعنی قیامت کے دن (جب پل صراط پر سے گزر ہو گا اور خدا تعالیٰ ایمان والوں کو نور عطا فرمائے گا) اس نور کو دیکھ کر منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ اس پر فرمایا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ پھر جب لوٹیں گے تو ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہو گا۔ اس کے اندر کی طرف رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا یعنی دیوار کے ذریعہ ایسا مکمل بایکٹ کر دیا جائے گا کہ منافق لوگ ایمان والوں کے نور کی روشنی بھی نہ لے سکیں گے۔“

۲۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا:

وامتازوا الیوم ایہا المجرمون (سورہ یٰسین، پ ۲۳، آیہ

(۵۹)

”یعنی اے نافرمانو کافرو آج میرے بندوں سے الگ ہو جاؤ۔“

خدا تعالیٰ سب کو دین اسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

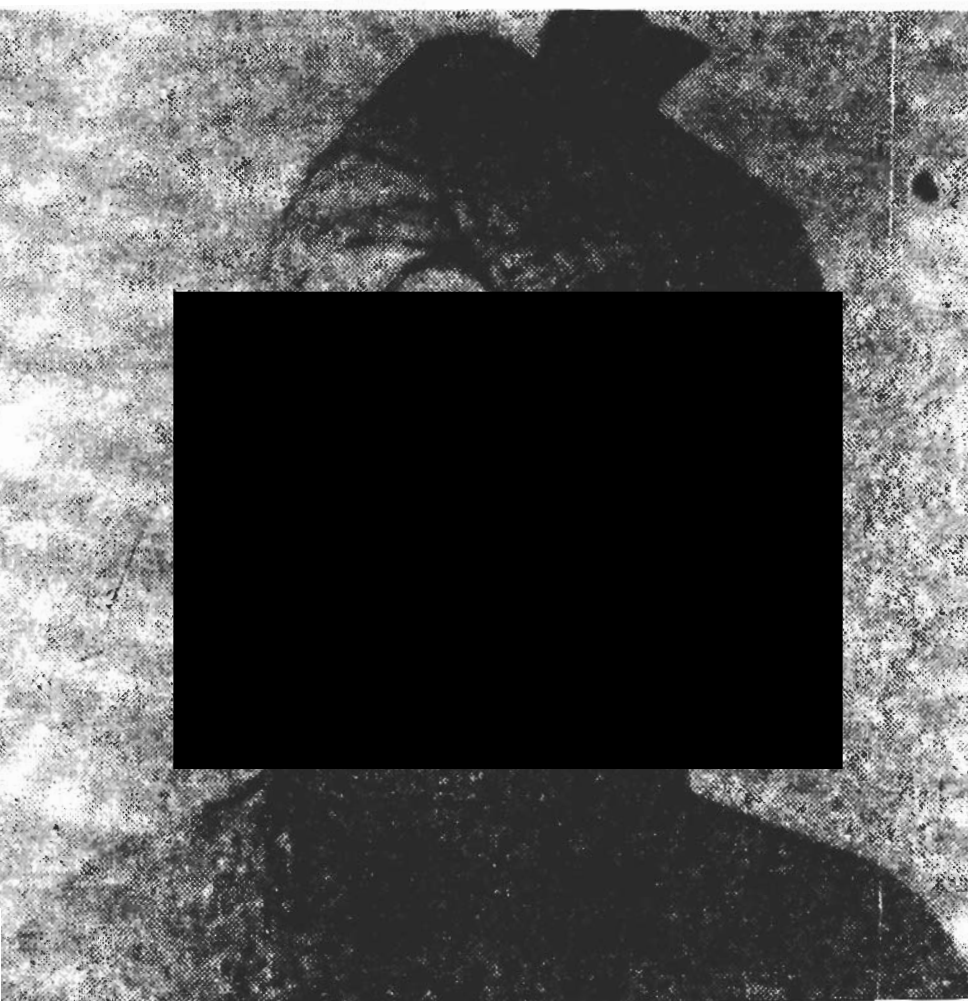
مسلمان بندوں کی دعاؤں کا محتاج

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ

تصویر فیصلہ کرتی ہے !



تصویر فیصلہ کرتی ہے



انگریز نے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ مرزا قادیانی نے اپنا پھٹا ہوا منہ کھولا۔۔۔۔۔ اور ہدیان
 بکا۔۔۔۔۔ میں محمدؐ ہوں (نعوذ باللہ)۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے محمدؐ کو
 دوبارہ اس دنیا میں میری شکل میں بھیجا ہے (نعوذ باللہ)۔۔۔۔۔ میں صورت اور سیرت کے
 اعتبار سے عین محمدؐ ہوں (نعوذ باللہ)۔۔۔۔۔ جو میرا انکار کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ محمدؐ کا انکار کرتا
 ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھ میں اور محمدؐ میں کوئی فرق نہیں۔۔۔۔۔ جب مرزا قادیانی نے اپنی جہنمی
 زبان سے یہ کفر نکالا۔۔۔۔۔ تو اس کے ایک شاعر مرید لعین قاضی اکمل نے مرزا قادیانی کی
 شان میں ایک قصیدہ لکھا۔۔۔۔۔ جس کے دو شعر بصد معذرت پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔ نقل کفر،
 کفر نباشد۔۔۔۔۔

محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
 اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
 محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
 غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
 (نعوذ باللہ)

جب مرزا قادیانی ملعون کے پاس یہ ارتدادی اشعار پہنچے۔۔۔۔۔ تو اس نے ان اشعار
 کو خوبصورت لکھوا کر۔۔۔۔۔ فریم کروا کر۔۔۔۔۔ اپنے کمرے کی دیوار پر لگوادیا۔۔۔۔۔ تاکہ
 آنے جانے والے اسے دیکھتے رہیں۔۔۔۔۔ اور اس عقیدہ کی تشہیر ہوتی رہے۔۔۔۔۔
 کہ ارض پر بسنے والے انسانو! مرزا قادیانی لعین کو سرور کو نین ﷺ سے کیا
 نسبت؟

کہاں ختم نبوت کا آفتاب عالمتاب ﷺ اور کہاں قادیان کا چگاڈ
 کہاں سرور کائنات ﷺ اور کہاں رذیل کائنات۔
 کہاں اللہ کا حبیب ﷺ اور کہاں گماشتہ ابلیس
 کہاں فخر انسانیت ﷺ اور کہاں ننگ انسانیت۔

کہاں ساقی کوثرؑ اور کہاں قادیان کے ”چھپر“ کا کیرا
کہاں شافعِ محشرؑ اور کہاں تماشاۓ محشر۔

اے اہل دنیا اب سے نگاہیں جھکا دو۔۔۔۔۔ اور گوشِ ہوش سے سنو۔۔۔۔۔

میرے نبیؐ! جناب محمد رسول اللہؐ

جمالِ کائنات..... حسنِ کائنات..... زینتِ کائنات..... جن کے چہرے سے
سورج کو ضیاء ملتی ہے..... جن کے رخساروں کی دمک سے چاند، چاندنی حاصل کرتا
ہے..... جن کی آنکھوں کی چمک سے ستارے جگمگانا سیکھتے ہیں..... جن کے دانتوں کی
تنویر سے جواہرات چمکنے کا ہنر جانتے ہیں..... جن کے لبوں کی نزاکت سے غنچے پگھلنا سیکھتے
ہیں..... جن کے ماتھے کے نور سے انسانیت کو راستے ملتے ہیں..... جن کے قد زیبا سے
سرو اپنے قد کی رعنائی حاصل کرتا ہے..... جن کے سانسوں کی مہک سے مشک و عنبر خوشبو
پاتے ہیں..... جن کی زلفوں کی لہک سے کائنات بننا سنورنا سیکھتی ہے..... جن کی
آنکھوں کی حیا سے کلیاں شرمانا سیکھتی ہیں..... جن کی مسکراہٹ سے قوس و قزح رنگ
بکھیرنا جانتی ہے..... جن کی چال سے مست خرام ندیاں چلنے سے آشنا ہوتی ہیں..... جن
کی منتکلو سے بلبل نغمے سیکھتی ہے..... جن کی آنکھوں کی سیاہی سے کالی گھٹاؤں کو حسن ملتا
ہے..... جن کی آنکھوں کی سفیدی سے دن کو اجالا ملتا ہے..... جن کی پلکوں کی دلاویز
حرکت سے نجوم جھلانا سیکھتے ہیں..... جن کے ابرو خمدار کو دیکھ کر بالال اپنی صورت
تراشتا ہے..... جن کے جال سے بجلیاں کڑکنا اور جن کے جمال سے باد نسیم چلنا جانتی
ہے..... جن کی گفتگو کے لفظوں سے ہدایت کے چراغ جلتے ہیں..... اور جن کے
قدموں کے نشان سے انسانیت کو منزل کا سراغ ملتا ہے۔

اب ذرا مرزا قادیانی کی تصویر دیکھو۔۔۔۔۔ انتہائی غور سے دیکھو۔۔۔۔۔ III

آنکھیں۔۔۔۔۔ چھوٹی بڑی

بڑی آنکھ بھی اتنی چھوٹی۔۔۔۔۔ کہ آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا امتیاز مشکل ہے۔۔۔۔۔

ہاتھی کی طرح نکتے ہوئے لمبے لمبے کان۔۔۔۔۔

لبوتر اساسر۔۔۔۔۔ جس کا عیب چھپانے کے لیے سر پر سکھوں والا ”گڈر“ باندھ دیا گیا

بے ڈھب ماتھا----- کسی پوٹھوہاری علاقے کا منظر پیش کرتا ہے-----
 ابرو کے بال----- یوں ٹوٹے ہوئے جیسے "بال جھڑ" کا مریض ہو-----
 کچھوے کی طرح اندردیکی ہوئی گردن-----
 خمیری روئی کی طرح پھولے ہوئے بڑے بڑے ہونٹ-----
 پھولے ہوئے نتھنے----- جیسے کم آکسیجن والی ہوا میں سانس لے رہا ہو-----
 پتکے ہوئے گال----- جیسے چہرے پر کوئی باکسر مشق کرتا رہا ہو-----
 آوارہ دازھی----- جیسے لکڑی کے جالے کا ویرانہ
 چہرے پر----- رعب نہ دبہ-----

روشنی نہ ضیاء-----

وجاہت نہ ملاحت-----

امانت نہ دیانت-----

شرافت نہ صداقت-----

رعنائی نہ زیبائی-----

جاذبیت نہ آدمیت-----

وقار نہ افتخار-----

شوکت نہ تمکنت-----

قابلیت نہ انسانیت-----

بتائے اکیا یہ شکل کسی نبی کی ہو سکتی ہے؟ (نعوذ باللہ)

ہرگز نہیں----- اللہ کی قسم----- ہرگز نہیں-----

مرزا قادیانی دنیا کا سب سے کریہہ صورت اور خے منہ شخص تھا-----

اس کی تصویر ہی اس کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس کی تصویر ہی اس کے کاذب ہونے کا اعلان کرتی ہے۔

اس کی تصویر ہی اس کے دجال ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی نے کیا خوب کہا ہے

واہ رے اے چنڈال، ترے کیا کہنے ہیں
 تو ہے بڑا دجال، ترے کیا کہنے ہیں
 حلیہ دیکھو، آنکھیں ٹیڑھی، سر فٹ بال
 پچکے پچکے گل، ترے کیا کہنے ہیں
 جب کوئی تصویر دکھاتا ہے تیری
 ڈر جاتے ہیں بال، ترے کیا کہنے ہیں
 پیدا ہو نہیں سکتا رہتی دنیا تک
 اب کوئی تجھ سا "لال" سے کیا کہنے ہیں

جراح قادیانیت

محمد طاہر رزاق

آؤا قادیانی اخلاق دھاؤں

محمد طاہر زاق

”قادیانیوں کا اخلاق بڑا اچھا ہوتا ہے“ یہ وہ جملہ ہے جو اکثر ہمارے بھولے بادشاہوں کے نوک زبان رہتا ہے۔ یہ جملہ ملت اسلامیہ کے سادہ لوح لوگوں تک یونہی نہیں پہنچا۔ اس کے پیچھے قادیانیوں کی کفریہ مشینری کا پون صدی پچھڑا عرصہ شامل ہے۔ قادیانیوں کو شاید مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر پر اتنی قوت نہیں صرف کرنا پڑی جتنی کہ انہیں اس زہر آلود جملہ کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں اتارنے کے لیے صرف کرنا پڑی۔ ہمارے بھولے بادشاہوں کو ایک بنیادی بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جو لوگ ہمارے آقا ﷺ کے دشمن ہیں وہ ہمارے محسن کیسے ہو سکتے ہیں؟ جو معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بکو اس کرتے ہیں ان کا اخلاق سے کیا ناٹھ؟ جو ملت اسلامیہ کو مدینہ منورہ کی شاہراہ سے ہٹا کر قادیان کے تاریک ارتدادی غاروں میں لے جانا چاہتے ہیں، وہ ہمارے خیر خواہ کیسے؟

میں اپنے سادہ لوح بھائیوں کے سامنے بانی فتنہ قادیانیت مرزا قادیانی کے اخلاق کی صرف ایک جھلک دکھاتا ہوں۔ وہ دیگ کا صرف یہی ایک دانہ چکھیں اور اندازہ کریں کہ باقی دیگ کتنی دم پختہ ہوگی۔ مرزا قادیانی مسلمانوں پر ایک ہزار دفعہ لکھ کر لعنت بھیج رہا ہے اور ہر لعنت پر نمبر بھی ڈالے جا رہا ہے تاکہ اس کے موزی دل کو تسکین مل جائے۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

۱	لعنت	۲	لعنت	۳	لعنت	۴	لعنت	۵	لعنت	۶	لعنت
۷	لعنت	۸	لعنت	۹	لعنت	۱۰	لعنت	۱۱	لعنت	۱۲	لعنت
۱۳	لعنت	۱۴	لعنت	۱۵	لعنت	۱۶	لعنت	۱۷	لعنت	۱۸	لعنت
۱۹	لعنت	۲۰	لعنت	۲۱	لعنت	۲۲	لعنت	۲۳	لعنت	۲۴	لعنت

١٠
 ١١
 ١٢
 ١٣
 ١٤
 ١٥
 ١٦
 ١٧
 ١٨
 ١٩
 ٢٠
 ٢١
 ٢٢
 ٢٣
 ٢٤
 ٢٥
 ٢٦
 ٢٧
 ٢٨
 ٢٩
 ٣٠
 ٣١
 ٣٢
 ٣٣
 ٣٤
 ٣٥
 ٣٦
 ٣٧
 ٣٨
 ٣٩
 ٤٠
 ٤١
 ٤٢
 ٤٣
 ٤٤
 ٤٥
 ٤٦
 ٤٧
 ٤٨
 ٤٩
 ٥٠
 ٥١
 ٥٢
 ٥٣
 ٥٤
 ٥٥
 ٥٦
 ٥٧
 ٥٨
 ٥٩
 ٦٠
 ٦١
 ٦٢
 ٦٣
 ٦٤
 ٦٥
 ٦٦
 ٦٧
 ٦٨
 ٦٩
 ٧٠
 ٧١
 ٧٢
 ٧٣
 ٧٤
 ٧٥
 ٧٦
 ٧٧
 ٧٨
 ٧٩
 ٨٠
 ٨١
 ٨٢
 ٨٣
 ٨٤
 ٨٥
 ٨٦
 ٨٧
 ٨٨
 ٨٩
 ٩٠
 ٩١
 ٩٢
 ٩٣
 ٩٤
 ٩٥
 ٩٦
 ٩٧
 ٩٨
 ٩٩
 ١٠٠
 ١٠١
 ١٠٢
 ١٠٣
 ١٠٤
 ١٠٥
 ١٠٦
 ١٠٧
 ١٠٨
 ١٠٩
 ١١٠
 ١١١
 ١١٢
 ١١٣
 ١١٤
 ١١٥
 ١١٦
 ١١٧
 ١١٨
 ١١٩
 ١٢٠
 ١٢١
 ١٢٢
 ١٢٣
 ١٢٤
 ١٢٥
 ١٢٦
 ١٢٧
 ١٢٨
 ١٢٩
 ١٣٠
 ١٣١
 ١٣٢
 ١٣٣
 ١٣٤
 ١٣٥
 ١٣٦
 ١٣٧
 ١٣٨
 ١٣٩
 ١٤٠
 ١٤١
 ١٤٢
 ١٤٣
 ١٤٤
 ١٤٥
 ١٤٦
 ١٤٧
 ١٤٨
 ١٤٩
 ١٥٠
 ١٥١
 ١٥٢
 ١٥٣
 ١٥٤
 ١٥٥
 ١٥٦
 ١٥٧
 ١٥٨
 ١٥٩
 ١٦٠
 ١٦١
 ١٦٢
 ١٦٣
 ١٦٤
 ١٦٥
 ١٦٦
 ١٦٧
 ١٦٨
 ١٦٩
 ١٧٠
 ١٧١
 ١٧٢
 ١٧٣
 ١٧٤
 ١٧٥
 ١٧٦
 ١٧٧
 ١٧٨
 ١٧٩
 ١٨٠
 ١٨١
 ١٨٢
 ١٨٣
 ١٨٤
 ١٨٥
 ١٨٦
 ١٨٧
 ١٨٨
 ١٨٩
 ١٩٠
 ١٩١
 ١٩٢
 ١٩٣
 ١٩٤
 ١٩٥
 ١٩٦
 ١٩٧
 ١٩٨
 ١٩٩
 ٢٠٠
 ٢٠١
 ٢٠٢
 ٢٠٣
 ٢٠٤
 ٢٠٥
 ٢٠٦
 ٢٠٧
 ٢٠٨
 ٢٠٩
 ٢١٠
 ٢١١
 ٢١٢
 ٢١٣
 ٢١٤
 ٢١٥
 ٢١٦
 ٢١٧
 ٢١٨
 ٢١٩
 ٢٢٠
 ٢٢١
 ٢٢٢
 ٢٢٣
 ٢٢٤
 ٢٢٥
 ٢٢٦
 ٢٢٧
 ٢٢٨
 ٢٢٩
 ٢٣٠
 ٢٣١
 ٢٣٢
 ٢٣٣
 ٢٣٤
 ٢٣٥
 ٢٣٦
 ٢٣٧
 ٢٣٨
 ٢٣٩
 ٢٤٠
 ٢٤١
 ٢٤٢
 ٢٤٣
 ٢٤٤
 ٢٤٥
 ٢٤٦
 ٢٤٧
 ٢٤٨
 ٢٤٩
 ٢٥٠
 ٢٥١
 ٢٥٢
 ٢٥٣
 ٢٥٤
 ٢٥٥
 ٢٥٦
 ٢٥٧
 ٢٥٨
 ٢٥٩
 ٢٦٠
 ٢٦١
 ٢٦٢
 ٢٦٣
 ٢٦٤
 ٢٦٥
 ٢٦٦
 ٢٦٧
 ٢٦٨
 ٢٦٩
 ٢٧٠
 ٢٧١
 ٢٧٢
 ٢٧٣
 ٢٧٤
 ٢٧٥
 ٢٧٦
 ٢٧٧
 ٢٧٨
 ٢٧٩
 ٢٨٠
 ٢٨١
 ٢٨٢
 ٢٨٣
 ٢٨٤
 ٢٨٥
 ٢٨٦
 ٢٨٧
 ٢٨٨
 ٢٨٩
 ٢٩٠
 ٢٩١
 ٢٩٢
 ٢٩٣
 ٢٩٤
 ٢٩٥
 ٢٩٦
 ٢٩٧
 ٢٩٨
 ٢٩٩
 ٣٠٠
 ٣٠١
 ٣٠٢
 ٣٠٣
 ٣٠٤
 ٣٠٥
 ٣٠٦
 ٣٠٧
 ٣٠٨
 ٣٠٩
 ٣١٠
 ٣١١
 ٣١٢
 ٣١٣
 ٣١٤
 ٣١٥
 ٣١٦
 ٣١٧
 ٣١٨
 ٣١٩
 ٣٢٠
 ٣٢١
 ٣٢٢
 ٣٢٣
 ٣٢٤
 ٣٢٥
 ٣٢٦
 ٣٢٧
 ٣٢٨
 ٣٢٩
 ٣٣٠
 ٣٣١
 ٣٣٢
 ٣٣٣
 ٣٣٤
 ٣٣٥
 ٣٣٦
 ٣٣٧
 ٣٣٨
 ٣٣٩
 ٣٤٠
 ٣٤١
 ٣٤٢
 ٣٤٣
 ٣٤٤
 ٣٤٥
 ٣٤٦
 ٣٤٧
 ٣٤٨
 ٣٤٩
 ٣٥٠
 ٣٥١
 ٣٥٢
 ٣٥٣
 ٣٥٤
 ٣٥٥
 ٣٥٦
 ٣٥٧
 ٣٥٨
 ٣٥٩
 ٣٦٠
 ٣٦١
 ٣٦٢
 ٣٦٣
 ٣٦٤
 ٣٦٥
 ٣٦٦
 ٣٦٧
 ٣٦٨
 ٣٦٩
 ٣٧٠
 ٣٧١
 ٣٧٢
 ٣٧٣
 ٣٧٤
 ٣٧٥
 ٣٧٦
 ٣٧٧
 ٣٧٨
 ٣٧٩
 ٣٨٠
 ٣٨١
 ٣٨٢
 ٣٨٣
 ٣٨٤
 ٣٨٥
 ٣٨٦
 ٣٨٧
 ٣٨٨
 ٣٨٩
 ٣٩٠
 ٣٩١
 ٣٩٢
 ٣٩٣
 ٣٩٤
 ٣٩٥
 ٣٩٦
 ٣٩٧
 ٣

[illegible]

میرے بھولے بادشاہوا آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کا منہ اسلام کے خلاف دہکتے ہوئے "آتش فشاں" کا دہانہ ہے۔ اس کا قلم ابلیس کی کرپان ہے اور اس کے الفاظ شیطان کے ترکش کے تیر ہیں۔ اے فریب خوردہ مسلمانو! مرزا قادیانی نے صفحہ قرطاس پر جو متلی کی ہے، ذرا اس کی بدبو اور تعفن کو سونگئے۔۔۔۔۔ ہاں ہاں سونگئے۔۔۔۔۔ لے لے سانس لیجئے۔۔۔۔۔

سونگئے۔۔۔۔۔ جھوٹی نبوت کے ان پھولوں کو۔۔۔۔۔

سونگئے۔۔۔۔۔ اس قادیانی مشک کو۔۔۔۔۔ III

سونگئے۔۔۔۔۔ اس قادیانی غبر کو۔۔۔۔۔ III

دیکھئے۔۔۔۔۔ حریر و پر نیاں سے بنے ہوئے ان الفاظ کو۔۔۔۔۔

غور سے دیکھئے۔۔۔۔۔ ان چمکتے دکتے مرزائی یا قوتوں کو۔۔۔۔۔

ذوب کے دیکھئے۔۔۔۔۔ قادیانی اخلاق سے تراشے ہوئے ان ہیروں کو۔۔۔۔۔

شاباش۔۔۔۔۔ شاباش۔۔۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔ ہمت کیجئے۔۔۔۔۔ ہمت کیجئے۔۔۔۔۔ III

ایک دفعہ پھر مگری نظر سے دیکھئے۔۔۔۔۔

ایک دفعہ پھر مگر اسانس لے کے سونگئے۔۔۔۔۔

تا کہ تمہارے دلوں سے قادیانی اخلاق کا خناس نکل سکے۔۔۔۔۔

تا کہ تمہارے دماغوں سے قادیانی آسیب دفع ہو جائے۔۔۔۔۔

از قلم: جراح قادیانیت

محمد طاہر رزاق

قادیانی اسلامی شعائر اور
اسلامی اصطلاحات
استعمال نہیں کر سکتے



س: پاکستان میں عرصہ ۱۵ سال سے قوی اسمبلی کے فیصلے کے مطابق 'قادیانی غیر مسلم قرار دئے جا چکے ہیں اور ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے آرڈیننس بھی نافذ ہو چکا ہے' لیکن اس کے باوجود مرزائی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور کلمہ شریف کا استعمال کر رہے ہیں اور تمام شعارِ اسلامی اور دوسری اسلامی اصطلاحیں مثلاً السلام علیکم، بسم اللہ، اذان، نماز، روزہ، حج، قربانی، علیہ السلام، رضی اللہ، امیر المومنین اور اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھنا وغیرہ کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ کیا قرآن و سنت اور اسلامی لٹریچر کی روشنی میں کسی غیر مسلم کو ان اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

(سائل: اللہ دتہ مجاہد، نیا بازار، قصور)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على
محمد خاتم النبيين والعاقبه للمتقين ولا عدوان
الا على الظالمين وبعد الجواب بعون الوهاب و
منه الصدق والصواب۔

صورت مسئلہ الجواب میں واضح باشد کہ غیر مسلم قادیانی وغیرہ کو اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا شرعاً ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں۔ اور وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ کتاب و سنت، اجماع امت اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب اور مستوجب سزا ہیں۔ چنانچہ جب ابو عامر منافق کے کہنے پر مدینہ کے منافقین نے مسجد ضرار تعمیر کر ڈالی۔ جس کی بنیاد محض ضد، کفر و نفاق، عداوت اسلام اور مخالفت خدا و رسول ﷺ پر رکھی گئی تھی، جو بظاہر مسجد تھی مگر درحقیقت مسجد کی شکل میں اسلام دشمن کارستانیوں اور سازشوں کا مرکز تھی، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان منافقین کے ناپاک عزائم اور اسلام دشمن اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا۔ فرمایا، ”اور جنہوں نے دکھ دینے کو“ اور اللہ سے کفر

کرنے، کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کو اور اس شخص (ابو عامر نصرانی منافق) کو پناہ دینے کی نیت سے جو خدا یعنی اس کے رسولؐ سے پہلے کئی مرتبہ لڑ چکا ہے (ان ظالموں نے ایک) مسجد بنائی ہے، حلف اٹھائے جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں تو اس مسجد میں کبھی بھی کھڑا نہ ہو۔ جو۔“ (سورہ التوبہ ۱۰۷-۱۰۸) (ترجمہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری)

اس آیت شریفہ میں اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دینے کے اللہ تعالیٰ نے چار ناپاک مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ ضرار - یعنی قبا کے مخلص مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں کیونکہ مسجد قباء کی وجہ سے انہیں ایک خاص عزت حاصل ہو گئی تھی (جیسے فرمایا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین - (التوبہ ۱۰۸))

۲۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ کفر و نفاق کی اشاعت اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لیے اڈا قائم کرنا۔ اس غارت کو مسجد ضرار قرار دینے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیک کاموں کا نیک ہونا مقصد و نیت پر موقوف ہے، ورنہ مسجد بنانے جیسا کام بھی کفر کی اشاعت اور اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے ہو سکتا ہے۔ جیسے قادیانیوں کا اپنے مراکز کا نام بیت الذکر وغیرہ رکھنا۔

۳۔ تعمیر ناپاک مقصد یہ کہ و نضر فینا سین المسلمین - مسلمانوں میں تفرق ڈالاجائے، کیونکہ قبا کی تمام آبادی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتی تھی۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اللہ و رسولؐ کے باغی اور منافق ابو عامر نصرانی راہب کے لیے پناہ گاہ مہیا کرنا تاکہ وہ یہاں بیٹھ کر مدینہ کے منافقوں کو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پالیسی اور ترائب سمجھائے وغیرہ وغیرہ۔

اور ان چاروں مقاصد پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے خلاف بغاوت اور عداوت ہی ہے۔ لہذا قادیانیوں کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھیں اور نہ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نقشہ اور طرز تعمیر ہماری مسجد کے مطابق تیار کریں کہ اس سے ہماری مسجد کی توہین اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے، کیونکہ مسجد من جملہ شعائر اسلامی میں

سے ایک شعار ہے۔ لہذا قادیانیوں کو اس کی اجازت دینا، اس شعار کی واضح توہین اور استہفاف ہے، جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ

”جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن یعنی دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اللہ اور رسولؐ کی محرمات کو حرام جانتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں یعنی اہل کتاب۔ ان سب سے لڑو، جب تک کہ وہ ماتحت ہو کر جزیہ دینا منظور نہ کریں۔“ (یعنی جب محکوم رعیت بن جائیں تو ان سے جہاد کرنا ترک کر دو) (التوبہ۔ ۲۹)

اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ عیسائیوں، یہودیوں، مرزائیوں، قادیانیوں، لاہوریوں اور دوسرے کافروں کو اسلامی ریاست میں اپنے باطل مذہب کی کھلے بندوں پر چار کرنے کی اجازت نہیں تاوقت یہ کہ وہ اسلام کی برتری تسلیم کر کے اس کی ماتحتی قبول کرتے ہوئے اپنی ماتحتی کا پورا پورا اعتراف کرتے ہوئے اور جزیہ دیتے ہوئے ذمی بن کر رہنا قبول نہ کر لیں، ان سے جہاد کیا جائے۔ ایسے میں قادیانیوں کو اسلامی طرز تعمیر کے مطابق مسجد بنانے کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے اور وہ اپنے عبادت خانہ کو مسجد کا نام کیوں کر دے سکتے ہیں۔

حضرت امام ابن کثیرؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب تفسیر قرآن العظیم میں ”حتی یعطوا الجزیہ عن ید وہم صاغرون“ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں۔ ”وہم صاغرون کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں (غیر مسلم مسیحیوں، یہودیوں، قادیانیوں) کو خوب ذلیل و رسوا اور حقیر جانو۔ ان کو معزز جاننا شرعاً جائز نہیں اور نہ ان کو مسلمانوں پر ترجیح دینا جائز ہے کیونکہ یہ کہیں، حقیر اور بد نصیب لوگ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی صحیح حدیث کے مطابق ان کو سلام کرنے میں پہل کرنی بھی جائز نہیں، بلکہ ان کو تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کرنا چاہئے۔“ (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۲ ص ۷۳۷)

”وہم صاغرون ایسا فصیح و بلیغ اور جامع جملہ ہے گویا کوزے میں دریا بند کرنے کے مصداق ہے، یہ جملہ کیا ہے، اتلویا ذمی یعنی غیر مسلم رعیت اور اقلیتوں کے لیے ایک ایسی جامع قانونی دستاویز ہے، جس میں ان کی عبادت اور پوجا پاٹ کی حدود اور اس کا طریقہ کار، مذہبی آزادی اور ان کی تبلیغ، قربانی، لباس، خوشی اور غمی کے اظہار

کی تمام حدود متعین کر دی گئی ہیں۔ اس دستاویز کی پوری پوری تفصیل آج بھی ان معاہدات میں موجود ہے جو خلفائے راشدین کے مثالی دور میں ان کے عمال اور سپہ سالار کے تحت اس دور کی غیر مسلم اقلیتوں، یسود و نصاریٰ اور مجوسیوں اور کفار سے طے پائے تھے۔ ان معاہدوں کی روشنی میں ہمارے قابل فخر فقہاء و محدثین، مفسرین، آئمہ مجتہدین اور اسلامی قوانین کے غواص علمائے اسلام نے درج ذیل قوانین مستنبط فرمائے ہیں۔

ذی رعیت نیا عبادت خانہ تعمیر نہیں کر سکتی

(۱) قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں: ”عیسائیوں کو نیا صومعہ اور گر جا تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ جو معاہدہ کے وقت گرجا موجود ہوگا، اس کو گرایا نہ جائے گا۔ نیا بیچہ اور کینسہ گرا دیا جائے گا۔“ (کتاب الخراج للابی یوسف ص ۱۵۹)

(۲) امام ابو الحسن علی بن الماوردیؒ (المتوفی ۴۵۰ھ) رقم فرماتے ہیں: ”اہل ذمہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ دارالسلام میں نیا بیچہ یا کینسہ تعمیر کریں۔ اس کی ان کو شرعاً اجازت نہیں۔ اگر وہ کوئی نیا بیچہ یا کینسہ تعمیر کریں گے تو اس کو گرا دیا جائے گا۔“ (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۶)

(۳) امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شافعیؒ (المتوفی ۷۲۷ھ) تصریح فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کے شہروں میں ذمیوں کو کنائس، بھے اور صومعے بنانے کی اجازت نہیں، کیونکہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جس شہر کو نئے سرے سے مسلمان آباد کریں، اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو گرجا وغیرہ بنانے کا حق نہیں۔“ (شرح المہذب جلد ۱۹ ص ۴۱۲ طبع دار الفکر)

(۴) قاضی ابو یوسفؒ (المتوفی ۴۵۸ھ) رقم فرماتے ہیں: ولا یحوزان یحد ثودار الاسلام بیعتہ و کنیستہ فان احد ثوہا ہدمت علیہم (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۲) اس کا ترجمہ: پہلے مقرر ہوا ہے۔

(۵) امام محمد قدامہؒ ”حبلی“ لکھتے ہیں: ”جزیرہ کے ذمیوں نے حضرت عبدالرحمنؓ

بن غنم (رضی اللہ عنہ) سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ آج کے بعد ہم اپنے شہر میں نہ تو کوئی کینسہ تعمیر کریں گے اور نہ دیر اور نہ قلا یہ اور نہ کسی راہب کے لیے نیا صومعہ بنائیں گے اور ان میں سے جو گر جائے گا اس کو دوبارہ تعمیر نہیں کریں گے اور اس طرح جو گر جاو غیرہ مسلم آبادی میں ہو گا اس کو بھی دوبارہ نہیں بنائیں گے۔ ہم اپنے گرجاؤں کو مسلمانوں کے لیے رات دن کھلے رکھیں گے اور اسی طرح گزرنے والوں اور مسافروں کے لیے ان کے دروازے وسیع رکھیں گے تاکہ وہ ان میں آرام کر سکیں نہ ہم ان گرجاؤں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو ٹھہرائیں گے۔“
(الغنی لابن قدامتہ ج ۹ ص ۲۸۲)

(۶) امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروقؓ کے عامل حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ سے جزیرہ کے عیسائیوں نے از خود جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ بھی تھا۔ ان شرطوں کے علی انفسنا ان لانسحدث فی مدینتنا کنیستہ ولا فیما حولہا دیرا ولا قلایتہ ولا صومعۃ راہب ولا نجدد ماخر ب من کنسائسنا۔ (حقوق اہل الذمہ ج ۲ ص ۶۸۹، ۶۹۰ تحقیق الدکتور صبیحی صالح طبع دمشق) ترجمہ اس کا اور ابن قدامہؒ کی عبارت میں آپکا ہے۔

ان آئمہ کرام اور ماہرین قوانین اسلام کی ان تصریحات سے ثابت ہوا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو جب کہ وہ اہل کتاب بھی ہیں کسی مسلم ممالک میں نہ گرجے اور عبادت خانے تعمیر کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جو گر جائے اس کی تجدید بھی جائز نہیں جیسا کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دارالاسلام میں گر جاو غیرہ بنانا جائز نہیں اور اسی طرح اگر پہلے کا بنا ہوا اگر جاو غیرہ گر جائے تو اس کی تجدید بھی جائز نہیں۔ (شرح المہذب ج ۱۹ ص ۴۱۳)

جب اہل کتاب عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دارالاسلام میں گرجے اور صومعے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں تو پھر قادیانی، مرتدوں اور کافروں کو دارالاسلام اور مسلمان ملک میں مسجد کے نام سے عبادت خانہ بنانے کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے۔ اور وہ اپنے مذہبی مرکز کو مسجد کے نام سے کیوں کر پکار سکتے ہیں؟

مسلمانوں کی طرح عید اور قربانی کی اجازت نہیں

”ذمیوں یعنی عیسائیوں، یہودیوں (اور آج کے قادیانیوں) کو منکر (خلاف اسلام کوئی کام) اور عید منانے اور صلیب پہن کر بازار میں نکلنے سے روک دینا ہو گا۔ (شرح المذہب ج ۱۹، ص ۳۱۱)

(۲) شوافع کا مذہب بھی یہی ہے کہ ”غیر مسلم اقلیتوں کو کھلم کھلا شراب پینے، بازار میں خنزیر لے کر نکلنے، صلیب پہن کر بازار میں آنے اور عیدوں کے بر ملا منانے سے اور اپنے مردوں پر ماتم کرنے سے روک دیا جائے۔“ کیوں کہ حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ کے معاہدہ میں ان چیزوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ پابندی ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ کی ہدایت کے مطابق لگائی گئی تھی۔ جیسا کہ ابن کثیر کی تفسیر ج ۲ ص ۳۷ پر اس کی صراحت موجود ہے۔ (شرح المذہب ج ۱۹، ص ۳۱۱)

(۳) امام بن قیمؒ لکھتے ہیں: کہ ”اس معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ ہم ذمی لوگ، بعوث (ان کی عید کا نام) کے لیے کھلے میدان میں نہیں نکلیں گے جیسے مسلمان عید قربان اور عید الفطر پڑھنے کے لیے کھلے میدان میں آتے ہیں۔“ جس سے شوکت اسلام کا اظہار مقصود ہے۔ (کتاب حقوق اہل الذمت ج ۲، ص ۶۶۱)

(۴) امام نوویؒ لکھتے ہیں: ”جزیرہ کے عیسائی ذمیوں نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی تھی کہ ہم اپنی دونوں عیدوں شعانین اور بعوث کو نہیں نکلیں گے۔“ (شرح المذہب ج ۱۹، ص ۳۱۰)

اللہ تعالیٰ قرآن، دین اسلام اور رسول ﷺ کی گستاخی

نہیں کریں گے

جزیرہ کے نصاریٰ نے اپنے عہد ذمہ میں پابندی بھی قبول کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں کوئی گستاخی یا توہین آمیز کلمہ اور استغناء پر مبنی کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ ہمارے حقوق از خود ختم متصور ہوں

گے اور ہم سزا کے مستوجب ہوں گے۔

(۱) امام ابو الحسن المادری لکھتے ہیں: کہ ”وہ چھ شرطیں جن کی پابندی ہر ایک ذی شخص خواہ وہ کوئی بھی غیر مسلم ہو“ پر واجب ہے۔ ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن مجید پر طعن نہیں کرے گا نہ اس میں تحریف کا دعویٰ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب نہیں کرے گا اور نہ آپ کے حق میں توہین آمیز بات کرے گا اور تیسری شرط یہ کہ وہ دین اسلام کی مذمت نہیں کرے گا اور نہ اس میں مین میکھ نکالے گا۔“ (الاحکام السطانیہ ص ۱۳۵)

مرزائی قرآن میں تحریف کا دعویٰ تو نہیں کرتے، لیکن اس میں تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین کی ایسی توجیہ و تاویل کرتے ہیں جو قرآن مجید کی بیسیوں نصوص و آیات اور اسی طرح احادیث رسولؐ، اقوال صحابہؓ اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے، اس سے بڑی تحریف اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اسی طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کے مرتکب ہیں کہ آپ کا ایک وصف اور شرف خاتم النبیین ہونا ہے اور قادیانی آپ کے اس وصف کا اپنے عقیدہ اور عمل کے ساتھ انکار کر رہے ہیں، اور اس انکار کی نشر و اشاعت میں ان کا مالدار پریس شانہ روز سرگرم عمل ہے اور اجرائے نبوت کے مزعومہ عقیدہ کے اثبات کے لیے لڑیچر چھاپ کر پاکستان کے بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کو خصوصاً اور دنیا بھر کے نئے مسلمانوں ہونے والوں کو عموماً گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مگر تعجب ہے، پاکستان کی حکومت رواداری اور مہانت سے کام لے رہی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی ملک میں غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ کی اجازت ہے؟۔

کیا غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذاہب باطلہ کی تبلیغ کی اجازت ہے؟

تو سوال کا جواب یہ ہے کہ اسلامی ملک میں کسی بھی غیر مسلم ذمی رعیت اور اقلیت کو اپنے مذہب اور عقیدہ کی پابندی کرنے کی تو اسلام اجازت دیتا ہے مگر اس کی تبلیغ اور اشاعت کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔

(۱) امام ابو الحسن الماوردی رقم فرماتے ہیں: ”ذمیوں پر تیسری شرط جس کی پابندی ان پر لازم ہے‘ یہ ہے کہ وہ اپنے ناقوس کی آوازیں مسلمانوں کو نہیں سنائیں گے‘ اور نہ با آواز بلند اپنی کسی کتاب کی تلاوت کریں گے‘ اور نہ حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں اپنے عقیدہ کا برملا اظہار کریں گے۔ اور چوتھی شرط لازم یہ ہے کہ وہ اعلانیہ طور پر نہ شراب پیئیں گے‘ اور نہ بازاروں میں صلیب لٹکا کر نکلیں گے‘ اور نہ بازاروں میں خزیروں کو لے کر آئیں گے‘ اور پانچویں لازمی شرط یہ بھی ہے کہ اپنے مردوں کو چپکے سے دفن کریں گے اور ان پر نہ تو آواز کے ساتھ دوا دیا کریں گے اور نہ نوہ۔“ (الاکام السلطانیہ ص ۱۳۵)

(۳) امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی وضاحت فرماتے ہیں: ”ذمیوں کو بازاروں میں شراب اور خزیر کی خرید و فروخت کا حق نہ ہوگا‘ ناقوس بجانے‘ تورات اور انجیل کی اعلانیہ تلاوت کرنے اور صلیب پہن کر بازاروں میں چلنے کا حق نہ ہوگا‘ نہ وہ اپنی عیدیں پڑھنے کے لیے کھلے میدان یا کسی گراؤنڈ میں جا سکیں گے اور نہ اپنے مردوں پر بلند آواز سے نوہ کر سکیں گے۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن غنم نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے اس معاہدہ کے مندرجات کا حوالہ دیا ہے جو آپ نے شام کے نصاریٰ کے ساتھ کیا تھا۔ ان میں ان تمام پابندیوں کی تفصیل موجود ہے۔ (شرح المذنب ج ۱۹ ص ۲۱۲)

(۳) حضرت امام ابن کثیر تصریح فرماتے ہیں: (۱) ”ہم اپنے گرجوں کے فلک بوس میناروں پر صلیب بلند نہیں کریں گے۔ (۲) ہم اپنی صلیبوں اور کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور منڈیوں میں نہیں لائیں گے یعنی ان کے سرعام شال نہیں لگائیں گے۔ (۳) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے ناقوس نہ بجائیں گے۔ (۴) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے اپنی کتاب کی قرات نہ کریں گے۔ (۵) اپنی عیدیں (شعائین اور بعوث) پڑھنے کے لیے کسی کھلے گراؤنڈ میں نہ نکلیں گے۔ (۶) ہم اپنے مردوں پر بلند آواز سے نہ روئیں گے اور نہ اپنے مردوں کے ساتھ آگ لے کر چلیں گے۔ (۷) اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب دفن نہیں کریں گے۔ اگر ہم ان تمام شرائط کو جن کو ہم نے از خود اپنے لیے تجویز کیا ہے ان میں سے کسی ایک

شرط کی خلاف ورزی کریں گے، تو عہد ذمہ ختم ہو گا اور مسلمانوں کو ہمارے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ جس طرح ان باغی کافروں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۳۳۸)

(۳) امام ابن القیم رقم فرماتے ہیں: "ذمیوں نے حسب ذیل شرطیں قبول کرتے ہوئے ان پر دستخط کئے کہ (۱) ہم اپنے گرجاؤں میں با آواز بلند ناقوس نہ بجائیں گے۔ (۲) ان کے اوپر اونچی کر کے صلیب کھڑی نہیں کریں گے۔ (۳) ہم اپنے گرجاؤں کے اندر بھی بلند آواز کے ساتھ دعا نہ مانگیں گے۔ (۴) نہ ان کے اندر اونچی آواز کے ساتھ اپنی کتاب پڑھیں گے۔ (۵) مسلمانوں کے بازاروں میں صلیب نہیں نکالیں گے۔ (۶) عید کے لیے کھلے میدان میں نہیں جائیں گے، جیسے مسلمان اپنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی ادائیگی کے لیے کھلے گراؤنڈ میں جاتے ہیں۔ (۷) کھلے عام شرک نہیں کریں گے۔ (۸) ہم اپنے دین کی کسی کو ترغیب نہ دیں گے۔ (۹) اور نہ کسی کو اپنے دین کی دعوت دیں گے۔" (کتاب حقوق اہل الذمہ ج ۲، ص ۶۵۹-۶۶۰)

ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ از روئے اسلام مسلم ممالک کے ذمیوں اور اقلیتوں کو اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں، نہ تقریر میں اور نہ تحریر میں اور نہ مناظروں کے ذریعہ سے اور نہ مناقشوں کے ساتھ، غرض یہ کہ وہ اپنے مذہب کی کسی طرح اور کسی بھی انداز میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی مسلمان حکمران کسی وجہ سے اس کی اجازت دیتا ہے تو یہ اجازت کا عہد اور شرعاً مجرم ہو گا، کیونکہ اس میں اسلام کی حقانیت کو ہتھ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ، قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے اور اسلام کی توہین اور سبکی ہوتی ہے۔

جب یہود و نصاریٰ کو مسلم ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت، اپنے لڑیچہ کو سرعام بازار میں لانے، صلیب اٹکا کر چلنے، مگر جا کے منارے پر صلیب گاڑنے اور مگر جا کے اندر بلند آواز سے دعا کرنے اور انجیل پڑھنے کی اجازت اور از سر نو گرجا تعمیر کرنے یا مگرے ہوئے گرجا کی مرمت کرنے کی اجازت نہیں اور ان کو اپنے تموار کھلے گراؤنڈ میں منانے کی اجازت نہیں، حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں یعنی کسی وقت وہ تپتے دین و مذہب پر رہ چکے ہیں تو پھر سلطنت خدا داد پاکستان میں قادیانیوں کو جو مرتدین کی اولاد اور شرعاً اور قانوناً خارج از اسلام اور

کافر ہیں، کو اپنے عبادت خانے تعمیر کرنے اور ان کو مساجد کے نام سے موسوم کرنے اور بلانے کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ ان کو پاکستان میں ایک کذاب اور مفتری علی اللہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے باطل نظریات اور ہدایات کی کھلے عام نشر و اشاعت اور تبلیغ و دعوت کی اجازت اسلام سے بغاوت اور رسول اللہ ﷺ کی سراسر توہین ہے۔ نہ جانے پاکستان کے مسلمانوں کی غیرت کہاں سوچکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذمی لوگوں کو مسلمانوں کے ناموں جیسے نام رکھنے کی اجازت نہیں

ذمی لوگوں کو مسلم ملک میں نہ صرف اپنے دین اور مذہب کی تبلیغ و ترویج کی اجازت نہیں، بلکہ ان کو مسلمانوں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے حتیٰ کہ مسلمانوں کا سا لباس پہننے کی اجازت نہیں تاکہ اسلامی تشخص بکلا نہ جائے۔ جیسا کہ اسلامی دفا تر میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے۔

امام ابن کثیرؒ تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”شام کے نصاریٰ نے یہ شرطیں بھی قبول کی تھیں۔ (۱) ہم اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔ (۲) ہم اپنے شرکیہ کام کھلم کھلا نہیں کریں گے۔ (۳) اور نہ اپنے شرک کی دعوت دیں گے۔ (۴) ہم اپنے کسی قرابت دار کو اسلام قبول کرنے سے منع نہیں کریں گے۔ (۵) ہم مسلمانوں جیسا لباس بھی نہیں پہنیں گے، نہ مسلمانوں کی ٹوپی جیسی ٹوپی، یا عمامہ جیسا عمامہ اور نہ جیسے جوتے۔ (۶) ہم سر کے بالوں کی سیدھی مانگ نکالیں گے۔ (۷) نہ ان کی زبان بولیں گے۔ (۸) نہ ان کی کینتوں جیسی کینیت رکھیں گے۔ (۹) اور نہ اپنی سوار یوں پر زین سجا ئیں گے۔ (۱۰) اور نہ تلوار لٹکائیں گے (یاد رہے تلوار اس زمانے میں مسلمانوں کا علامتی ہتھیار اور شعار (شناختی نشان) سمجھا جاتا تھا۔ (۱۱) اور نہ ہم اپنے گھروں میں اسلحہ رکھیں گے۔ (۱۲) اور نہ کسی قسم کا اسلحہ اٹھا کر چلیں گے۔ (۱۳) اور نہ اپنی اقلیوں میں عربی زبان میں کچھ نقش کریں گے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ہم ان ہملہ شرائط میں سے کسی ایک شرط کی خلاف ورزی کریں گے تو مستوجب سزا ہوں گے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۳۴۷-۳۴۸)

امام ماوردیؒ یہ بھی لکھتے ہیں۔

”پانچویں شرط لازمی یہ بھی ہے کہ ذمی لوگ اور کوئی اقلیت کسی مسلمان کو اس کے دین کے معاملہ میں کسی آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کرنے کی ہرگز مجاز نہ ہوگی، نہ دھونس کی صورت میں، نہ مال کی تحریص کے ساتھ، نہ رشتہ کی ترغیب کے ساتھ اور نہ کسی قسم کے لالچ کے ساتھ، اگر وہ ایسا کرے گی تو قانون حرکت میں آکر اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر رہے گا۔“ (الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۵)

خلاصہ الحرام یہ کہ کسی غیر مسلم عیسائی، یہودی، مجوسی، صابی، ہندو، سکھ، پارسی، بھائی، بابی، قادیانی، لاہوری، اور ربوی مرزائیوں کو شعائر اسلامی یعنی کلمہ، توحید، رسول، قبلہ، صلوٰۃ، درود، مسجد، قربانی، عید وغیرہ مقدس اصطلاحوں کو استعمال کرنے کی از روئے شرع اسلام قطعاً اجازت نہیں اور نہ ان مذکورہ باطل گروہوں اور خارج از اسلام فرقوں کو اپنے باطل عقائد و افکار اور اعمال اور رسومات کا برملا پرچار کرنے کی اجازت ہے اور نہ ان کو اپنے ان باطل اور خلاف اسلام عقائد و افکار اور اعمال و رسومات کی نشرو ترویج اور دعوت اور تبلیغ کی اجازت ہے اور مسلمان حکمران اور مسلم اکثریت پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنے ملک میں بسنے والی غیر مسلم اقلیتوں کو ان شرائط کا پابند بنائے کہ یہ مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔ تفصیل آپ کے سامنے ہے۔ هذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قادیانیت سوز



○ ختم نبوت کے باغی کہتے ہیں کہ نبوت رحمت خداوندی ہے۔ اگر نبوت بند ہو گئی تو رحمت بند ہو گئی لہذا نبوت کا ختم ہونا رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ اس لئے اس رحمت کو جاری رکھنے کے لئے نبوت جاری ہے۔ ہم باغیان ختم نبوت سے کہتے ہیں کہ نبوت بہت بڑی رحمت خداوندی ہے۔ ہاں نبوت کی پہلی رحمت آدم علیہ السلام کی صورت میں آئی پھر یہ رحمت کبھی نوحؑ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کبھی ابراہیمؑ کی شکل میں، کبھی داؤدؑ کی شکل میں، کبھی موسیٰؑ کی شکل میں اور کبھی رحمت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تشریف لائی۔ لیکن یہ رحمتیں مخصوص مقامات اور مخصوص زمانوں کے لئے تھیں۔ ان میں کوئی بھی رحمت دائمی، ہمہ گیر اور عالمگیر نہ تھی۔ لیکن جب محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اس گلشن ہستی میں رونق افروز ہوئے تو مالک کائنات نے پوری کائنات کو مخاطب کر کے یہ مژدہ جان فزا سنا دیا۔

وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین

(ترجمہ) اور ہمیں بھیجا ہم نے آپؐ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو رب العزت نے سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رحمت کا سلسلہ جو ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت پر ختم ہو لیا اور رحمت اپنی تکمیل و معراج کو پہنچ گئی۔ اس کی مزید تفہیم کے لئے اس مثال کو دیکھئے۔ آسمان نبوت خالی پڑا تھا۔ نبوت کا کوئی بھی ستارہ ابھی آسمان نبوت پر چکا نہیں تھا۔ نبوت کا پہلا ستارہ آدم علیہ السلام کی صورت میں چکا، پھر نوح علیہ السلام کا ستارہ منور ہوا، پھر ابراہیم علیہ السلام کا ستارہ ضوفاں ہوا، کہیں ہود علیہ السلام کا ستارہ ضیا بار ہوا، کہیں یعقوب علیہ السلام کا ستارہ جگمگانے لگا، کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ستارہ تابندہ ہوا۔ ستارے آتے رہے اور اپنی اپنی روشنیاں بکھیرتے رہے۔ حتیٰ کہ آسمان نبوت ان ستاروں سے بھر گیا۔ مگر دنیا میں اجالا نہ ہوا، دن نہ نکلا۔ ابھی رات ہی رات تھی۔ پھر فاران کی چوٹیوں سے وہ آفتاب نبوت طلوع ہوا۔

جس کی ضیا بار کروں نے اندھیروں کے سینے چیر دیئے، کفر و شرک کے سائے چھٹ گئے، سحر کا سپیدہ نمودار ہوا اور یہ ظلمت کدہ کائنات بقعہ نور بن گئی۔ پھر آفتاب نبوت نے اعلان کر دیا کہ اب کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں۔ پوری دنیا کو روشن کرنے کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں اور میں قیامت کی آخری شام تک روشن ہوں۔ مندرجہ بالا مثال سے ہر صاحب فہم یہ سمجھ گیا کہ جس طرح آفتاب کی موجودگی میں کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں اسی طرح خاتم التسنین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر نبوت کی موجودگی میں کسی نبی کی نبوت کی ضرورت نہیں۔

○ فتنہ انکار ختم نبوت کے مبلغین و مقلدین کہتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پرانی اور فرسودہ ہو چکی۔ لہذا جدید پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے نئے نبی کا آنا ضروری تھا۔ سنت خیر الانام عصر حاضر کے بے چین انسانوں کے سلگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ (نعوذ باللہ) اس عقیدہ باطل کو بیان کرتے ہوئے مرزائی کہتے ہیں ”نبی اکرم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور، بوجہ تمدن کے نقص کے، نہ ہوا ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا“ (ریپورٹ مئی ۱۹۲۲ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۶۶ اشاعت نہم مطبوعہ لاہور)

مزید زہر افشانی سنئے

”ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ اس روحانیت کی ترقیات کی اتہانہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اسی روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ نبوت کے تمام مراتب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکے، نبوت اپنی تکمیل پر پہنچ گئی، دین مکمل ہو گیا۔ تم کون سی نبوت کی بات کرتے ہو؟ احمقوں کی کس جنت کے باسی ہو؟ تمہیں تو شیطان نے ریشمی دھاگوں سے بنے ہوئے دلفریب جال میں پھنسایا ہوا ہے۔ جاؤ عقل کے ناخن لو۔ اپنے قلب میں ایمان کی شمع فروزاں کرو اور تعصب و جمالت کی عینک اتار کر کلام اللہ اور

کلام خاتم النسن کا مطالعہ کرو تو پھر تم لسان و قلب سے پکار اٹھو گے۔

فرما گئے یہ ہادی لانی بعدی

اور جہاں تک تمہارے مسائل کا تعلق ہے تو جاؤ تمہیں پہنچ ہے۔ اپنے معاشی مسائل لے کر آؤ، اپنے معاشرتی مسائل لے کر آؤ، دنیا بھر کے مسائل کا پلندہ لے کر دوڑتے ہوئے آؤ اور آفتاب ختم نبوت کی روشنی میں پلک جھپکنے میں اپنے مسائل حل کر لو۔

طب و صحت کے میدانوں میں ساری زندگی سرگرداں رہنے والو! اگر دنیا کو صحت کی دولت سے مالا مال کرنا چاہتے ہو تو طب نبویؐ کا مطالعہ کرو۔

چاند پر پہنچنے اور مریخ کا عزم رکھنے والو! اگر خلائی سائنس پر عبور چاہتے ہو تو معراج النبیؐ کا مطالعہ کرو۔

معاشیات کے ماہرو! اگر خطہ ارضی پر بسنے والے انسانوں کو معاشی سکون دینا چاہتے ہو تو خاتم الانبیاءؐ کے نظامِ زکوٰۃ کو اپنالو

عالمی عدالت کے جج! اگر دنیا میں انصاف کا بول بالا کرنا چاہتے ہو تو مدینہ کے قاضی کی سیرت کو اپنالو۔

لاشوں کے انبار اور سروں کے مینار تعمیر کرنے والے مغرور فاتحو! کیا تم نے فاتح مکہ کی جھکی ہوئی گردن کو نہ دیکھا؟

اولاد سے سختی کرنے والو اور رزق کے خوف سے اسے قتل کرنے والو! کیا تم نے مصطفیٰؐ کے لبوں کو حسینؑ کے رخساروں کو چومتے نہیں دیکھا؟

ماں سے گستاخانہ رویہ برتنے والو! کیا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ماں کے قدموں تلے نہیں بتایا؟

مزدوروں کے حقوق کے لئے صدائیں بلند کرنے والے لیڈرو! کیا تم نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ مزدور کی مزدوری اس کا پیمینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرو؟

معاشرے میں یتیموں کے حقوق کی باتیں کرنے والو! کیا معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم سے شفقت کرنے والے کو جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ جان فزا نہیں

سنایا؟

غرضیکہ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے لئے آنے والے انسانوں کو زندگی کے ہر ہر سلیقے سے آشنا کر دیا۔ زندگی کو مہد سے لحد تک علم کی روشنی سے منور کر دیا۔ اس دنیا کے بایسوں کو ہر زہر کے لئے تریاق فراہم کر دیا۔ آج بھی ختم نبوت کا آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ روشن ہے اور ہم ہر گھڑی ہر لمحہ اس آفتاب عالم تاب سے روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

اب کبھی الجھن نہ ہو گی دین اکمل کی قسم
زندگی کی الجھنیں سلجھا گیا بٹھا کا چاند

○ قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کی وجہ سے نبوت ملی، اس نے سرور کائنات کی اتباع کا حق ادا کر دیا۔ وہ فتانی الرسول تھا اور وہ نبوت کے راستے پر چلتے چلتے خود نبی بن گیا (نعوذ باللہ)

ان عیاروں، مکاروں، دغا بازوں اور جھلسازوں سے کوئی پوچھے کہ کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ، حضرت سلیمان فارسیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت انسؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابو ذرؓ، حضرت جابرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابتؓ ایسے جلیل القدر صحابہ کرام، امام بخاریؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، طبرانیؒ، ابو نعیمؒ، ابن حبانؒ، ابن عساکرؒ، ابن جوزیؒ، حافظ ابن حجرؒ، طحاویؒ، اور نسائیؒ ایسے محدثینؒ، ابن کثیرؒ، علامہ ذمخشویؒ، سید محمود آلوسیؒ، علامہ بغویؒ، امام رازیؒ، قاضی بیضاویؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، قاضی ثناء اللہ پانیؒ، پتیؒ اور علامہ اسماعیل حقیؒ ایسے مفسرین کتاب چشتی اجیریؒ، حضرت علی ہجویریؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت میاں میرؒ، نظام الدین اولیاءؒ، قطب الدین بختیار کاکيؒ اور مجدد الف ثانیؒ ایسے اولیائے کرامؒ اور صوفیائے عظامؒ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع نہیں کی؟

اطاعت کی تو تمہارے بناسپتی نبی مرزائے قادیانی نے جس نے فرنگی کی گود میں بیٹھ کر نبوت کا ڈرامہ رچایا، دین اسلام کی اتداری قبائلی پہنانے کی ناپاک جسارت کی۔ قرآنی آیات میں تحریف کے جھکڑ چلائے، احادیث رسولؐ کو اپنے غار مگر قلم سے مسح کیا، شعائر اللہ کو ابلیسی بلڈوزروں سے کچل ڈالا، اپنی زہریلی زبان سے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ دشمن اسلام فرنگی کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا اور پوری امت مسلمہ کی اجل پیشانی پر کفر کا ٹھپ لگا دیا۔

قفص ارتداد کے اسیر قادیانیو! تمہارے انگریزی برانڈ نبی کی اطاعت کا یہ عالم کہ وہ عورتوں سے منہ کالا کرتا تھا، انجون کھاتا تھا، شراب کے جام لٹھکتا تھا، بے تحاشا گالیاں بکتا تھا۔ مریدوں کا چندہ ہڑپ کر کے بیوی کے زیورات ہناتا تھا۔ حیا سوز شاعری کرتا تھا، محمدی بیگم سے شادی رچانے کے لئے غلیظ خط و کتابت کرتا تھا اور مسلمانوں کو رسولؐ رحمت کے دین سے ہٹا کر انہیں مرتد بنا کر جہنم کے گڑھے میں پھینکتا تھا۔ کیا یہی اطاعت ہے؟ کیا یہی اتباع ہے؟ کیا یہی پیروی ہے؟ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

جھوٹی نبوت کے فریب خوردہ انسانو! نبوت ایک عطائی اور وہی گوہر ہے۔ کوئی شخص اطاعت، اتباع، عبادت، ریاضت، محنت اور لیاقت کے ذریعے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، اگر نبوت ان اوصاف کے حصول سے ملتی ہوتی تو ابوبکرؓ کا کون ٹانی تھا۔ عمرؓ کا کون ہمسر تھا، عثمانؓ کا کون میل تھا، علیؓ کا کون مقابل تھا اور دیگر صحابہؓ ان اوصاف میں کتنے ممتاز تھے؟ لیکن ان میں سے کسی نے دعویٰ نبوت نہ کیا بلکہ ہمیشہ خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت کا اعلان اور تحفظ کیا اور اس عقیدہ کی عصمت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی سرکوبی کی اور اس راہ میں کبھی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

رخ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

قادیانی اپنی دجل و فریب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی ظل اور بروز نبیؐ ہے اور ۱۱ نبیؐ اکرم کا بروز ہے تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ مالک کائنات

نے اہل کائنات کی رشد و ہدایت کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کو اس خاکدانِ ارضی پر مبعوث فرمایا۔ ان سارے نبیوں میں سے کوئی بھی کسی کا غل یا بروز نہیں تھا اور نہ ہی دینِ اسلام میں غل اور بروز کا کوئی تصور ہے۔ عیار مرزا قادیانی نے یہ تصور ہندوؤں سے مستعار لیا۔ ہم قادیانیوں سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ دنیا کے کس گوشے اور معاشرے میں غل و بروز کے عقیدے کو عملی حیثیت حاصل ہے؟ کتنے لوگ بروزی زندگی گزار رہے ہیں اور انہیں کس کا بروز تسلیم کیا جا رہا ہے؟

قادیانیو! ذرا توجہ دینا، اگر کوئی عورت اپنے گھر میں کام کاج میں مصروف ہے دروازے پر کوئی شخص دستک دیتا ہے۔ عورت دروازے کے قریب جا کر پوچھتی ہے کون؟ وہ شخص جواب دیتا ہے میں تیرا بروزی خاوند ہوں۔ بتاؤ اس شخص کی کیسی ”پھتروں“ ہو گی؟ اگر کوئی نوجوان کسی گاڑی میں سفر کر رہا ہو۔ سامنے کی نشست پر کوئی بوڑھا آدمی آکر بیٹھ جائے اور نوجوان سے کہے بیٹا! مجھے پانچ سو روپیہ دے۔ نوجوان سوال کرے کہ جناب میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں۔ بوڑھا پلٹ کر بولے بیٹا! کمال کرتے ہو تم بھی، تم مجھے جانتے ہی نہیں، میں تمہارا بروزی ابا ہوں۔ بتائیے نوجوان کے جذبات کا کیا عالم ہو گا اور اس کی غیرت اس بوڑھے سے کیا سلوک کرے گی؟

اگر ہمارے معاشرے میں غل و بروز کا چکر چل جائے تو پورا معاشرہ جنم بن جائے اور معاشرتی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ ملک کا نظام تلپٹ ہو جائے۔ کوئی بروزی صدر بن جائے کوئی بروزی وزیر اعظم بن جائے، کوئی بروزی کمشنر بن جائے، کوئی بروزی سفیر بن جائے، کوئی بروزی مشیر بن جائے، کوئی بروزی ایم۔ این۔ اے بن جائے اور کوئی بروزی ایس پی بن جائے وغیرہم۔ کیا ان لوگوں کی کوئی سرکاری یا عملی حیثیت ہو گی؟ یہ تو بہت بڑے عہدوں کا تذکرہ ہے۔ اگر کوئی خاکروب کارپوریشن کے دفتر میں آکر کہے کہ جناب! آج خاکروب ”منگا مسج“ نہیں آیا اور وہ پورا ایک مہینہ نہیں آئے گا۔ میں ”ستیا مسج“ اس کا بروز ہوں اور میں اس کی جگہ پورا مہینہ کام کروں گا اور اس کی تنخواہ بھی وصول کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ کارپوریشن آفیسر اسے فوراً تھانے یا پاگل خانے بھجوائے گا۔ اگر کوئی چوہڑا کسی چوہڑے کا بروز نہیں ہو سکتا تو چوہڑوں کا ”چوہڑہ“ مرزا

قادیانی مردود کس طرح سید الاولین و آخرین جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو سکتا ہے؟ اگر وہ چوہڑا تھا تو یا پاگل خانے جانے کا مستحق ہے تو یہ ”سپر چوہڑا“ بھی تھانے یا پاگل خانے جانے کا سزاوار ہے۔

○ قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی ”مہر“ سے یہ مراد ہے کہ نبی اکرمؐ کی مہر نبوت لگانے سے نبی بنتے ہیں لیکن عقل کے مارے اور نصیبوں کے ہارے قادیانیوں کو سوچنا چاہئے کہ حضورؐ تو خاتم التسن ہیں اور التسن تو جمع ہے اور اس سے یہ معنی لینے چاہئیں کہ نبی پاکؐ کی مہر سے بہت سے نبی بنتے ہیں اور یہاں صدیوں کی مسافت کے بعد مہر نبوت سے ایک ہی نبی ”مسٹر گاماں“ معرض وجود میں آیا!! الامان والحفیظ

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سہقت لے گئی بے حیائی آپ کی

○ قادیانی سوال اٹھاتے ہیں کہ جب قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو اس وقت عقیدہ ختم نبوت پر زد پڑے گی کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لائیں گے۔

جواباً عرض ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل پیدا ہوئے اور ان کی نبوت کا زمانہ آپؐ سے پہلے کا ہے۔ اس کے بعد رب العزت نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ قرب قیامت، دجال کے قتل اور اسلام کی تبلیغ کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے لیکن اپنی شریعت لے کر نہیں بلکہ شریعت محمدیؐ کے تابع ہو کر، اپنی نبوت کے تحت نہیں بلکہ نبوت محمدیؐ کے تحت!! علماء نے لکھا ہے کہ ساری کائنات کے انسانوں کا آخرت میں صرف ایک دفعہ حساب ہو گا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا دو دفعہ حساب ہو گا ایک دفعہ نبی ہونے کی حیثیت سے، دوسری مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے! اس گفتگو سے ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آتی۔

○ قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک

عجیب ڈرامہ رچا رکھا ہے۔ وہ اپنی دجالی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد و امام مہدی مانتے ہیں (حالانکہ یہ بھی پرلے درجے کا کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص مدعی نبوت ہو، اسے مجدد یا امام مہدی تو کہا، مسلمان ماننا بھی کفر ہے) ہم ان سے پوچھتے ہیں اے ماہرین دجل و فریب! کیا تمہیں مرزا قادیانی کی کتابوں میں بار بار اس کا اعلان نبوت نظر نہیں آتا۔ اگر تمہیں نظر نہیں آتا تو وہ ہم دکھائے دیتے ہیں مرزا قادیانی اعلان کر رہا ہے۔

○ ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“ (دافع ابلاء ص ۱۱)

(مصنفہ مرزا قادیانی)

○ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں“ (تمہ حقیقت الوحی ص ۶۸)

○ ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں، سو وہ میں ہوں“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰۔ مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵)

○ ”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ کے ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ“ (براہین احمدیہ ص ۳۹۸)

○ ”میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔ (الحکم ۱۰ اپریل

۱۹۰۸ء از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۳)

اب بتاؤ! کیا سوچ ہے؟ کیا فکر ہے؟ آئندہ کیا لائحہ عمل ہے؟

قادیانیو! قادیانیت کے گندے جوہر کو چھوڑ کر اسلام کے چشمہ صافی پر آجاؤ، تم نے ارتداد کی جھاڑیوں میں پھنس کر اپنے دامن کو تار تار کیا ہے۔ آؤ! ایمان کے دھاگوں سے اسے رفو کر لو۔ ندامت کے چند آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی سیای دھو لو۔

ارتداد کے گھناؤپ اندھیروں میں ٹھوکریں نہ کھاؤ۔ آؤ! قرآن کے آفتاب اور نبوت کے مہتاب کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ کیوں جھوٹی نبوت کی بادِ صرصر میں جھلس رہے ہو اسلام کی بادِ صبا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ لانی بعدی کا نعرہ مستانہ لگا کر جھوٹی نبوت کی آہنی زنجیریں توڑ دو۔ جعلی نبی اور جعلی نبوت کے منحوس چہروں پر زنانے دارِ تھپڑ رسید کر دو۔

ختمِ نبوت کے باغیو! زندگی کے چند ایام باقی ہیں، در توبہ کھلا ہے..... تمہارا رحمان و رحیم رب تمہیں بلا رہا ہے..... اپنے رب کی بات سن لو..... قرآن تمہیں رشد و ہدایت کی روشنی دینے کے لئے پکار رہا ہے.....

خدارا! قرآن کی پکار سن لو..... جنابِ خاتمِ التَّسْنِیْنِ تمہیں جنت کے لئے صدائیں دے رہے ہیں..... خدارا ان کی صدائے رحمت پر گوشِ ہوش رکھ دو..... وقت تمہیں لپک لپک کے اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے دہائی دے رہا ہے۔

ادھر آ زندگی کا بادہ کھلام پیتا جا

ذرا میخانہ ”محمدؐ“ سے اک جام پیتا جا

○ تمام نبیوں نے اپنے بعد آنے والے نبیوں کے بارے میں پیش گوئیاں کیں لیکن جب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے کسی نئے نبی کے آنے کی پیش گوئی نہ کی بلکہ اعلان فرمایا۔۔۔ انا خاتم النبیین لانی بعدی

○ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمِ التَّسْنِیْنِ کہا، خاتمِ المرسلین نہیں کہ مبادا اس کا مطلب کوئی یوں لے کہ رسالت ختم ہو گئی اور نبوت ختم نہیں ہوئی کیونکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ خاتمِ النبیین میں ”النبیین“ رسول اور نبی دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہذا آپؐ کی ذات اقدس پر نبوت و رسالت دونوں ختم ہو گئیں۔

○ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اولِ النبیین بھی ہیں اور آخرِ النبیین بھی کیونکہ عالمِ ارواح میں سب سے پہلے منصبِ نبوت، آپؐ کو عطا کیا گیا اور بعثت میں سب سے آخر میں۔

آپ کی ہستی مبارک پر نبوت ختم ہوئی تو نبوت کے سارے کمالات آپ پر ختم ہو گئے جملہ انبیائے کرام کو جزوی طور پر جو کمالات نبوت ملے تھے، وہ آپ کو کلی طور پر عطا کر دیئے گئے۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضہ، داری
آنچہ، خواہاں ہمہ، وارندہ، تو تنہا، داری

○ قانون فطرت ہے کہ ہر چیز کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہا، نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انتہا کے بعد کوئی مغبائش باقی نہیں رہا کرتی۔

○ بعثت محمدی سے پہلے خدا تک پہنچنے کے بہت سے دروازے تھے۔ یہ آدم کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، خدا کا قرب مل جائے گا۔ یہ نوح کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ تک رسائی ہو جائے گی۔ یہ ابراہیم کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، خدا مل جائے گا۔ یہ موسیٰ کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، خدا مل جائے گا۔ یہ موسیٰ کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے گی، یہ عیسیٰ کا دروازہ ہے، مالک سے رابطہ ہو جائے گا۔ لیکن جب بعثت محمدی ہو گئی تو یہ سارے چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر دیئے گئے اور نبوت محمدی کا ”مین گیٹ“ کھول دیا گیا اور رب ذوالجلال نے یہ اعلان کر دیا اب جو بھی مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے، اسے ”مین گیٹ“ سے گزر کے آنا ہو گا۔

○ جس طرح ہر مسلمان کا ایک جسمانی باپ ہے اسی طرح ہر مسلمان کا ایک روحانی باپ ہے۔ جس کے جو توں کی خاک کے ذروں پر جسمانی باپ کو قربان کیا جاسکتا ہے اس روحانی باپ کا نام نامی اسم گرامی ”محمدؐ“ ہے اگر کوئی شخص دوسرے جسمانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنی ماں کی عصمت کے منہ سے اپنے ہاتھوں سے غرق کرتا ہے اور اگر کوئی دوسرے روحانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی کشتی کو اپنے ہاتھوں سے ڈبو دیتا ہے لہذا جس طرح کسی مسلمان کا دوسرا جسمانی باپ نہیں ہو سکتا، اسی طرح کسی مسلمان کا دوسرا روحانی باپ (نبی) نہیں ہو سکتا۔

ادارے ختم نبوت اور ابطالِ قادیانیت

ایک قادیانی کے سوالوں کے جوابات

علامہ
خالد محمود

س: مسلمان کی تعریف (Definition) مثبت طور پر کیا ہے؟

ج: آنحضرت ﷺ کی جملہ تعلیمات کو سچ جاننا اور اس کا اقرار کرنا کہ آپ کی جملہ تعلیمات برحق ہیں، اصلی ایمان ہے۔ جن باتوں کا یقینی طور پر پتہ چل جائے کہ یہ حضور ﷺ کی پیش کردہ تعلیم ہے، انہیں اقرار توحید و رسالت کے پورے یقین سے تسلیم کرنا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ کتب عقائد میں ایمان کی یہی تعریف کی گئی ہے:

الایمان هو التصديق بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وآله وسلم

جو باتیں اجمالا معلوم ہیں، ان کا اجمالی اقرار، جو باتیں تفصیلاً درجہ یقین تک پہنچیں، ان کا تفصیلاً اقرار مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔

س: حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک سے آج تک کن الفاظ سے غیر مسلمانوں کو مسلمان کیا جاتا رہا ہے؟

ج: غیر مسلم جب حضور ﷺ کو آپ کی سب باتوں میں سچا مان لے، وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ پڑھنا، اس تصدیق قلبی کے اظہار کے لیے ہوتا ہے۔ کلمہ میں حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار، بایں معنی ہے کہ آپ اپنی سب تعلیمات میں سچے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ سے لے کر اب تک غیر مسلم کو مسلمان کرنے کا یہی طریقہ زیر عمل رہا ہے کہ اسے ذہن سے کلمہ پڑھایا جائے کہ اب وہ حضور ﷺ کی جملہ تعلیمات کو سچ مان رہا ہے اور وہ بھی اس ذہن سے پڑھے کہ حضور اپنی جملہ تعلیمات میں سچے ہیں۔ اس تصدیق کے بغیر صرف ظاہری اقرار رسالت کو کبھی بھی مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں سمجھا گیا۔ ظاہری اقرار توحید و رسالت اسی صورت میں مسلمان ہونے کی علامت تسلیم کیا جائے گا کہ کلمہ پڑھنے والے سے کلمہ کے مفاہیم و مضمرات کے صحیحاً منافی کوئی بات نہ ہو۔

س: کیا کوئی اسمبلی یا سیاسی ادارہ کسی فرد یا جماعت کے مذہب کے متعلق اس کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرنے کا مجاز ہے؟ مثلاً کوئی عیسائی یا ہندو یا مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے لیکن اس کے برعکس وہ ادارہ یا اسمبلی اس کے متعلق فیصلہ کرتی ہے کہ وہ عیسائی یا ہندو یا مسلمان نہیں بلکہ اس کا فلاں مذہب ہے تو کیا اسمبلی کا ایسا فیصلہ شرعاً درست اور صحیح ہے؟

ج: اسلام کے اصول و عقائد ظاہر ہیں کوئی شخص ان کا اقرار کرے اور اس کے قول و فعل میں اس اقرار کے خلاف کوئی بات نہ پائی جائے تو اسے مسلمان سمجھا جائے گا لیکن اگر اس کے کسی قول و فعل میں کفر کی نشاندہی ہو گئی تو اسے مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ بے شک شریعت کے احکام ظاہر پر ہیں، لیکن جس طرح اس کا کلمہ پڑھنا ظاہر ہے، اسی طرح ایک یا چند باتوں میں اس کا کفر بھی ظاہر پر گیا ہے۔ کوئی اسمبلی یا سیاسی ادارہ یا مسلمانوں کا جرم جسے علماء اسلام کی سرپرستی یا شمولیت حاصل ہو، وہ اس اصول کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے کہ فلاں گروہ مسلمان ہے یا نہیں۔ جو اس طرح کافر یا گروہ کافر ٹھہرے، وہ کافر تو دراصل پہلے ہی سے تھا، اب اس فیصلہ نے اسے ظاہر کر دیا۔ علماء یا ایسے ادارے کسی کو کافر بناتے نہیں، بتاتے ہیں۔

س: کیا مسلمان حکومت کا ہر فیصلہ شرعاً صحیح اور درست ہوتا ہے اور جو بھی فیصلہ کرے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے؟

ج: مسلمان حکومت کا وہ فیصلہ جو مستند علماء اسلام کی راہنمائی میں، کتاب و سنت کے مطابق ہوا ہو اور فی الجملہ مسلمانوں کے معتمد علمیم علماء اس سے اتفاق کریں، وہ ہر حال میں درست اور واجب التسلم ہو گا۔ اس کے شائع ہونے کے بعد دوسرے اکابر علماء اسلام کا اس سے اختلاف نہ کرنا۔ اسے مجمع علیہ مسئلہ بنا دیتا ہے۔ اجتماعی امور میں شاملین کا فیصلہ غائبین پر ناطق ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اس کا انکار نہ کریں۔

س: اگر مسلمان حکومت کا ہر فیصلہ درست اور شرعی ہوتا ہے تو ابتداء اسلام میں جن مسلمان حکومتوں نے وہ فیصلے جو حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام اعظمؑ اور امام احمد بن حنبلؑ وغیرہ کے خلاف کیے تھے، وہ شرعاً درست تھے؟ اگر اس زمانہ میں صحیح تھے تو کیا آج بھی آپ لوگ ان کو درست اور صحیح سمجھتے ہیں؟

ج: ابتداء اسلام میں اس اصول پر مسلم حکومتوں نے جتنے فیصلے کیے، سب برحق تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا میلہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف فیصلہ بالکل برحق تھا اور اسے سب نے قبول کیا۔ تاریخ میں حضرت امام اعظمؒ اور حضرت امام احمدؒ کے خلاف جو کارروائی ہوئی، وہ کسی جرگے، قومی ادارے یا دوسرے علماء کے فیصلے سے نہ تھی۔ وقت کے حاکم کی شخصی کارروائی تھی۔ اسی طرح حضرت امام حسینؓ کے خلاف جو کارروائی ہوئی، وہ بھی کسی مجلس شوریٰ یا اسمبلی کے فیصلے سے نہ تھی اور نہ اس میں علماء دین کا مشورہ شامل تھا۔

س: جب کسی مسلمان حکومت کی اسمبلی اور پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل ہے تو اگر کوئی غیر مسلم حکومت اپنے ملک کی اکثریت کے دباؤ کے تحت اپنے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے متعلق یہ فیصلہ کرے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ ہندو یا عیسائی ہیں تو کیا وہ غیر مسلم حکومت بھی ایسا فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ج: مسلمان حکومت کی پارلیمنٹ مستند علماء اسلام کی راہنمائی میں اپنے مذہب کی نظریاتی سرحدوں کا تعین کرتے ہوئے کسی شخص یا گروہ کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ لیکن کسی دوسرے مذہب کی حدود کا تعین اس کا کام نہیں۔ اسی طرح کسی غیر مسلم حکومت اور اس کی اسمبلی کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ اپنی نظریاتی سرحدوں کا تعین کرے لیکن اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی شخص یا گروہ کے بارے میں یہ فیصلہ کرے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ صرف اہل اسلام ہی کر سکتے ہیں۔

س: قرآن کریم کی رو سے نبی کی تعریف (Definition) کیا ہے؟

ج: قرآن کریم کی رو سے نبی وہ انسان ہے، جسے اللہ تعالیٰ دوسروں تک اپنی باتیں پہنچانے کے لیے مقرر کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئے احکام ملیں یا اسے پہلی شریعت کی تبلیغ پر ہی مامور کیا جائے، وہ مشرع ہوتا ہے۔ ایک شریعت پیش کرنے والا ہے اور یہ سب حکم الہی سے عمل میں آتا ہے۔ کوئی شخص، مکالمہ الہیہ سے کتنی دولت کیوں نہ پائے، وہ نبی نہیں ہوتا۔ نبی ہونا لوگوں تک خدا کی باتیں پہنچانے پر مامور ہونے کا کام ہے۔

س: قرآن مجید میں جہاں جہاں رسول اور مرسل کے الفاظ آئے ہیں، وہاں ہر جگہ اصطلاح شریعت کے معنوں میں ہیں یا کسی آیت میں لغوی اور مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔ بزرگان اسلام نے اس کے متعلق کیا لکھا ہے؟

ج: رسول اور مرسل کا لفظ قرآن مجید میں لغوی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن یہ لغوی رسول نہ کوئی علیحدہ جماعت بناتے ہیں۔ نہ خدا کے نام پر کوئی بات کہتے ہیں، کہ اس نے انہیں بھیجا ہے اور نہ اپنے نہ ماننے والوں کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ لغوی رسول کا دائرہ کار دنیوی امور ہوتے ہیں جیسے ڈاکہ پختاؤ وغیرہ دینی امور نہیں ہوتے۔ دینی امور میں دخل دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ لغوی رسول نہیں، شرعاً رسول ہونے کا مدعی ہے۔

س: رسول، مرسل، نبی اور کانبیاء کے الفاظ قرآن مجید، احادیث اور بزرگان دین کی کتابوں میں غیر انبیاء کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں یا نہیں؟

ج: نبی کا لفظ قرآن و حدیث میں محض لغوی معنوں میں کیسے استعمال نہیں ہوا۔ کانبیاء بنی اسرائیل کے الفاظ بھی قرآن کریم اور صحاح ستہ کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ بعض چوتھے درجے کی کتابوں میں یہ الفاظ ہوں گے لیکن یہ الفاظ خود بتاتے ہیں کہ غیر پیغمبروں پر انبیاء کا لفظ کیسے نہیں آ رہا۔ نہ وہ انبیاء ہیں۔ صرف انبیاء کی مانند ہیں۔ سو کانبیاء بنی اسرائیل میں بھی لفظ انبیاء اپنے شرعی معنوں میں ہے، لغوی معنوں میں نہیں۔

بزرگان دین میں سے کسی نے بقائمی ہوش و حواس اپنے لیے لفظ نبی اللہ استعمال نہیں کیا، نہ اپنے لیے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر کسی دوسرے پر بولا تو وہ بھی ضابطے کے طور پر نہیں اور جس پر بولا اس نے نہ خود اس کا دعویٰ کیا اور نہ اس نے اس دعوے پر کوئی جماعت بنائی اور نہ اپنے نہ ماننے والوں کو کسی درجہ میں مجرم ٹھہرایا۔

س: کیا حدیث میں محدث کی اصطلاح پائی جاتی ہے؟ اگر ہے تو احادیث کی رو سے محدث کی کیا تعریف ہے؟

ج: حدیث میں محدث کی اصطلاح موجود ہے۔ اس درجہ کا فرد کامل اس امت

میں حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں بے شک حدیث میں وارد ہے کہ میری بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہی ہوتے۔ جب وہ نبی نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ محدث کسی درجہ بھی نبی نہیں ہوتا۔ یہ درست ہے کہ وہ ولی کی نسبت نبی کے زیادہ قریب ہوتا ہے لیکن اسے نبی کسی تاویل سے بھی نہیں کہہ جاسکتا۔

س: قرآن مجید، احادیث اور بزرگان اسلام کی کتابوں میں غیر نبیوں کے مکالمہ، مخاطبہ الہیہ کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

ج: اولیاء اللہ بے شک مکالمہ الہیہ کی دولت پاتے ہیں لیکن وہ اپنے لیے کسی منصب کا دعویٰ نہیں کرتے، نہ اپنی ولایت کے اقرار کی دوسروں کو دعوت دیتے ہیں۔ یہ صرف نبوت ہے، جس کے اقرار کی دوسروں کو دعوت دی جاتی ہے۔ ولایت اس طور پر کہیں پیش نہیں ہوتی، نہ اولیاء اللہ کو کبھی نبی اللہ یا رسول اللہ مانا یا کہا جاتا ہے۔

س: قرآن مجید کی آیات غیر نبیوں کو یا اولیاء اللہ کو الہام ہو سکتی ہیں؟ سلف صالحین کا اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

ج: قرآن مجید کی آیات غیر نبیوں کو الہام ہوں تو وہ وحی کے درجہ میں نہیں، خواب کے درجہ میں شمار ہوں گی۔ خواب کا عنوان اور ہوتا ہے اور تعبیر کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ آیات ظاہراً حضور ﷺ پر اتری تھیں۔ اب یہی اگر کسی ولی کو الہام ہوں تو ان کا ظاہری خطاب معتبر نہ ہو گا۔ تعبیر کی طرح ان کی مراد کچھ اور ہو گی۔ اگر انہیں خواب کے درجہ میں نہ مانا جائے تو بعض صورتوں میں کفر لازم آتا ہے۔

س: حقیقت، مجاز اور استعارہ کی تعریف کیا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کے بعد کسی ولی نے اپنے لیے یا اپنے بزرگوں کے لیے مجاز انبی کے الفاظ استعمال کیے ہیں؟

ج: لفظ ان معنوں میں استعمال ہو جن کے لیے وہ بنا ہے تو یہ حقیقت ہے غیر موضوع لہ، کے لیے کسی مناسبت سے استعمال ہو تو یہ مجاز ہے۔ استعارہ مجاز کی فرع ہے جس طرح لغوی مباحث میں حقیقت اور مجاز کا سلسلہ ہے شرعی مباحث میں بھی حقیقت شرعی اور مجاز شرعی کا سلسلہ قائم ہے جب بنی کا لفظ لغوی معنوں میں استعمال نہیں ہوتا تو مجاز لغوی میں یہ کیسے استعمال ہو سکے گا۔ رہا مجاز شرعی تو اس کے لیے شرعی دلیل چاہئے کہ لفظ نبی قرآن و حدیث میں کہیں مجاز کی تعبیر پائے ہوئے ہو حقیقت شرعی کے سوا یہ

لفظ قرآن و حدیث میں کسی اور معنوں میں نہیں ملتا۔

س: کیا مسلمان صوفیاء کرام نے اپنی کتابوں میں غیر تشوہی، 'قل' بروز اور

فنائی الرسول کی اصلاحات استعمال کی ہیں یا نہیں؟

ج: شرعی مباحث میں صوفیہ کی بات حجت نہیں ہوتی صرف فقہاء شریعت کے

امین ہیں جس طرح محدثین علم کے امین ہیں۔ صوفیاء کرام نے جو باتیں صحو کی حالت

میں کہیں جب وہ بھی دوسروں کے لیے شرعی سند کا درجہ نہیں رکھتیں، تو جو باتیں ان

سے سکر کی حالت میں صادر ہوئیں تو ان شیطانات کی شریعت میں کیسے سند مانا جاسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام نے اپنی مخصوص اصطلاحات کے دائرہ میں اپنی کوئی علیحدہ

جماعت بندی نہیں کی نہ لوگوں کو اپنے ماننے کی دعوت دی، نہ اپنے انکار کو دوسروں

کے لیے وجہ کفر یا کسی درجہ میں مستوجب سزا ٹھہرایا۔

س: قرآن مجید اور حدیث میں مجاز کے طور پر بھی الفاظ آئے ہیں یا نہیں؟ اس

کے متعلق سلف صالحین کا کیا عقیدہ ہے؟

ج: قرآن و حدیث میں جو الفاظ مجاز کے طور پر وارد ہوئے ہیں ان کی تفسیر سلف

نے اپنی رائے سے جائز نہیں سمجھی۔ ان کے ظاہر پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کی حقیقت

میں بحث نہیں کرتے نہ انہیں کسی کی مثل کہتے ہیں قرآن مجید کے کسی متشابہ لفظ پر کسی

نے کسی جماعت کی تشکیل نہیں کی نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ اپنی رائے یا اپنی واردات

سے قرآن کریم کی متشابہ تحریر کو اپنے مخصوص معنی پہنائے۔

س: ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے اگر کوئی شخص ایک نبی کی نبوت کا انکار

کرے تو کیا وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہے؟

ج: ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے ہم تک صرف بعض کے نام پہنچے ہیں

جن انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا جائے تو انسان

مسلمان نہیں رہتا کسی نبی کا حدیث متواتر میں پتہ چلے تو بھی اسلام کی قطعی بات سے انکار

کرنے والا کافر ہو جائے گا کسی ایک پیغمبر کا بھی انکار کیا جائے بشرطیکہ اس کے پیغمبر ہونے

کا قرآن کریم و حدیث متواتر سے پتہ چلا ہو تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔

س: قرآن مجید کی وہ کون سی آیت ہے جس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اپنے خاکی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے گئے؟

ج: قرآن مجید میں ہے کہ یہود جس مسیح کو قتل کر چکے کے مدعی تھے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا۔ (دیکھو پ ۲، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۵۸) قتل کا جملہ جس چن پر وارد ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا قتل جسم خاکی پر وارد ہوتا ہے سو آپ کا رفع (اٹھانا) بھی اسی بدن غضری سے ہوا۔ یہود کا یہ دعویٰ قتل اور خدا کا اس کے جواب میں رفع مسیح کو بیان کرنا اس جسم خاکی کے رفع (اٹھائے جانے) پر نص ہے۔

س: بقول آپ کے جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر تشریف لے گئے ہیں کیا وہ بغیر کھانے پینے کے وہاں اپنی زندگی گزار رہے ہیں یا وہاں کھاتے پیتے ہیں؟ قرآن مجید نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

ج: قرآن مجید نے اس پر بحث نہیں کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں جنت میں کیا کھاتے پیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بھی اس جسد خاکی سے اس ملاء اعلیٰ میں رہ چکے ہیں اور پھر وہاں سے زمین پر اترے تھے تو جو ان کی خوراک ہوتی ہوگی وہی خوراک وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی ہو سکتی ہے۔ پھر جو خدا تعالیٰ اصحاب کف کو سالہا سال تک زمین پر زندہ رکھ سکتا ہے کہ وہ بغیر کچھ کھائے پئے سالہا سال تک سوئے رہیں تو کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر کسی مادی خوراک کے وہاں زندہ نہیں رکھ سکتا؟

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیچھوئی تو قرآن مجید میں ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ میرے بعد آئیں گے (و مبشرا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد) کیا قرآن مجید میں ایسی آیت بھی ہے جس میں یہ ہو کہ حضرت محمد عربی ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے؟

ج: آنحضرت ﷺ نے جو اپنے بعد یا اپنے سامنے پیش آنے والے واقعات بیان فرمائے یا علامات قیامت بیان فرمائیں، ان سب کا قرآن کریم میں مذکور ہونا ضروری نہیں۔ پہلے پیغمبر جو بعد میں آنے والے پیغمبروں کی بشارت دیتے رہے۔ تو یہ اس بات کی خبر تھی کہ آئندہ دنیا کو ہدایت ان کے ذریعہ ملے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی صرف ان کاموں کے لیے ہوگی جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ رہی

تبلیغ دین اور نشر ہدایت تو اس کے لیے شریعت محمدی کافی و دافی ہوگی اور آپ بھی اسی پر عمل کریں۔

س: قرآن مجید کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے معنی اگرچہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں تو بقول آپ کے جس وقت وہ زمین پر واپس آئیں گے، تو اس وقت اس آیت کے معنی کیا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں یا زمین پر؟

ج: قرآن مجید میں کئی ہونے والے واقعات کی خبر دی گئی ہے۔ حالانکہ ان میں سے کئی حضور ﷺ کی زندگی میں ہی پورے ہو گئے تھے۔ ان واقعات کے پورا ہونے کے بعد حضور ﷺ جب ان آیات کو پڑھتے ہوں گے تو حضور ﷺ کے ہاں اس وقت ان آیات کی تفسیر کیا ہوگی؟ یہی ناکہ ایک بات کے ظہور پذیر ہونے کی خبر دی گئی تھی، اور اب وہ بات واقع ہو گئی۔ جو واقعات عمل میں آ گئے تو ان کی پہلی خبروں کے لیے کیا قرآن کریم کا دروازہ بند ہے؟

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ اور دوسرے مسلمان ان آیات کو جس میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے، بے شک پڑھیں گے اور اس ذہن سے پڑھیں گے کہ گزشتہ دور میں ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی خبر دی گئی تھی اور جیسا بتایا گیا تھا، ویسا عمل میں آگیا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہاں موجود ہونا قرآن کریم کی ان خبروں کی تردید نہیں، ان کی عملی تصدیق ہے۔

س: آپ کے عقیدہ کے مطابق اگر وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو اس وقت ان کی عمر کتنی ہوگی؟ قرآن و حدیث.....

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ان کی آمد ثانی پر دائرہ کولت میں ہوگی۔ قرآن کریم اس باب میں کھل کا لفظ ذکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے آتا ہے جس کے سر کے بال سفیدی سے مخلوط ہو چکے ہوں۔ آپ کا اس عمر میں لوگوں سے کلام فرمانا قرآن کریم میں معجزہ کی صورت میں مذکور ہے۔ اس عمر میں بات کرنا عام طور پر معجزہ نہیں ہوتا۔ ہاں آپ جب سالہا سال کے بعد پھر اس زمین پر جلوہ افروز ہوں گے تو پھر آ۔

کھولت میں کام کرنا واقعی معجزے کا نشان ہو گا۔ جس طرح آپ کا ماں کی گود میں کام کرنا ایک نشان تھا، اسی طرح کھولت میں اس پس منظر کے ساتھ کام کرنا بے شک ایک نشان ہو گا۔

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان تو عربی نہ تھی۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق جب وہ نازل ہوں گے تو قرآن مجید اور حدیث کس طرح پڑھیں گے۔ کیونکہ وہ تو عربی میں ہیں۔ بذریعہ وحی سیکھیں گے یا علماء کرام سے پڑھیں گے۔ قرآن مجید سے بتائیں؟

ج: قرآن کریم میں ہے کہ حضرت مریم کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو تورات، انجیل اور کتاب و حکمت سکھائیں گے۔ قرآن کریم کی اصطلاح عمومی میں کتاب و حکمت قرآن و حدیث کو کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اگر دور محمد کا کچھ حصہ نہ پانا ہوتا تو آپ کو اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کی تعلیم کیوں دیں گے۔ کتاب کو تورات و انجیل کے ساتھ ذکر کرنا بتاتا ہے کہ یہ بھی کوئی آسمانی دستاویز ہے۔ کوئی عام چیز نہیں۔ شیخ اکبر کہتے ہیں یعرفہ الحق تعالیٰ بہا علی طریق التعریف وان کان نبیا (الیواقیت“ ص ۳۸ ج ۲) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن و حدیث کی تعلیم کب دیں گے؟ یہ ضرورت کے وقت ہو گا۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ وہ یہاں آکر کسی استاد سے نہ پڑھیں گے نہ گل علی شاہ سے نہ فضل احمد سے نہ فضل الہی سے۔ جو خدا کن کہہ کر جہاں بنا سکتا ہے، وہ ایک تکوین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عربی زبان اور کتاب و حکمت بھی پڑھا سکتا ہے۔

س: قرآن مجید کی روت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ اگر وہ آنحضرت ﷺ کے آخری زمانہ میں امت محمدیہ میں نازل ہوئے تو وہی خاتم النبیین اور آخری نبی ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ سب کے آخر میں مبعوث ہوں گے۔ کیا ان کی بعثت اور ان کے آنے سے آنحضرت ﷺ کی مہر ختمیت نہیں ٹوٹے گی؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ آمد مانی پر آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے۔ اس لیے پوری دنیا آپ کے دائرہ کار میں ہوگی۔ آپ اپنی ذات میں تو نبی ہوں گے لیکن اپنے کام میں آپ امتی ہوں گے۔ یوں کہے کہ آپ کی نبوت نازل نہ ہوگی۔ حضور ﷺ کے آنے پر آپ کی شریعت

منسوخ ہو چکی۔ یہ صحیح ہے کہ آپ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے لیکن یہ صحیح نہیں کہ آپ مبعوث ہوں گے۔ ختم نبوت کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں۔ جب ان کی بعثت ہی نہ ہوگی تو آپ کی آمد سے حضور ﷺ کی خاقیت سے کوئی ٹکراؤ نہ ہوگا۔ پہلا ایک پیغمبر کیا سارے نبی بھی آجائیں، جیسا کہ معراج کی رات بیت المقدس میں آگئے تھے تو اس سے مرخم نبوت نہیں نونتی۔

س: آیت خاتم النبیین کی موجودگی میں بھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں آسکتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ عربی زبان میں یہ بیان کرنا چاہتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو کن الفاظ میں بیان کرتا؟

ج: اس مضمون کو عربی میں یوں ادا کیا جاسکتا ہے۔ رہی شان اعجاز تو یہ اللہ تعالیٰ ہی جانیں کہ اس کے لیے معجزے والے الفاظ کیا ہوتے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین لا محدث بعده نبی ولا ینزل بعده احد من السابقین جب تک لا ینزل بعده احد جیسے الفاظ نہ ملیں، اس وقت تک آپ کی آمد ثانی کو عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھا جاسکتا۔

س: حدیث لانبی بعدی کے ہوتے ہوئے بھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے بعد آسکتے ہیں تو اگر حضرت محمد عربی ﷺ یہ کہنا چاہتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو عربی زبان میں کیا الفاظ استعمال کرتے؟

ج: حضور ﷺ بھی اسی قسم کے الفاظ فرماتے لا محدث بعدی نبی ولا یاتئ احد من السابقین

س: مسلم کی حدیث میں نواس بن سمان کی روایت میں آنے والے مسج کے متعلق جو "نبی اللہ" کے الفاظ چار دفعہ آئے ہیں، قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے ہوتے ہوئے اس نبی اللہ کی معنی کیا ہوں گے؟

ج: گھمانا کا صدر، نا بھیر یا میں آنے اور کوئی شخص اسے صدر کہہ دے تو اس کے معنی کیا ہوں؟ یہی ناکہ یہ شخص اپنے مرتبہ میں صدر مملکت ہے۔ گو یہاں وہ اس عہدے میں نہیں نہ اس کا حکم یہاں نافذ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نبی اللہ کا لفظ آپ کے مرتبہ کا بیان ہے۔ آپ کے اس وقت کے عہدے کا بیان نہیں

کیونکہ یہاں وہ امتی کی حیثیت سے کام کریں گے۔ دور نبوت کے لحاظ سے یہ دور دور محمدؐ ہوگا۔

س: قرآن مجید میں ہے کہ ہر امت کا گواہ قیامت کے دن ان کا نبی ہوگا اور حضرت محمد عربیؐ اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں آخری زمانہ میں آئیں گے تو کیا ان کا آنا اس آیت کے خلاف نہیں ہوگا؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حشر (میدان حشر میں حاضری) دو دفعہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک دفعہ آپ اپنی امت پر گواہی دیں گے، جس طرح سب انبیاء اپنی اپنی امت کی گواہی دیں گے۔ دوسری دفعہ آپ امت محمدیہ کے ساتھ میدان حشر میں آئیں گے اور حضور ﷺ اپنی ساری امت پر گواہی دیں گے۔ جب یہ ممکن ہے کہ حشر کی حاضری آپ کی دو دفعہ ہو تو پھر آپ کی آمد ثانی بحیثیت امتی کے اس آیت کے خلاف نہ ہوگی کہ قیامت کے دن ہر امت کا گواہ ان کا نبی ہوگا۔ (پ ۵، النساء، آیت ۴۱)

س: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے وقت نبی نہیں ہوں گے، بلکہ امتی ہوں گے تو کیا ان کا امت محمدیہ میں آنا آیت قرآنی و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اس فرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا مطیع اور فرمانبردار ہو) کے خلاف نہیں ہوگا؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بعثت یا رسالت کے ساتھ نہ ہوگا و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ میں جس ارسل رسلاً کا بیان ہے اس سے مراد رسولوں کا رسالت کے ساتھ آنا ہے۔ رسول جب رسالت کے ساتھ آتے ہیں تو ان کی حیثیت مطاع کی ہوتی ہے، مطیع کی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے ساتھ تشریف لائیں گے بعثت کے ساتھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع ہونا لازم نہیں آتا۔

س: اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو گئے ہیں اور تمام احادیث جن میں نزول مسیح یا مسیح کی آمد ثانی کا ذکر

ہے وہ ایرانی اور عجمی تعلیمات کا نتیجہ ہے اور قرآن کریم کی صحیح پہرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

ج: جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو گئے، اسے یہ گمان ہے کہ سب انبیاء ایک ہی طرح فوت ہوئے۔ یہ خود غلط ہے۔ بعض انبیاء قتل ہوئے، جیسے یحییٰ علیہ السلام۔ بعض کچھ وقت کے لیے فوت ہوئے جیسے عزیر علیہ السلام اور وہ پھر اس دنیا میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر وہ شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عزیر علیہ السلام کی طرح وفات، کچھ وقت کے لیے وارد ہوئی اور وہ اٹھائے گئے اور آپ ایک دفعہ پھر اس دنیا میں قیامت کے قریب تشریف لائیں گے تو یہ عقیدہ غلط ہے۔ تاہم وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کا نشان ہونے (انہ لعلم للساعۃ) کا منکر نہ سمجھا جائے گا۔ البتہ اس کا یہ کہنا کہ نزول مسیح کی احادیث صحیح نہیں، غلط ہے، یہ اس کی علمی غلطی ہے، عقیدہ کی غلطی نہیں کیونکہ وہ آپ کے قریب قیامت کا نشان ہونے کا منکر نہیں ہے۔

پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی کا عقیدہ وفات مسیح کا نہ ہو، اس کی وفات کے بعد اس کے کسی شاگرد نے ایسی بات بنائی ہو یا گھڑی ہو اور اس کے نام پر ات شرت دے دی ہو۔ ایسی صورت میں مزید تحقیق کی جائے گی۔ اگر اس کی اپنی تحریر مل جائے تو اسے دوسروں کی نقل پر فائق سمجھا جائے گا۔ اس کی مثال حضرت مولانا عبید اللہ سندھی سے دی جا سکتی ہے۔ ان کے کسی شاگرد نے ان کے نام پر وفات مسیح کا نظریہ قائم کر لیا حالانکہ مولانا سندھی خیر کثیر کے ترجمہ میں اپنے قلم سے نزول مسیح کے عقیدے کی توثیق کر چکے ہیں اور محمودیہ میں بھی اس کی تائید موجود ہے۔

پھر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی کا عقیدہ تو ایسا نہ ہو اور وہ رد عیسائیت کے جوش میں الوہیت مسیح کا عقیدہ کا توڑ کرنے کے لیے مسیح کا مدعی بن بیٹھے سرسید احمد خاں اور مفتی محمد عبیدہ وغیرہ ہی نے اسی انداز میں بہت سی غلط باتیں کی ہیں۔ رہی یہ بات کہ یہ کس طرح پتہ چلے کہ ان کا عقیدہ یہ نہ تھا، سو اگر وہ اس عقیدے پر جماعت بندی کرتا ہے اور وہ اور اس کی پوری جماعت اس عقیدے کی اشاعت کے لیے پوری محنت کرتی ہے تو یہ یقیناً اس کا عقیدہ ہو گا نہ کہ مصلحت جیسے مرزا غلام احمد اور اس کے پیرو اپنے

تمام مباحث میں وفات مسیح کے عقیدہ کو اولین جگہ دیتے ہیں۔

ہاں اگر کوئی شخص اسلامی ممالک کا دور کار بنے والا ہو اور اسے کسی مستند عالم سے اس مسئلہ کو سمجھنے کا موقع نہیں ملا اس نے یکطرفہ لڑپچر سے ایسا عقیدہ اختیار کر لیا جیسے مسٹر اسد (جرمنی والے) پہلے اس پر اس مسئلہ میں ملی حجت پوری کی جائے گی۔ پھر نہ مانے تو اسے بھی مرزا غلام احمد اور اس کے پیروؤں کی طرح قطعیات اسلام کا منکر سمجھا جائے گا اور اس پہلو سے وہ کفر کی زد میں ہو گا۔

نوٹ: سوال میں مختلف صورتیں ایک جگہ لپٹی تھیں۔ ہم نے جواب میں انہیں کھول دیا ہے تاکہ ہر صورت کا حکم ملجھہ بیان کر دیا جائے۔

س: حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت سلطان باہو، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت سید محمد اسماعیل شہید، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا عبدالعلیم، صاحب بحر العلوم، حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچا اں والے، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہم نے اپنی تحریرات اور ملفوظات وغیرہ میں جو غیر تشوہی نبی، قل، بروز اور فنا فی الرسول کی اصطلاحات لکھی ہیں، وہ صحیح ہیں یا انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں ہندوانہ تصور اپنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی اور ان اصطلاحات کے لکھنے سے کوئی اسلام کی خدمت ان کے مد نظر تھی۔ آخر انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ اصطلاحات کیوں لکھی ہیں اگر انہی اصطلاحات کو کوئی دوسرا شخص لکھے تو اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

ج: قل اور بروز کی اصطلاحات ہندو تصورات سے ماخوذ ہیں، جو ان کے عقیدہ تناخ کے پہلو سے نکلی ہیں۔ پھر بعض صوفیاء نے اپنے فنا اور بقا کے مقامات سے مخلوط کر لیا ہے اور ان میں یہ تاویل کر کے اپنے ہاں لے لیا ہے۔ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ ان کی اصل ہندو نظریات میں سے تھی۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ کسی قوم سے الفاظ لے کر انہیں اپنی کسی نئی اصطلاح میں بدل لینا، یہ امر ممنوع نہیں تھا۔ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ صوفیہ کی اپنی اصطلاحات ہیں اور ان کی تشریحات ہیں۔

غیر تشریحی نبی کی اصطلاح کو سائل نے یونہی ان اصطلاحات کے ساتھ جوڑا ہے۔ اگر ان سے مراد وہ شخص ہے جو شریعت کی رو سے کسی درجہ میں نبی نہیں جیسے سعدی کو پیغمبر غزل کہا گیا تو شرعی حیثیت کے سوا کسی کو بھی کسی فن کا پیغمبر کہا جاسکتا ہے۔ جو خدا کے پیغمبر ہوئے ہیں، انہیں نبی اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ فنی نبی نہیں ہوتے، شرعی نبی نہیں ہوتے۔ شریعت نے انہیں نبی مانا ہے۔ وہ نئے احکام لائیں، یا پرانی شریعت پر چلیں، وہ شرعی نبی ہیں۔

حضور ﷺ کے بعد اب کسی شخص پر شرعی نبی کا لفظ نہیں بولا جاسکتا۔ لانسبی بعدی کے معنی لامسوع بعدی کے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص شرعاً نبی نہیں کہلا سکتا۔

اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ شریعت کی رو سے حضور ﷺ کے بعد ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے، جو نئی شریعت نہ لائے، حضور ﷺ کی شریعت کے تابع رہے، لیکن شریعت کی رو سے اسے نبی اللہ کہہ سکیں گے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ ہاں نبوت کے کمالات جاری ہیں اور بہت سے غیر پیغمبروں کو بھی ان کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ لیکن کسی ایسے شخص پر نبی یا نبی اللہ کا لفظ نہیں بولا جاسکتا، نہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

بزرگوں کی بعض عبارات میں کمالات نبوت پانے کا ذکر ہے لیکن ان میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایسے شخص کو نبی ہرگز نہ کہا جاسکے گا۔ پھر بھی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اور وہ ہوش و حواس میں ایسی بات کہتا ہے اور اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی قرار دیتا ہے، تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہ ہو سکے گا۔ سوال میں جن بزرگوں کے نام دیے گئے ہیں، ان میں کوئی بھی ان شرائط کے ساتھ کسی غیر تشریحی نبوت کے جاری رہنے کا قائل نہ تھا۔

س: صوفیاء کرام کی اصطلاحات کے علاوہ محدثین، فقہاء اور بزرگان دین نے عقائد، حدیث، اصول حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی جو اصطلاحات وضع کی ہیں، یہ اصطلاحات آنحضرت ﷺ کے کتنا عرصہ بعد وضع ہوئی ہیں؟ کیا آنحضرت ﷺ کے بعد وضع ہونے کی وجہ سے یہ غیر اسلامی ہیں؟ اگر یہ اسلامی ہیں تو طریقت کی اصطلاحات

کیوں غیر اسلامی ہیں؟

ج: محدثین اور فقہاء کرام نے اپنے اپنے دائرہ علم میں جو اصطلاحات وضع کی ہیں، وہ علمی اصطلاحات ہیں، شرعی نہیں۔ ان سے مسائل کا درجہ معلوم ہوتا ہے، مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ مسئلہ کے مراجع و مصادر قرآن و حدیث ہیں۔۔۔۔۔ طریقت کی اصطلاحات محض بیان حال کے لیے ہیں۔ تعیین منصب کے لیے نہیں۔ کتاب و سنت سے احکام استنباط کرنے والے ان احکام کے صرف مظہر ہوتے ہیں کہ انہوں نے کتاب و سنت کی وہ گہرائی ظاہر کر دی، وہ مثبت احکام نہیں ہوتے۔ مسائل میں فقہاء کے فیصلے سند ہیں۔ صوفیاء کا قول حجت نہیں۔

س: آنحضرت ﷺ کی امت میں ہزاروں ایسے بزرگ ہوئے ہیں، جنہوں نے فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچ کر اپنے آپ کو آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، احمد کہا ہے اور بعض نے تو نبی اور رسول بھی کہہ دیا ہے اور کئی وہ ہوئے ہیں، جنہوں نے اپنے نام کے کلمے بھی پڑھا دیے ہیں، جو اہل علم حضرات سے مخفی نہیں۔ کیا یہ سب بزرگان دین اور ان کے متبعین غیر مسلم ہیں؟

ج: صوفیہ کی اصطلاحات میں اہل حال اور اہل قال دو علیحدہ علیحدہ طبقے ہیں۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ سند اہل قال سے لی جائے، اہل حال سے نہیں۔ اپنی حیثیت کو فنا کر کے کوئی شخص اپنے شیخ کا مظہر بنے، اس سے اس کے حال کا تو پتہ چل سکتا ہے، لیکن اس کے اس حال پر کبھی جماعت بنی نہیں سنی گئی۔ نہ اس سے شرعی احکام چلتے ہیں، نہ لوگوں کو اس مقام کی دعوت دی جاتی ہے۔ جن صوفیوں سے ان کی کسی خاص حالت میں شیطیات صادر ہوئے، وہ ان کا ارادی کام نہ تھا۔ اس صورت میں وہ لائق معافی ہیں۔ لیکن ان کی باتوں کو سند نہیں بنایا جاسکتا اور نہ وہ باتیں اپنے ظاہر میں صحیح سمجھی جاسکتی ہیں۔

س: جماعت احمدیہ لاہور کا ہر فرد آنحضرت ﷺ کو غیر مشروط طور پر خاتم النبیین اور آخری نبی مانتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ امام الزماں، مجدد صد چہارم، مسیح موعود جناب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا بلکہ بار بار اعلان کیا کہ ”سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی

نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں" (مجموعہ اشتہارات، جلد اول، ص ۲۳۰) ج: یہ دعویٰ کہ جماعت احمدیہ لاہور کا ہر فرد حضور ﷺ کو غیر مشروط طور پر آخری نبی مانتا ہے، مندرجہ ذیل تحریرات کی روش سے صحیح نہیں۔ مرزا غلام احمد، حضور ﷺ کو آخری نبی اس طرح مانتا ہے کہ کلمہ، قبلہ اور شریعت بدلے بغیر نیا نبی نہ آ سکے، بلکہ بعض عبارات میں اس کا شریعت لانے کا دعویٰ بھی ہے۔ یہ حضور ﷺ کے آخری ہونے کا غیر مشروط عقیدہ نہیں، اپنے لیے ایک چور دروازہ کھولتا ہے۔ مرزا غلام احمد کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اس نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں جو بیان دیا، وہ ۲۶ مئی کو شائع ہوا۔ یہ مرزا صاحب کی اس مسئلہ پر آخری تحریر ہے۔ اس میں ہے:

"جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے راز میرے پر کھولتا ہے اور جب انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار یقین نہیں کھولتا اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔"

(منقول از النبوءہ فی الاسلام، مصنفہ (مولوی محمد علی صاحب) امیر جماعت احمدیہ

لاہور)

اس عبارت کی روشنی میں یہ کہنا کہ لاہوری جماعت کے لوگ حضور ﷺ کو غیر مشروط طور پر آخری نبی مانتے ہیں، کسی طرح درست نہیں۔ جب انہوں نے نبوت کا ایک دروازہ کھلا رکھا ہے، گو کسی تاویل سے کیوں نہ ہو، تو پھر ختم نبوت پر غیر مشروط عقیدہ رکھنے کا یہ دعویٰ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے صرف یہی نہیں کہا کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اسے وحی شیطانی کہہ کر نظر انداز کیا جاسکے مرزا

صاحب نے اپنی اسی وحی کی اساس پر نبوة کا دعویٰ بھی کیے رکھا اور اس کے انکار کو گناہ بھی قرار دیا۔ مولوی محمد علی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے مگر آپ کے متبعین کامل کے لیے، جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں، ان کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔“

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”جزئی طور پر ایک قسم کی نبوت ان کو ملتی ہے اور آفتاب نبوت ان کے دل کے آئینے میں منعکس ہو کر ایک نئی یا بروزی نبوت ان کو دیتا ہے۔“

(’مسیح موعود‘، ص ۳۰۶، تحریر ۱۹۱۸ء)

قادیانہ کا پیکر دار

محمد طاہر رزاق

سوال: جناب عالی ہم نے مختلف لوگوں سے یہ سنا ہے کہ مرزا قادیانی

۱- شراب پیتا تھا۔

۲- افیون کھاتا تھا۔

۳- غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں دبواتا تھا۔

۴- سینما دیکھتا تھا۔

۵- غلیظ گالیاں بکتا تھا۔

۶- اسے مراقبہ و مہیر یا تھا۔

۷- وہ جوتے کا دایاں پاؤں بائیں میں اور بایاں پاؤں دائیں میں ڈال لیتا تھا۔

۸- قیض کے بٹن اپنے سامنے والے کاجوں کے بجائے اوپر نیچے لگاتا تھا۔

۹- اس نے جوتے کو سیاہی کی دوات بنا رکھا تھا۔

۱۰- وہ مختاری کے امتحان میں فیل ہو گیا تھا۔

۱۱- اس کے فرشتوں کے نام پچی پچی درشن اور خیراتی تھے۔

۱۲- اسے انگریزی، ہندی اور پنجابی میں الہامات و وحی ہوتے تھے۔

۱۳- اس نے جہاد کو حرام قرار دیا۔

۱۴- اس نے کہا کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

۱۵- وہ حیا سوز شاعری کرتا تھا۔

کیا یہ باتیں ہوئی یا فرضی ہیں یا کہ ان کے ثبوت بھی ہیں؟ اگر ثبوت موجود ہیں اور قادیانیوں کی ایک کثیر تعداد کو ان باتوں کا پتہ بھی ہے تو پھر وہ اسے کیوں اپنانی اور راہنما مانتے ہیں۔ (از طرف 'فیاض اختر ملک')

جواب: جن باتوں کا آپ نے تذکرہ کیا یہ ہوئی نہیں ہیں بلکہ ہمارے پاس ان تمام کے بین ثبوت موجود ہیں۔ لیجئے ثبوت پیش خدمت ہیں۔

شراب

”محیٰ اخو یکم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خریدنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن، ای پلو مرکی دکان سے خریدیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔“ والسلام (خطوط امام ہمام غلام، ص ۵)

سودائے مرزا کے حاشیہ پر حکیم محمد علی پرنسپل طبیبہ کالج امرتسر لکھتے ہیں، ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں ای پلو مرکی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد ای پلو مرکی دکان سے دریافت کیا گیا۔ جواب حسب ذیل ہے:

”ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے ہے۔“

(۲۱ دسمبر ۱۹۳۲ء، ”سودائے مرزا“ ص ۳۹، حاشیہ)

افیون

”حضرت مسیح مدعو علیہ السلام نے ”تریاق الہی“ دوا، خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔“

(مضمون میاں محمود احمد، اخبار ”الفضل“ جلد ۱، نمبر ۴، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

غیر محرم عورتیں

”حضرت ام المومنین (محترمہ نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا قادیانی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی اس لیے اسے پتہ نہ لگا کہ کس چیز کو دوبار ہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پٹنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا ”بھانو آج بڑی سردی ہے۔“ بھانو کہنے لگی ”ہاں جی! تیرے تے تھوڑیاں تھیں لکڑی دانگ ہوئیں ہوئیں“ (جیسی تو آپ کی ٹانگیں لکڑی کی

طرح سخت ہو رہی ہیں۔) خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانوکو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتنا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی وجہ سے تمہاری حس کنزور ہو رہی ہے۔“ (”سیرت المہدی“ جلد ۳، ص ۲۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

سینمایا تھیٹر

مرزا قادیانی کا نام نہاد صحابی مفتی محمد صادق بیان کرتا ہے:

”ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح فشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات کو تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا، ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔“ (”ذکر حبیب“ ص ۱۸، مصنفہ مفتی محمد صادق)

غلیظ گالیاں

(۱) ”سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے۔“ (”تمتہ حقیقتہ الوحی“

ص ۱۴)

(ii) ”خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مر لگادی۔“ (”تمتہ حقیقتہ الوحی“ ص ۱۳)

(iii) ”آریوں کا پر میشر (خدا) ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔“

(چشمہ معرفت، ص ۱۱۶)

(iv) ”ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں

کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے۔ وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔“ (آئینہ

کمالات اسلام، ص ۵۴)

(v) ”جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے رویہ و تہمت لاف گزاف مارتے ہیں

مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں

داخل ہو جاتے ہیں۔“ (حیات احمد، جلد نمبر ۱-۳، ص ۲۵)

(۷۱) ”عبداللہ کو پوچھنا چاہیے کہ اس کلوہ مباہلہ کی برکت کالاکا کہاں گیا۔ کیا اندری
اند رپیٹ میں تحلیل پائی یا پھر رجعت قمری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب تک اس کی
عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۲۷)

مراق۔ ہسٹیریا

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن
در اصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی مشقت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے
بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی
ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا،
گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات
زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔“ (سیرت
المہدی حصہ دوم ص ۵۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

دایاں بایاں

”بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگاہی (جو تا) ہدیتہ لاتا تو آپ با
اوقات دایاں پاؤں، بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں، دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی
وجہ سے آپ دیکھی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے، ہمیں
تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں، جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ
دانت کے نیچے آجاتا ہے۔“

(”سیرت المہدی“ حصہ دوم، ص ۵۸، مصنفہ بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

بٹن اور کاج

”بارہا دیکھا گیا ہے کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے۔
بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

جوتی کی دوات

”ایک دفعہ فرمانے لگے میرے لیے کسی نے بوٹ بھیجے ہیں۔ میری سمجھ میں اس کا دایاں بایاں نہیں آیا۔ آخر اس کو سیاہی ڈالنے کے لیے بنالیا۔“
(الحکم ۱۴ دسمبر ۱۹۳۴ء ص ۵ کالم نمبر ۲)

مختاری کے امتحان میں فیل

”چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں کرتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔“ (”سیرت المہدی“ حصہ اول، ص ۱۳۸، بشیر احمد قادیانی)

فرشتے

”ٹپٹی ٹپٹی“: ”۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنا نام ”ٹپٹی ٹپٹی“ بتایا“

(”حقیقت الوحی“ ص ۲۳۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

”درشنی“: ”ایک فرشتہ میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کی تھی اور میزکری لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا میں درشنی ہوں۔“ (”تذکرہ“ ص ۳۱)

”خیراتی“: ”تین فرشتے آسمان سے آئے اور ایک کا نام خیراتی تھا۔“

(”تریاق القلوب“ ص ۱۹۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجابی، ہندی اور انگریزی وحی

پنجابی: ”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے یہ الہام سنایا کہ ”پٹی پٹی مٹی“۔“

(”تذکرہ“ ص ۸۰۱)

ہندی: "ہے کرشن جی رو در گوپال"

("الہدر" جلد دوم، نمبر ۴۴، مورخہ ۲۹ اکتوبر ۸ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۳۲۲)

انگریزی:

"I love you." میں تم سے محبت کرتا ہوں

"I am with you" میں تمہارے ساتھ ہوں

"I shall help you." میں تمہاری مدد کروں گا

("حقیقتہ الوحی" ص ۳۰۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

جہاد

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتل
اب آمیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(ضمیمہ "تحفہ گولڈویہ" ص ۳۹، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔" ("خطبہ الہامیہ" مترجم، ص ۲۸-۲۹، مصنفہ مرزا قادیانی)

کافر ہے ا

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ

مسلمان نہیں۔“ (”حقیقتہ الوحی“ ص ۱۶۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)
 ”جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہو گا وہ خدا، رسول کی
 نافرمانی کرنے والا جنسی ہے۔“ (اشتہار معیار الاخیار ص ۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

شاعری

چکے چکے حرام کدانا آریوں کا اصول ہماری ہے
 نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے
 بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
 دس سے کدوا چکی ہے زنا پاک دامن ابھی بے چاری ہے
 زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
 (”آریہ دھرم“ ص ۷۶-۷۷، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ آپ نے پوچھا ہے کہ اگر قادیانیوں کی اکثریت مرزا قادیانی کی حقیقت کو جانتی ہے
 تو پھر اسے اپنانی اور راہبر کیوں مانتے ہیں؟

○ جو اباعرض ہے کہ ہیرودین پینے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ ہیرودین نوشی سے میں
 صحت اور دولت سے محروم ہو جاؤں گا اور پھر یہ ہیرودین مجھے موت کے گھاٹ اتار دے
 گی۔ لیکن وہ اپنے بچوں کے منہ سے نوالے چھین کر اور بیوی کے زیورات بیچ کر اور گھر کو
 جہنم بنا کر اپنا ہولناک شوق پورا کرتا ہے۔

○ جعلی ادویات بیچنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاشرے میں شفا نہیں بلکہ موت
 کا زہر بیچ رہا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی گھروں کے چراغ گل کر دے گا۔ کئی پھولوں
 کو یتیم کر دے گا۔ کئی سگائوں کے سگ لٹ لے گا۔ کئی متابھری آنکھوں کو آنسوؤں
 کے چشمے بنا دے گا۔ لیکن وہ اپنے مفاد کی خاطر یہ سب کچھ کر گزر رہا ہے۔

○ اسلام کی سنہری مالا کو چھوڑ کے اگر کوئی قادیانیت کے کانٹوں کو اپنے گلے میں سجاتا
 ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

○ چینی لوگ پھلیوں کی موجودگی میں سانپ چھپکلیاں اور دیگر غلیظ کیڑے کھاتے ہیں۔
 کورین لوگ خوبصورت بکرے کو چھوڑ کر کتے کا گوشت مزے لے کر کھاتے ہیں۔ یورپین

لوگ بہترین مرغوں کو چھوڑ کر لحم خنزیر کو منہ میں ڈالتے ہیں۔ کئی بد بخت آب زم زم کی موجودگی میں اپنے منہ اور معدے کو شراب سے غلیظ کرتے ہیں۔ ہندو اپنے ہاتھوں سے بت بناتا اور پھر اس بت کو خدا کہتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بت کو تو خدا کہتا ہے لیکن جس رب نے اسے بنایا اسے خدا نہیں کہتا۔

محترم بھائی! جس طرح مرزا قادیانی کو پتہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں لیکن اس نے دعویٰ نبوت کیا، اسی طرح قادیانیوں کی اکثریت کو بھی معلوم ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کا نبی نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی اپنے مفادات کے لیے اسے نبی مانتے ہیں۔

برادر عزیز! جب میلہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور بہت سے لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا تو انہی دنوں میلہ کذاب کا ایک دوست باہر سفر پر تھا۔ جب وہ گھر پلٹا تو لوگ اس کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ تیرے دوست میلہ نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ اسے بڑا تعجب ہوا۔ اس نے انہیں کہا کہ تم سب میرے ساتھ آؤ، ہم میلہ کے پاس چلتے ہیں۔ جب وہ میلہ کے مکان پر پہنچا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم باہر ٹھہرو میں اندر بند کمرے میں میلہ سے گفتگو کر کے اسے پرکھتا ہوں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟

وہ ایک بند کمرے میں میلہ کے ساتھ طویل گفتگو کرتا رہا۔ اس سے مختلف سوال و جواب کرتا رہا، اسے پرکھتا رہا اور پھر جب وہ کافی دیر بعد میلہ کذاب کے مکان سے باہر آیا تو لوگ اس کے خطر تھے۔ وہ فوراً اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اس سے پوچھا کہ بتا میلہ کو کیا پایا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے میلہ کو ہر زاویے سے پرکھا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے لیکن ہم اسے سچائی مانیں گے کیونکہ باہر کے سچ نبی سے گھر کا جھوٹا نبی بہتر ہے۔

طالب شفاعت محمدیؑ بروز محشر

محمد طاہر رزاق

فتنہ قادیانیت کی نقاب کشائی



س: مرزائیوں کا کہنا ہے کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، مسلمانوں کی طرح ذبیحہ کرتے ہیں تو پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: مسلمان ہونے کے لیے پورے اسلام کو ماننا ضروری ہے کافر ہونے کے لیے پورے اسلام کا انکار ضروری نہیں، دین کے ایک مسئلہ کے انکار سے بھی کافر ہو جاتا ہے اگر کسی نے دین کے ایک ضروری مسئلہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا، چاہے کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو یا نمازی حاجی اور زکوٰۃ دینے والا کیوں نہ ہو۔ اس میں مثال ایسی ہے جیسے ایک دیگ میں چار من دودھ جمع ہو سکتا ہے۔ اب اس کے پاک ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پورے کا پورا پاک ہو۔ ناپاک ہونے کے لیے ضروری نہیں کہ چار من دودھ میں چار من شراب ڈالیں گے، تب پاید ہو گا بلکہ ایک تولہ شراب کا بھی چار من دودھ کو پاید کر سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے ایک مسئلہ کا انکار کر دے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ مرزائیوں نے ایک مسئلہ کا نہیں کئی کا انکار کیا ہے اس لیے وہ کافر ہیں چاہے وہ کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں۔

مسئلہ کذاب اور اس کی پارٹی کے لوگ نماز پڑھتے تھے، اذان دیتے تھے، کلمہ پڑھتے تھے، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ کرتے تھے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے تھے، غرض یہ کہ تمام مسلمانوں کا اور مسئلہ کذاب کا دین کے دیگر مسائل میں اختلاف نہ تھا۔ صرف ایک مسئلہ میں اختلاف تھا وہ یہ کہ صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضور علیہ السلام ہی نبی ہیں۔ اور آخری نبی ہیں جب کہ مسئلہ کہتا تھا کہ حضور بھی نبی ہیں۔ مسئلہ کذاب نے کہا حضور بھی نبی اور حضور کے بعد میں بھی، تو صحابہ کرام نے ارشاد فرمایا کہ مسئلہ تو نے حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اب تیری کوئی نیکی، نیکی نہیں رہی۔ دعویٰ نبوت کے بعد تو کافر ہے نہ تیرے کلمے کا اعتبار ہے نہ نماز وغیرہ کا اس لیے صحابہ کرام نے اس کے ساتھ جنگ کی۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مرزائیوں کا اسے نبی مان لینا یہ وہ جرم ہے جس کے ہوتے ہوئے مرزائیوں کی کوئی نیکی، نیکی نہیں رہی۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے اس لیے مرزا کے لڑکے مرزا بشیر نے اپنی کتاب "کلمۃ الفصل" کے صفحہ ۱۵۸ پر تحریر کیا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمدؐ کے مفہوم میں ایک اور زیادتی ہو گئی۔

تو جب مسلمان کلمہ کا دوسرا جز محمدؐ پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک محمدؐ سے مراد صرف محمدؐ کی ذات اقدس ہوتی ہے۔ اس میں کسی اور کی شراکت کا تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن حوالہ بالا سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے نزدیک کلمہ طیبہ کے دوسرے جز 'محمد' سے مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اور قادیانیوں کا کلمہ اور ہے۔ نیز اسی کتاب کے اسی صفحات پر یہ عبارت بھی ہے "پس مسیح موعود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے" اسی لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔

پس یہ عبارت پکار پکار کر بانگ دہل اٹھان کرتی ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ (اس کلمہ طیبہ میں مسلمان "محمد رسول اللہ" سے مراد رحمت عالم حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو ہی لیتے ہیں؛ جب کہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اس بات کو ایک مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا نام بھی محمد تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے ایک شاگرد کا نام بھی محمد تھا۔ شیخ محمد یوسف بنوریؒ کے صاحبزادے کا نام بھی محمد ہے۔ اب یہ تینوں فرض کیجئے کہ ایک مجلس میں ہوں۔ امام بخاریؒ کے والد صاحب آکر کہیں تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا امام بخاریؒ مراد ہو گا۔ اور اگر اسی مجلس میں امام ابو حنیفہؒ آکر کہیں محمد تو اس سے ان کا اپنا شاگرد امام محمد باقر مراد ہو گا۔ اور اگر اسی مجلس میں حضرت بنوریؒ آکر کہیں محمد تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا محمد بنوری مراد ہو گا۔ تینوں نے لفظ ایک ہی بولا، لیکن ہر ایک لفظ سے مراد علیحدہ علیحدہ اشخاص تھے۔ اسی طرح جب مرزائی محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے مراد مرزا قادیانی بھی ہوتا ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ ان کا کلمہ اور مسلمانوں کا کلمہ

مرزائیوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ بعینہ یہی سوال ان سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مرزائی ان کو کافر کیوں کہتے ہیں، جیسا کہ مرزا قادیانی کے ایک مکتوب تذکرہ کے صفحہ ۶۹ مطبوعہ ربوہ اشاعت سوم پر درج ہے مرزا نے لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اسی طرح مرزا قادیانی کے لڑکے اور قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا محمود نے اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اور ایسے ہی مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے کلمہ الفصل کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزائیوں کی ان عبارتوں سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مسلمان ہزار دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں لیکن مرزا کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو سکتے ہیں اور یہ امر مرزائیوں کو بھی مسلم ہے، پس مرزائیوں کا ہزار بار کلمہ پڑھنا مرزائے قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے ان کو کفر سے نہیں بچا سکتا۔

س: ایک موقع پہ حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو قتل کرنا چاہا اس نے فوراً کلمہ پڑھا لیکن حضرت اسامہؓ نے اس کو قتل کر دیا اور حضرت اسامہؓ حضور مایہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا جس کے جواب میں نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا، اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ اس نے دُر کے مارے کلمہ پڑھا نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا، ہاں اشدقت قلبہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ دُر کے مارے کلمہ پڑھ رہا ہے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کل قیامت میں اس کے بارے میں کوئی بات ہوئی تو میں اسامہؓ کے فعل سے بری ہوں۔ مرزائی اس سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو ہمارے کلمہ کا

اعتبار ہونا چاہئے کیا انہوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھ لیے ہیں کہ ہم اوپر سے کلمہ پڑھتے ہیں ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور تو جس طرح حضور علیہ السلام نے اسامہ کے اس فعل سے برات کا اظہار کیا، مسلمانوں کے طرز عمل سے بھی اسلام بری ہے۔

ج: ایک شخص جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہئے کہ وہ اپنے افعال اور طرز عمل سے یہ ثابت کرے کہ اس نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے اس لیے کہ دل کی ترجمانی زبان ہے اس آدمی کا طرز عمل یہ بتائے گا کہ اس کا دل اور زبان ایک ہے یا نہیں بخلاف اس واقعہ کے کہ حضرت اسامہؓ نے اس آدمی کو موقع نہیں دیا تھا کہ وہ ثابت کرتا اپنے عمل سے کہ آیا اس نے کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے۔ اس لیے حضرت محمدؐ نے اس پر نکیر فرمائی لیکن مرزائی اس حدیث سے اس لیے استدلال نہیں کر سکتے، اس لیے کہ مدت مزید اور عرصہ بعید مسلمانوں نے ان کو موقع فراہم کیا۔ کہ وہ اپنے طرز عمل سے بتائیں کہ ان کے دل میں کیا ہے آیا ان کی زبان اور دل ایک ہے۔ مرزائیوں کے لڑیچہ ان کے روزمرہ کے معمولات نے یہ بتا دیا کہ زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے باوجود ان کے دل میں یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار اور اجراء نبوت کے قائل ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تنقیض کرتے ہیں اور ایک مدعی نبوت مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے بعد وحی نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں تو ان کے اس طرز عمل نے بتا دیا کہ یہ کلمہ پڑھنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتے ہیں، جس کے باعث ان کے کلمہ کا اعتبار نہیں اس لیے حدیث اسامہؓ سے ان کا استدلال باطل ہے۔

س: ایک دفعہ حضرت بلالؓ "اذان دے رہے تھے، حضرت ابو محذورہؓ جو چھوٹے بچے تھے اور ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، انہوں نے بھی نقل اتارتے ہوئے حضرت بلالؓ کے ساتھ اذان دینا شروع کر دی۔ جب حضرت بلالؓ کی اذان پوری ہوئی تو حضور علیہ السلام نے حضرت ابو محذورہؓ کو بلا کر اذان کے کلمات کہلوائے۔ آپ کے پیار و محبت اور توجہ عالی کہ جو نبی اذان کے کلمات ختم ہوئے حضرت محذورہؓ مسلمان ہو گئے۔ اس سے مرزائی استدلال کرتے ہیں اور ابو محذورہؓ نے ابتدا کفر کی حالت میں اذان کسی چلو ہم آئین کے اعتبار سے کافر سہی، تو کافر ہونے کی حالت میں ہمیں اذان دینی

چاہئے۔

ج: قرآن و سنت سے پوری کائنات کے قادیانی ایک واقعہ بھی ایسا ثابت نہیں کر سکتے کہ نماز کے لیے مسلمانوں نے کبھی کافر کو اذان کہنے کی اجازت دی ہو یا کسی کافر نے نماز کے لیے اذان دی ہو۔ جس دن ابو محذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی اذان کی نقل اتاری تھی اس دن بھی نماز کے لیے اذان حضرت بلالؓ نے ہی دی تھی۔ اس حدیث شریف سے اگر مرزائی استدلال کرنا چاہتے ہیں تو بھی تعلیم و تبلیغ کے نقطہ نظر سے ایک دفعہ اذان کے کلمات کہہ کر ان کو بھی مرزا پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو جانا چاہیے لیکن وہ اذان بھی تعلیم و تبلیغ کے لیے ہوگی نہ کہ نماز کے لیے۔ ہاں مسلمان ہونے کے بعد جتنی مرتبہ چاہیں اذان دینے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں پس کافر کو قطعاً نماز کے لیے اذان دینے کی اجازت نہیں ہے۔

س: مرزائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو آیا ان کو وحی ہوگی یا نہ۔ اگر وحی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضورؐ کے بعد وحی ہو سکتی ہے، پس مسلمان کا انقطاع وحی کا عقیدہ غلط ہوا۔

ج: انقطاع وحی سے مراد انقطاع وحی نبوت ہے باقی رہا کشف و الہام صالحہ تو وہ امت میں جاری ہیں اور خود قرآن گواہ ہے کہ وحی نبوت کے علاوہ اور بھی ہدایت کا راستہ دکھانے کے یا کسی مخفی امر پر مطلع کرنے کے اور بھی راستے ہیں جیسے فرمایا و اوحینا الی موسیٰ یا و اوحینا الی النحل شد کی مکھی یا ام موسیٰ کو جو رہنمائی ہوئی قرآن نے اسے وحی سے تعبیر کیا۔ وحی ہونے کے باوجود وہ وحی نبوت نہ ہوگی۔ لہذا ان کی طرف وحی کا ہونا امت کے عقیدہ انقطاع وحی کے منافی نہ ہوگا۔

س: تذکرہ اولیاء وغیرہ اس قسم کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں نے یہ کہا کہ میں نبی ہوں، میں محمد ہوں، میں خدا ہوں وغیرہ اگر مرزا نے بھی کہہ دیا تو اس پر فتوائے کفر کیوں؟

ج: بزرگوں کا کوئی قول و فعل شرعاً ہمارے لیے حجت نہیں بخلاف مرزائیوں کے کہ وہ مرزے قادیانی کو نبی مانتے ہیں جی کی بات چونکہ شریعت میں حجت ہوتی ہے اس لیے مرزا صاحب کے یہ اقوال مرزائیوں پر حجت ہوں گے۔ نیز یہ بزرگوں کے ان

اقوال کو ہم شرعاً صحیح نہیں سمجھتے ہم پر الزام تب ہو تاکہ ہم ان کو شرعاً حجت سمجھتے مرزا کے اقوال کو مرزائی چونکہ شرعاً حجت سمجھتے ہیں تو ان کا فرانہ اقوال کو ماننے کے باعث مرزائی کافر ہوئے۔

نیز تصوف کی رو سے بعض صوفیاء پر ایسی جذب وغیرہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جس میں وہ مدہوش ہوئے۔ اس مدہوشی میں بعض وہ ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو شرعاً صحیح نہیں ہوتیں بے ہوش ہونے کے بعد ہم ان کو معذور سمجھیں گے۔ اور اگر وہ مدہوش نہ تھے اور عمدہ ایسا کہا تو ایسا کہنے والے کو ہم کافر کہیں گے۔ چنانچہ ان کے خلاف شرع اقوال کے لیے دو راستے ہیں یہ کہ معذور ہو گیا کافر ہو گا۔ اب مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی معذور تھا یا کافر، معذور تب ہو تاکہ وہ اس کو مدہوش مانیں، اور مدہوشی اور معذوری نبوت کے شایان شان نہیں۔ نیز اس میں ایک اور بھی فرق ہے کہ جب ان بزرگوں پر مدہوشی کی کیفیت ختم ہوتی تھی اگر ان کے کسی مرید نے بتا دیا کہ آپ نے یہ کہا تھا کہ میں محمد ہوں، میں خدا ہوں، تو اس بزرگ نے فوراً کہا، کہ تم نے مجھے قتل کیوں نہ کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ بزرگ بھی اس قسم کے دعاوی کو جائز نہیں سمجھتے تھے، بخلاف مرزا قادیانی کے کہ اس نے نہ صرف ان خلاف شرع باتوں کو کہا بلکہ اس وحی اور نبوت کا حصہ بتایا۔ اس لیے مرزائی بھی آج تک اس کے خلاف شرع باتوں پر ایمان لاتے ہیں، لہذا تذکرہ اولیاء اور اس قبیلہ کے دوسرے افراد معذور سمجھے جائیں گے مرزا اور مرزائی کافر سمجھے جائیں گے۔

س: قادیانی جماعت یہ اعتراض کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا انتخاب فرمایا، اور حضور سرور کائنات کو دشمنوں سے بچانے کے لیے غار ثور کا، چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۲ طبع دوم پر لکھا ہے کہ خداوند کریم نے آنحضرتؐ کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تلاش کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرت الارض اور نجاست کی جگہ تھی۔

(استغفر اللہ) مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلایا نیز مرزا محمود نے اپنی کتاب دعوت الامیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام آسمانوں پر حضور علیہ السلام زمین میں یہ حضور علیہ السلام کی توہین اور تنقیص ہے۔

ج: عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور حضور سرور کائنات کا زمین میں مدفون ہونا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بلندی اور حضور علیہ السلام کے لیے زمین کا انتخاب کرنا غرض یہ کہ کسی کا اوپر ہونا اور کسی کا نیچے ہونا اس سے عظمت یا تنقیص لازم نہیں آتی کوئی اوپر ہو یا نیچے جس کی جو شان ہے وہ برقرار رہے گی۔ آسمان والوں کی زیادہ شان ہو اور زمین والوں کی کم، مرزائیوں کی یہ بات عقلاً نقلاً غلط ہے۔

فرشتے آسمانوں پر رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام زمین میں مدفون اس سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ فرشتے آسمانوں پر ہیں اور رحمت عالم روضہ طیبہ میں۔ حالانکہ جبریل امین حضور علیہ السلام کے دربان تھے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے کندھوں پر مدینہ طیبہ کے بازار میں حضرت حسنؑ سوار تھے، آپؐ نے ان کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا جس پر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ حسن تمہیں سواری اچھی ملی ہے۔ اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ: اگر سواری اچھی ہے تو سوار بھی اچھا ہے تو کیا حضرت حسنؑ کا حضورؐ کے کندھوں پر سوار ہونا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت حسنؑ حضور علیہ السلام سے افضل تھے، نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس طرح فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لیے حضور علیہ السلام کے حکم پر حضرت علیؑ آپؐ کے کندھے پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت علیؑ حضورؐ سے افضل تھے۔

امتی حضور علیہ السلام کے روضہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں، اس وقت امتی زمین پر ہوتے ہیں اور حضور علیہ السلام زیر زمین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ امتی حضورؐ سے افضل ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ غرض یہ کہ اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو جو شان بخشی ہے وہ آپؐ کی ہر حال میں برقرار رہے گی، چاہے حضورؐ کے کندھوں پر کوئی سوار ہو یا حضورؐ کسی کے کندھے پر سوار ہوں، جیسے حضور علیہ السلام نے ہجرت کی رات ابو بکر صدیقؓ کے کندھوں پر بیٹھ کر سواری کی۔ (بلا تشبیہ) موتی دریا کی تہ میں ہوتے ہیں اور گھاس پھوس، تنکے اور جھاگ سمندر کی سطح پر ہوتے

ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تنکے یا تھاب موتیوں سے افضل ہوں یا جیسے مرغی زمین پر ہوتی ہے، لیکن کو اور گدھ فضائیں اڑتے ہیں۔ ان کے فضائیں اڑنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کو اور گدھ مرغی سے افضل ہوں یا جیسے رات کو آدمی سوتا ہے تو رضائی اس کے اوپر ہوتی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رضائی انسان سے افضل ہو، بادام کا سخت چھلکا اوپر ہوتا ہے اور مغز اندر تو اس سے لازم نہیں آتا تو مغز سے چھلکا افضل ہو۔

باقی رہا، مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کا زمین میں مدفون ہونا، اس سے حضور کی تقیض لازم آتی ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اہل سنت کے نزدیک رمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس مبارک مٹی میں آرام فرما رہے ہیں۔ اہلسنت کے نزدیک اس مٹی کی شان عرش سے بھی زیادہ ہے۔ مرزائیوں کا منہ بند کرانے کے لیے یہ واقعہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ میں (مولانا اللہ وسایا) نے اپنی نظروں سے خود دیکھا کہ مرزا محمود کی قبر پر چار دیواری سے قبل ایک کتاب پیشاب کر رہا تھا تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ کتاب مرزا محمود سے افضل ہے۔

س: اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کی گستاخیوں کو دیکھ کر اس کو خنزیر کہہ دے تو کیا اس کو ایسا کہنا درست ہوگا؟

ج: ۱: قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ نافرمان لوگوں کے لیے قرآن مجید میں اولئک کا لانعام بل ہم اضل ہے، پس جانوروں میں خنزیر بھی شامل ہے تو قرآن کی نص، قطعی سے ثابت ہوا کہ مرزا اور اس جیسے اور لوگوں کو خنزیر جیسے جانوروں سے تشبیہ دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ج: ۲: خنزیر تو کیا مرزائی خنزیروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں، اس لیے کہ اگر کہیں اسلامی حکومت قائم ہو تو اس میں خنزیر پالنا جرم ہوگا۔ لیکن دور دراز کے جنگلوں میں خنزیر کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی مملکت کے ذمہ نہیں، بل جائے تو قتل کردہ، تلاش کر کے قتل کرنا ضروری نہیں جبکہ مرتد اور زندیق کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی حکومت کے ذمہ ہے، لہذا مرزا قادیانی خنزیر سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

ضروری نوٹ: طول اور تنازع خالصتاہندوؤں کے عقیدے ہیں مرزا قادیانی نے

ان سے لے کر اپنے عقائد میں شامل کر لیا۔ تفصیل پر و فیسرائیاس برنی کی کتاب (قادیانی مذہب) میں دیکھی جاسکتی ہے۔ رہا ظل اور بروز ممکن ہے کہ کسی صوفی نے یہ اصطلاح استعمال کی ہو مگر آئمہ اربعہ میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ نیز یہ کہ قادیانی جس وقت ظلی یا بروزی نبوت کا تصور پیش کرتے ہیں تو وہ بھی محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے، ورنہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا نے ظلی نبوت پا کر بھی نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونے کی کوشش حاصل کر لی تھی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب ”کلمۃ الفصل“ کے ص ۱۳ پر لکھا ہے کہ:

”پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو لاکھڑا کیا۔“

س: مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام کیا تھا؟

ج: مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹپچی تھا۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب ”حقیقتہ الوتی“ کے ص ۳۳۲ پر لکھا ہے کہ:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سارے دامن میں ڈال دیا، میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا، نام کچھ نہیں میں نے کہا، آخر کچھ تو نام ہو گا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹپچی، ٹی پی بنگالی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں، یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔“

اس سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرزائیوں کے نزدیک نبی تھا تو نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور بیدار ہونے کے بعد اس پر عمل۔ قرآن مجید میں مذکور ہے، ”امتی کا خواب غلط ہو سکتا ہے، نبی کا خواب غلط نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ نبی اور امتی کی نیند میں فرق ہے، امتی کی نیند ناقص وضو ہوتی ہے، نبی کی نیند ناقص وضو نہیں ہوتی۔ امتی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی سوتی ہیں اور دل بھی سوتا ہے، بخلاف نبی کے کہ وہ جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں نیند کرتی ہیں اور دل خدا کو یاد کرتا ہے۔“ (بخاری شریف ”ج ۱“ ص ۵۳، باب قیام النبی فی رمضان وغیرہ)

مرزائیوں کے نزدیک جب مرزا قادیانی نبی تھا تو مرزا کا یہ خواب بھی مرزائیوں

کے لیے حجت ہونا چاہیے تھا۔ مرزا قادیانی نے فرشتے سے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے، اس نے کہا، میرا نام کچھ نہیں۔ جب دوبارہ مرزا نے کہا، آخر کچھ تو نام ہوگا، اس پر فرشتے نے کہا کہ میرا نام ٹپتی ہے۔ پہلی بار سوال کرنے پر کہا کہ کچھ نام نہیں ہے، دوبارہ پوچھنے پر کہا کہ میرا نام کچھ نہیں ہے۔ اگر اس کا نام کچھ نہیں تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام ٹپتی ہے، اگر نام ٹپتی تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام کچھ نہیں، دونوں باتوں میں سے ایک سچ ہے دوسری جھوٹ، دونوں باتیں سچی نہیں ہو سکتیں۔ اب مرزائی بتائیں کہ وہ نبی کتنا مقدس ہوگا کہ جس کا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا تھا۔ کیا آج تک کبھی فرشتے نے جھوٹ بولا، (اور پھر وہ بھی نبی کے سامنے)۔

س: بعض مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ مجدد تھا؟

ج: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”دافع ابداء“ کے ص ۸۱ پر لکھا ہے کہ:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”حقیقتہ الہوتی“ کے ص ۳۹۱ پر لکھا ہے کہ:

”اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، ۱۳ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔“

مرزا قادیانی کی بے شمار عبارتوں میں سے دو عبارتیں آپ کے سامنے ہیں، جن میں مرزا صاحب نے کہا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ مرزائی کہتے ہیں کہ وہ نبی نہ تھے۔ اب مرزائی بتائیں کہ یہ سچے ہیں یا مرزا قادیانی، نیز مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اس کو کافر نہ کہنے والا شخص بھی کافر ہوگا، چہ جائیکہ اسے کوئی مجدد مانتا ہو۔

س: مرزایا مرزائی نواز طبقہ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ شدت نہیں ہونی چاہیے۔ حضور علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے دشمنوں سے درگزر کر لیا تو اب حضور علیہ السلام کی سنت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے دشمنوں سے درگزر کر لیا جائے نہ کہ ان کے ساتھ شدت برتی جائے؟

ج: ایک ہے ذات، ایک ہے دین، اپنی ذات کے لیے شدت کی بجائے درگزر کرنی چاہیے مگر دین کے لیے شدت بعض اوقات لازم ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام اگر اپنے دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے تو یہ آپ کی ذات کا مسئلہ تھا، چونکہ حضورؐ کی ذات ہمارے لیے دین کا حصہ نہیں بلکہ سراپا دین ہے اور دین کے معاملہ میں درگزر کرنا ممانعت ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک حضورؐ کے دشمنوں کے مقابلہ میں اشداء علی الکفار کا نمونہ بننا چاہیے۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح حضورؐ کے ساتھ محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے، اسی طرح حضورؐ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔ اب آئیے اس طرف کہ آیا کبھی صحابی رسول کے سامنے کسی بد بخت نے حضورؐ کی توہین کی ہو، (نعوذ باللہ) اور صحابی رسول نے اسے برداشت کر لیا ہو، پوری اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے برخلاف یہ تو ہے کہ کسی صحابی رسول کے سامنے حضور علیہ السلام کی کسی شخص نے توہین کی تو صحابی رسول نے اپنی جان جو کھوں میں ڈال کر حضور علیہ السلام کی عزت کا تحفظ کیا۔ اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ بھی بڑے سنہری حروف میں لکھا جائے گا کہ ایک دفعہ ایک صحابی رسول کو پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا تو کفار نے اس سے کہا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیری جگہ تیرے نبی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ (نعوذ باللہ) تو جواب میں صحابی رسول نے فرمایا کہ پھانسی پر لٹکایا جانا تو درکنار اگر مجھے یہ کہہ دیا جائے کہ ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں اور تیری جگہ تیرے نبی کو کانا چھوڑ دیتے ہیں تو میں پھانسی پر لٹکنا گوارا کر لوں گا، لیکن اپنے نبی کو کانا چھانا گوارا نہیں کر سکتا۔

نیز اس کے علاوہ تبلیغی نصاب کے ص ۷۰ پر ہے کہ جب عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا، یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں، مصیبت پڑنے پر سب لوگ بھاگ

جائیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ پاس کھڑے ہوئے تھے، یہ جملہ سن کر غصہ میں بھر گئے اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے معبودات کی پیشاب گاہ کو چاٹ کیا، ہم حضورؐ سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے۔ نیز اس کے علاوہ معارف القرآن ج ۸ ص ۴۰۰ سورہ ممتحنہ کی پہلی آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ”بخاری شریف“ ج ۲ ص ۵۶۸ اسی طرح ”بخاری شریف“ ”کتاب المغازی“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک مخفیہ عورت سارہ نامی مدینہ منورہ میں آئی ہوئی تھی، جب وہ مدینہ سے جانے لگی تو حضرت حاتم بن ابی بلتعہ نے اسے کفار کے نام ایک خط دیا جو حضور علیہ السلام کے مکہ مکرمہ پر خفیہ حملہ کرنے کے ارادہ پر مشتمل تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ ”ابو مرثد اور حضرت زبیر بن عوام“ تینوں حضرات کو حکم دیا کہ سارہ کے پاس ایک خفیہ خط ہے جو وہ مکہ لے جا رہی ہے وہ تمہیں روضہ خاں پر ملے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے گھوڑوں پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کیا، ٹھیک وہ ہمیں اسی مقام پر ملی جس مقام پر حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا تھا۔ ہم نے عورت کو کہا کہ خط دو، اس نے انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دل میں سوچا کہ حضورؐ کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ خط ضرور اس کے پاس ہے، یہ جھوٹ بول رہی ہے، ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا۔ ہم نے اسے کہا کہ خط دے دے ورنہ تیرے کپڑے پھاڑ کر خط لے لیں گے، اس پر گھبرا کر اس نے خط دے دیا۔ باقی تفصیل معارف القرآن میں دیکھی جاسکتی ہے۔

س: کیا عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر نوٹ جائے گی، ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ”مسلم شریف“ کی روایت کے مطابق تین دفعہ فرمایا کہ عیسیٰؑ نبی اللہ تشریف لائیں گے تو حضورؐ کی ختم نبوت کے بعد نبی اللہ کا تشریف لانا یہ ختم نبوت کے منافی ہے؟

ج: عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان دونوں باتوں کو باہمی خلط ملط کرنا انصاف کا خون کرنا

ہے کہ خاتم النبیینؑ کا تقاضا مفہوم و معنی یہ ہے کہ رحمت عالمؑ کے بعد کوئی شخص نبی یا رسول نہیں بنایا جائے گا۔ نبوت و رسالت کسی کو نہیں ملے گی، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضور علیہ السلام سے پہلے کے نبی ہیں اور رسول ہیں۔ ان کو آپ سے پہلے نبوت اور رسالت مل چکی ہے، اس لیے ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کشاف، تفسیر ابی سعود، روح المعانی، مدارک شرح مواہب لارزقانی میں ہے۔

یعنی آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عطا کیا جا چکا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، نہ نیا نہ پرانا، اور نہ آپ کے بعد وہی نبوت کسی کو ہو سکتی ہے، نہ پرانے احکام سے متعلق اور نہ نئے احکام کی بابت اب مرزا قادیانی کے کیس پر غور کریں کہ اس نے چودہویں صدی میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ نبوت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد ہے، لہذا یہ نہ صرف غلط بلکہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق کہ جو شخص میرے بعد دعویٰ کرے گا دجال و کذاب ہو گا۔ یہ دجل و کذب پر مبنی ہے، یہ ہر دو علیحدہ علیحدہ امر ہیں ان کو باہمی خلط ملط نہیں کیا جاسکتا۔

س: عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی ہوں گے یا نہ، اگر ہوں گے تو پھر یہ ختم نبوت کے خلاف ہے، اگر نبی نہ ہوں گے تو پھر کیا وہ نبوت سے معزول ہو جائیں گے؟

ج: عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری بحیثیت حضور علیہ السلام کے امتی اور خلیفہ کے ہوئی۔ یعنی امت محمدیہ کی طرف نبی بن کر تشریف نہ لائیں گے کیونکہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے جس پر قرآن شریف کی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا فائدہ عامہ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی یہ ڈیوٹی ختم ہو گئی، اس سے وہ صرف امتی اور خلیفہ ہوں گے۔

”بخاری شریف“ ج ۱، ص ۴۹۰، ”مسلم شریف“ ج ۱، ص ۸۸، پر ہے کہ ان

ینزل فیکم عیسیٰ ابن مریم حکما مقسطا۔ اور ابن عساکر میں ہے:

انه خلیفتی فی امتی من بعدی۔ کہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے، تشریف آوری کے وقت وہ امت محمدیہ کی طرف نبی اور رسول بن کر تشریف نہ لائیں گے بلکہ خلیفہ و امام ہوں گے۔ اس لیے ان کی تشریف آوری سے ختم نبوت کی خلاف ورزی لازم نہ آئے گی۔ باقی رہا یہ کہ وہ کیا نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی اللہ ہونے کے باوجود ان کی ڈیوٹی بدل جائے گی جیسے پاکستان کے صدر مملکت اس وقت پاکستان کے سربراہ ہیں، اگر وہ برطانیہ تشریف لے جائیں تو صدر مملکت پاکستان ہونے کے باوجود برطانیہ تشریف آوری پر ان کو برطانیہ کے قانون کی پابندی لازم ہے۔ حالانکہ وہ صدر مملکت ہیں مگر وہاں جا کر ان کی حیثیت صدر مملکت ہونے کے باوجود مہمان کی ہوگی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں جو ان کی نبوت کا پیرید تھا، اس میں وہ نبی تھے، کل جب وہ حضور علیہ السلام کی امت میں تشریف لائیں گے، کو نبی ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ان کی حیثیت امتی و خلیفہ کی ہوگی۔ اب وہ نہ نبوت سے معزول ہوئے نہ ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت پر حرف آیا۔

س: عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے، کس شریعت پر عمل کریں گے اپنی شریعت پر یا حضور علیہ السلام کی شریعت پر؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد امتی ہونے کی حیثیت سے ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی شریعت پر عمل کریں گے، اس لیے ہمارے عقائد کی کتابوں میں ہے:

یحکم بشرعنا لا بشرعہ۔

”کہ وہ ہماری یعنی امت محمدیہ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے اور

خود بھی عمل پیرا ہوں گے نہ کہ اپنی شریعت پر۔“

س: کیا وہ شریعت محمدیہ میں آکر کسی سے پڑھیں گے یا ان کو وحی ہوگی اگر وحی

ہوگی تو وحی کا دروازہ بند نہ ہو؟

ج: نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا، نبی کی تعلیم و تبلیغ خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ (مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ وہ ایک نہیں کئی استادوں کے شاگرد تھے جن میں مولوی فضل الہی، مولوی فضل احمد اور گل علی شیعہ بطور خاص مشہور ہیں۔ نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اسلامی تعلیمات اور دیگر کتب کی رو سے تو یہ ممکن ہے کہ ایک نبی دوسرے نبی سے بحکم و مصلحت خداوندی چند خاص امور کی تفسیر وضاحت کے لیے جائے مگر ایک نبی دنیا میں کسی غیر نبی کے دروازہ پر علم کی تحصیل کے لیے جائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

مرزا قادیانی کا دوسروں کے دروازوں پر تحصیل علم کے لیے زانوائے تلمذ طے کرنا، اس کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہے اور مختاری کے امتحان میں فیل ہونا اس کی عزت میں اضافہ نہیں کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ کے نبی ہیں، وہ دوبارہ نازل ہو کر کسی سے قرآن و حدیث یا شریعت محمدیہ کی تعلیم حاصل کریں یہ ناممکن اور ہمارے عقائد کے خلاف ہے۔ ان کے لیے قرآن و سنت کی تعلیم کا اللہ کی طرف سے ہونا خود قرآن میں مذکور ہے۔

واذ علمتک الکتاب والحکمہ۔ ("سورہ آل عمران" رکوع:

(۲

باقی رہا یہ سوال کہ کیا ان پر وحی نازل ہوگی تو جناب ان پر وحی نبوت نہ ہوگی، وحی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہے تو پھر ان کو شریعت محمدیہ کا علم کیسے ہوگا۔ اس کا اہتمام اللہ رب العزت کے ذمہ ہے، اس اہتمام اور ان کی تعلیم کے لیے وحی نبوت نہ ہوگی بلکہ الہام کشف مبشرات القاء علم لدنی ہے، بے شمار قدرت کے ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اللہ رب العزت ان کو شریعت محمدیہ کی تعلیم کا اہتمام فرمادیں گے۔ قادیانی بے فکر رہیں، نہ وحی نبوت کی ضرورت ہے، نہ کسی کے دروازہ پر زانوائے تلمذ طے کر کے نبوت کو مذاق بنانے کی۔ قدرت کی طرف سے اس کا اہتمام ہوگا، قرآن مجید میں صراحتاً ہے کہ وحی نبوت کے علاوہ اور بھی وحی کے اقسام ہیں۔ مثلاً:

واذا وحینا الی ام موسیٰ۔ ("سورہ طہ" رکوع: ۲) یا حیۃ واوحینا الی النحل۔

ظاہر کہ ام موسیٰؑ کی طرف یا نخل کی طرف وحی ہونے کے باوجود وہ وحی نبوت نہ تھی۔ پس قرآن کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ وحی نبوت کے علاوہ بھی وحی ہے۔

س: قادیانی کہتے ہیں کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ زمین پر فرشتوں کے ذریعہ آئیں گے اور پھر مینار سے آگے ان کے لیے سیڑھی لائی جائے گی۔ کیا جو خدا ان کو مینار تک لایا ہے وہ صحن تک لانے پر قادر نہیں؟
ج: قدرت و حکمت میں فرق سمجھیں، قدرت علیحدہ چیز ہے، حکمت علیحدہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحن پر لانے پر بھی قادر ہیں، یہ قدرت کے خلاف نہیں مگر حکمت اسی میں ہے کہ ان کو مینار تک تو فرشتوں کے ذریعہ لایا جائے۔ آگے مسلمان ان کو خود سیڑھی لے کر مینار سے اتاریں، اس میں دو حکمتیں نظر آتی ہیں۔

”مشکوٰۃ شریف“ ص ۵۳، باب المعجزات کی متفق علیہ روایت کے مطابق نبی علیہ السلام نے جنگ حدیبیہ میں جب مسلمانوں کے لشکر میں پانی ختم ہو گیا، صحابہ کرام نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برتنوں میں سے بچا کھچا پانی اکٹھا کر کے لائیں، ایک پیالے میں پانی لایا گیا، آپ نے پیالہ کے جمع شدہ پانی میں ہاتھ مبارک ڈال دیئے جس سے پانچوں انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ آپ پیالہ میں جمع شدہ پانی میں ہاتھ ڈال کر امت کو سبق دے رہے تھے کہ جو انسان کی ہمت میں ہے وہ خود کرے۔ جہاں انسان کی ہمت جواب دے جائے وہاں سے پھر انسان کو قدرت خداوندی پر نظر رکھنی چاہیے۔ بعینہ اسی طرح مینار سے اوپر آسمانوں تک انسان کی طاقت نہیں چلتی جہاں انسان کی طاقت کام نہیں کر سکتی وہاں خدا تعالیٰ کی قدرت کام کرے گی، جہاں پر انسان کی طاقت چل سکتی ہے وہ مینار سے نیچے سیڑھی لگا کر اپنی طاقت کو استعمال کریں گے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم اپنے ہاتھوں سے اتاریں گے، خود سیڑھی لائیں گے تاکہ مسلمانوں کو یقین ہو کہ سچا مسیح وہ ہے جس کے لیے ہم سیڑھی لائیں گے۔ اپنے ہاتھوں سے اتاریں گے جو قادیان میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں، جھوٹ بولا ہے۔

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام، دمشق میں نازل ہوں گے، اسرائیل بیت المقدس جائیں گے، وہ پھر وہاں سے قتل دجال کے بعد مکہ مکرمہ سعودی عرب تشریف

لائیں گے تو ان کی نیشٹلی کس ملک کی ہوگی، پاسپورٹ، این اوسی، زر مبادلہ کا کیا بنے گا؟

ج: اس اشکال کا حل بھی تعلیمات اسلامیہ میں موجود ہے۔ ”مشکوٰۃ شریف“ باب نزول مسیح ص ۷۹ م متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

ان یُنزل فیکم ابن مریم۔ وہ حاکم ہوں گے اور حاکم بھی مرزا قادیانی کی طرح انگریز کے مدح سرا اور انگریز کی خوشامد اور لجاہت کی خجالت میں غرق نہ ہوں گے، نہ ہی ملکہ و کٹوریہ کو برطانیہ میں خط لکھیں گے کہ تو زمین کا نور ہے اور میں آسمان کا نور ہوں۔ تیرے وجود کی برکت و کشش نے مجھے اوپر سے نیچے کھینچ لیا ہے۔ ستارہ قیصریہ، تحفہ قیصریہ اور گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ملحقہ تریاق القلوب جس میں جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو فرض اور خود کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایسے نہیں ہوں گے، وہ حاکم عادل ہوں گے، ان کے نزول کے وقت پھلکٹ کلہا الاملہ واحذہ الاوہی الاسلام۔

تمام ملتیں اور ادیان باطلہ مٹ جائیں گے، دین اسلام کی برتری اور شاہی ہوگی۔ پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا ہوگا، پوری دنیا اسلام کی وحدت و اکائی اور ون یونٹ میں پروٹی ہوگی اور اس کے حکمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت خلیفہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ تو جب قیامت سے قبل نزول مسیح کے وقت تمام دنیا اسلام کے زیر نگیں ہوگی اور اس کے حکمران عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے تو ان سے اس وقت پاسپورٹ اور ویزا کی بحث کرنی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

س: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خزیروں کو قتل کریں گے، کیا خنزیر کو قتل کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں؟

ج: مسئلہ کو اس کی حقیقت کی روشنی میں صحیح سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس سے صورت حال واضح ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ خود خزیروں کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے، وہی اس کے مٹانے والے ہوں گے کیونکہ قتل

خنزیر کا سبب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ آپ کے حکم سے خنزیر قتل کیے جائیں گے اور آپ کے زمانہ بعد نزول میں یہ سب کچھ ہو گا۔ اس لیے قتل کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔ مثلاً جنرل محمد ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی حالانکہ پھانسی کا فیصلہ کرنے والا مشتاق احمد چیف جسٹس تھا اور پھانسی کا پھندا اگلے میں ڈال کر بھٹو کو لٹکانے والا تارا مسیح مشہور جلا د تھا۔ مگر بایں ہمہ نسبت پھانسی کی جنرل ضیاء الحق کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور کی جائے گی کہ یہ سب کچھ ان کے عہد اقتدار میں ہوا۔ حالانکہ اس نے خود پھانسی نہیں دی۔ اسی طرح جنرل ایوب خان نے ۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے۔ ایوب کے حکم سے اس کے زمانہ میں فتح ہوئی۔ اس لیے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف جائے گی۔ یا بھٹو نے مرزائیت کو اقلیت قرار دیا حالانکہ اقلیت کارپوریشن پاس کرنے والی اسمبلی تھی مگر اس کے زمانہ میں ہوا، اس لیے اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ اسی طرح خنزیر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے مگر یہ برائی آپ کے زمانہ بعد از نزول میں اختتام پذیر ہوگی، اس لیے اس کا کریڈٹ احادیث میں آپ کو دیا گیا تو ایک برائی کو ختم کرنا اچھا فعل ہے نہ کہ قابل ملامت و باعث اعتراض۔ پھر کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ قتل تو خنزیر ہوں گے مگر پریشان قادیانی جماعت ہے، آخر کیوں اور اگر قتل خنزیر سے بقول قادیانیوں کے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر قادیانی جماعت کے مفتی صادق کی کتاب ذکر حبیب میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتہا مار پیر کہتے ہیں، اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے، خدا نے مجھے سور مار کھا ہے۔ ("ذکر حبیب" ص ۱۶۲)

اس طرح تحفہ گولڈویہ ص ۲۱۳ پر اپنے آپ کو سور مارنے والا کہا ہے، ان دونوں حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وہی بات کہی جو عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت بتاتے ہیں۔ اگر ان کے لیے باعث ملامت ہے تو اس کے لیے کیوں نہیں۔ اب ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" ج ۵ ص ۵۸ پر لکھا ہے۔

ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی تعلیم میں خنزیر خوروں اور تین خدا بنانے کا حکم اب

تک انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح تورات میں بھی ہے کہ سور مت کھانا اور حقیقتہ الوحی کے ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ:

”مسیٰ علیہ السلام اگر آئیں گے تو سور کا گوشت کھائیں گے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔“

نیز براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص ۲۱۳ کے حاشیہ پر مرزا قادیانی نے لکھا کہ:

”مسیٰ علیہ السلام کے کشمیر چلے جانے کے بعد پولوس نے ان کی تعلیمات میں تحریف کر کے خنزیر جیسے ابدی حرام جانور کو حلال کر دیا۔“

فرمائیے، خود ہی مرزا نے لکھا کہ شریعت مسیحی میں خنزیر خوری منع اور ابدی حرام ہے اور پھر خود لکھا کہ وہ یعنی مسیحی علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو سور کا گوشت کھائیں گے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

ایک چیز جو باقرار مرزا، مسیحی علیہ السلام کی شریعت میں جائز نہیں، اس کی نسبت مسیحی علیہ السلام کی طرف کرنا تو بہن نبوت ہے یا نہ۔ ”حقیقتہ الوحی“ ص ۲۹ کی عبارت یہ ہے۔

یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لیے جانے کے لیے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے لیے بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو گا۔ اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور اسلام کے حلال اور حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ اسلام کے لیے یہ مصیبت کا دن پھر باقی رہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ایسا بھی آئے گا۔

س: مرزائی کہتے ہیں کہ جب مرزا نے صاف لکھ دیا ہے کہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ اب وہ جس بات کو خود غیر معقول کہہ رہے ہیں، آپ اس کو کیوں ملزم ٹھہراتے ہیں یہ تو انصاف کا خون ہے؟

ج: مرزا قادیانی کی یہ عبارت اردو ہے، اردو جاننے والے دنیا میں کروڑوں

انسان رہتے ہیں، کسی سے اس کا مفہوم پوچھ لیں۔ مرزا لکھتا ہے کہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے یعنی یہ کہ وہ نہیں آئے گا۔ اس کا آنا عقل کے خلاف اور غیر معقول بات ہے کیونکہ اگر وہ آئے تو (۱) مسجد کی بجائے کلیہ کو جائے گا۔ (۲) مسلمان قرآن پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا۔ (۳) مسلمان بیت اللہ کی طرف اور وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا۔ (۴) شراب پئے گا۔ (۵) سور کا گوشت کھائے گا۔ (۶) اسلام کے حلال و حرام کی پابندی نہیں کرے گا۔

لہذا ثابت ہوا کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔ اس کا آنا غیر معقول ہے کیونکہ اگر وہ آئے گا تو اس کو یہ کام کرنے ہوں گے۔ ان کے باعث وہ کہتا ہے کہ ان کا آنا غیر معقول ہے۔ اب فرمائیے کہ ایک ایسی چیز مثلاً خنزیر جو عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں بھی بقول مرزا منع ہے تو کیا عیسیٰؑ آکر ایک حرام چیز کو کھانا شروع کر دیں گے۔ یہ وہ قادیانی تعلیمات ہیں جس کی بنیاد پر ہم اس کو کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ باقی رہا مرزا قادیانی کا یہ اعتراض کہ مسلمان جب بیت اللہ کی طرف رخ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرے گا۔ اس کا بھی احادیث میں جواب موجود ہے، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دجل و فریب کذب و تلیس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جواب مذکور ہے۔ اب یہ کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا، اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں یہ جواب موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدیؑ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے بلکہ باقی نمازیں بھی عیسیٰ علیہ السلام خود پڑھائیں گے۔ حضرت مہدیؑ حضورؑ کے امتی ہیں، امتی ہونے کے ناطے سے ان کا رخ بیت اللہ کی طرف ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقتدی ہیں تو کیا عقلاً و شرعاً یہ ممکن ہے کہ امام رخ بیت اللہ کی طرف اور مقتدی کا بیت المقدس۔

س: علامات مسیح و مرزا قادیانی سے متعلق بحث؟

ج: احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے متعلق ایک سو اسی علامات ہیں جو موجودہ تو اتاری نزول المسیح کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شائع ہوئی ہیں۔ جس کا اردو ایڈیشن علامات قیامت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے

عام ملتا ہے، بازار سے۔ یہ ترجمہ مولانا رفیع عثمانی نے کیا ہے، ان علامات میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں:

۱۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، آنے والے کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہوگا، مرزا کا نام غلام احمد قادیانی تھا۔ آنے والا بغیر باپ کے پیدا ہوا، مرزا قادیانی کا چھ فٹ قد کا باپ، غلام مرتضیٰ نامی ایک شخص باپ بیان کیا جاتا ہے۔

۲۔ آنے والے کا لقب مسیح اللہ روح اللہ کلمتہ اللہ ہے۔ اس کا لقب کوئی نہ تھایا زیادہ سے زیادہ وہی سور مار جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

۳۔ آنے والے کی والدہ کا نام مریم ہے، اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا، اس کا لقب کھسینی مشہور عام ہے۔

۴۔ آنے والے کی والدہ کی عصمت و عفت کی قرآن مجید نے گواہی دی۔ مرزا قادیانی کی ماں کی کمائی اس وقت کے لوگوں کو معلوم ہوگی، ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر جس کا بیٹا اتنا مقدر والا تھا کہ اس کے صاحبزادے مرزا محمود کو مرزا کے ایک مرید جو اس کو خط میں مسیح موعود لکھتے ہیں اور پھر وہ خط مرزا محمود نے اپنے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو سنایا اور پھر مرزائی اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء کو ص ۷، کالم پر شائع ہوا جس میں ہے کہ:

حضرت مسیح ولی اللہ ہے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہے۔

یہ چراغ بی بی کے صاحبزادے کے کمالات ہیں تو غرض یہ کہ مرزا قادیانی میں ایک نشانی بھی عیسیٰ علیہ السلام والی نہ پائی جاتی تھی۔

۵۔ اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، یہ ماں کے پیٹ سے

نکلا۔

۶۔ وہ فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر آئیں گے، اسے دائی نے وصول کیا۔

۷۔ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوگا،

گو یا غسل کر کے آئے ہیں جبکہ مرزا نفاس کے خون میں پت پت تھا۔

۸۔ مسیح علیہ السلام نے تشریف آوری کے وقت دو چادریں پہن رکھی ہوں گی

جبکہ مرزا پیدائش کے وقت الف نکلتا تھا۔

۹۔ مسیح علیہ السلام تشریف آوری کے وقت خوش و خرم ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی میں یہ صفت نہ پائی جاتی تھی اور یہ کہ مرزا تو حضرت مسیح کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

س: مرزائی کہتے ہیں کہ اخبار الفضل کی عبارت مرزا قادیانی پر الزام ہے زنا کا؟
ج: الزام ہم نے مرزا پر لگایا نہیں، پڑھ کر سنایا ہے۔ اس پر زنا کا الزام تو اس کے مرید نے جو اس کو مسیح موعود اور ولی اللہ لکھتا ہے، اس نے لگایا اور اس کے مقدس بیٹے نے پڑھ کر خط سنایا۔ ہم جس وقت یہ حوالہ دیتے ہیں تو مرزائی اس سے بہت چیں بہ جہیں ہوتے ہیں، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ہم صرف حوالہ دیتے ہیں اگر یہ حوالہ پڑھنا قصور ہے تو سب سے بڑا قصور وار مرزا محمود تھا اور جس نے خط پڑھ کر سنایا۔ خط لکھنے والا مرزائیوں کا اپنا آدمی تھا جس نے خط میں مرزے کو ولی اللہ اور مسیح موعود لکھا ہے۔ اس کا مرزے کو مسیح موعود اور ولی اللہ لکھنا دلیل اس بات کی ہے کہ وہ آدمی ہمارا نہیں مرزائیوں کا تھا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا قادیانی کے زنا کے اس حوالہ سے مرزائی بہت چیں بہ جہیں ہوتے ہیں، لیکن اگر یہی الزام مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے تو اس سے مرزائیوں کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی۔

س: مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں کی؟

ج: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”دافع البلاد“ کے آخری ٹائٹل تج پر لکھا ہے۔ لیکن مسیح علیہ السلام کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ سچی نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا، یا غیر ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں سچی کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس کا یہ نام رکھنے سے مانع تھے۔

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے چار باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ مسیح شراب پیتا تھا۔

۲۔ فاحشہ عورت اپنی بدکاری کے مال سے خرید ا ہوا عطران کے سر پر لگاتی تھی۔

۳۔ فاحشہ عورتیں اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے مسیح کے جسم کو چھوتی تھیں۔

۴۔ غیر محرم جوان عورتیں مسیح علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

ان گناہوں میں ملوث ہونے کے باعث مسیح علیہ السلام کا نام قرآن میں حضور نہیں رکھا گیا۔

اس عبارت میں دو چیزیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی کتابوں سے مسیح علیہ السلام پر الزام نہیں لگایا بلکہ مسیح علیہ السلام کے دامن کے داغ کو دور کرنے کے لیے قرآن سے استدلال کیا ہے۔

۲۔ پھر استدلال بھی کیسا بودا اور بے ہودا ہے، اگر قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام کے ان گناہوں کے باعث ان کو حضور نہیں کہا تو قرآن مجید میں باقی انبیاء علیہم السلام حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ خود حضرت محمد علیہم السلام کو بھی حضور نہیں کہا گیا۔ کیا ان کو بھی حضور نہ کہنے کی یہی وجہ تھی، نعوذ باللہ کہ ان سے بھی یہی گناہ ہوا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن تھا۔ آپ کی والدہ کے متعلق مرزا نے لکھا ہے کہ مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکے رکھا اور پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ صل کے نکاح کر لیا۔ ("کشتی نوح" ص ۱۶)

اور "ازالہ ادہام" کے ص ۱۲ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

حضرت مسیح علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے۔

"کشتی نوح" کے ص ۱۶ پر لکھا ہے، آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ

سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔
مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کے خاندان کے متعلق لکھا کہ:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، آپ کی تین نانیاں اور دادیاں
زنکار اور کبھی عورتیں تھیں۔ ("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۷، 'حاشیہ')

یہاں اس حوالہ میں دادیاں کا لفظ توجہ طلب ہے، دادی اس کی ہوتی ہے جس کا
دادا ہو اور دادا اس کا ہوتا ہے جس کا باپ ہو۔ مرزا قادیانی حضرت مسیح کی دادیاں کے
لفظ لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آپ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ مرزے قادیانی
نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کے متعلق لکھا ہے:

مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاد پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار،
متکبر، خود بین اور خدا کی کاد عویٰ کرنے والا۔ ("مکتوبات احمدیہ" ج ۳، ص ۲۱)
مسیح علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے
کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ ("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۴، 'حاشیہ')

مرزا قادیانی نے اسی ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۷ پر لکھا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں
نوائے فریب اور مکر کے کچھ نہ تھا۔ اعجاز احمدی کے ص ۱۴ پر لکھا ہے:
ہائے کس کے آگے ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیش گوئیاں صاف
طور پر جھوٹ نکلیں۔

مرزا قادیانی پر لعنت بے شمار، لعنت، لعنت، لعنت، مرزا قادیانی پر لعنت، لعنت،
لعنت، لعنت، مرزا قادیانی پر لعنت، لعنت، لعنت، مرزا قادیانی پر لعنت، لعنت،
لعنت، لعنت، مرزا قادیانی پر لعنت۔ بے شمار لعنت..... الودے پٹھے تے لعنت، لعنت،
لعنت، بے شمار لعنت، لعنت، لعنت..... جتنے زمین کے ذرے، جتنے آسمان کے تارے
ہیں ان سے بڑھ کر مرزے پر لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت۔

مرزے نے اپنی کتاب نور الحق میں ایک ہزار بار لعنت لعنت لکھ کر کئی صفحات
کالے کیے ہیں۔

س: مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے تو وہ مسیح علیہ السلام کی کس طرح توہین کے مرتکب ہو سکتے ہیں؟

ج: پہلے تو مرزائی یہ بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے ازالہ ادہام کے ص ۱۹ پر لکھا ہے کہ اس عاجز نے جس نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔

مرزا قادیانی کے اس فرمان کو قادیانی بار بار پڑھیں وہ کہتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں نہ کہ مسیح موعود۔ جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم مفتری اور کذاب ہے اسی کتاب کے ٹائٹل پر دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہا گیا ہے اب مرزائی ارشاد فرمائیں کہ اندر کی بات صحیح ہے یا ٹائٹل کی 'یا یہ کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور اس کا ذمہ مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں مگر کشتی نوح میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اب قادیانی بتائیں کہ پہلی والی بات صحیح ہے یا کشتی نوح والی اور پھر لطف یہ کہ مسیح ابن مریم بننے کے لیے مرزا نے جو کمائی تراشی ہے وہ عجیب ہی عبرت آموز اور حیا سوز ہے۔

مرزا قادیانی نے کشتی نوح کی ص ۵۰ اور ۵۱ پر لکھا ہے کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔

اور اس سے اگلے صفحے پر دروازہ اور کھجور کا بھی ذکر ہے اب مرزائی فیصلہ کریں کہ اس نے ازالہ میں کہا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اس حوالہ میں کہا کہ میں مسیح ہوں کیا اس سے مرزا قادیانی کے اس طرز عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کے دل میں چور تھا۔ جیسے چور قدم قدم گھر والوں کو سویا ہوا پاپا کر چوری کے لیے قدم اٹھاتا ہے یہی کیفیت مرزے کی دماغی بناوٹ کی تھی اب ظاہر ہے کہ ان دو میں سے ایک صحیح اور

ایک غلط۔ مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزے نے کون سی بات صحیح کہی ہے اور کون سی غلط اور یہ بھی یاد رہے کہ جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا۔ یہاں ایک سوال یہ بھی رہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو حمل کیسے ٹھہرا ہے۔ اسلامی قربانی ص ۱۴ پر مرزا صاحب کے مرید باصفا نے حضرت صاحب کا ایک کشف لکھ کر اس معمر کو حل کر دیا حضرت صاحب نے ایک دفعہ اپنے کشف کی یہ حالت بیان کی کہ گویا آپ عورت ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ سے قوت رجولیت کا اظہار کیا سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔

اللہ رب العزت کے متعلق یہ دریدہ دہنی یا وہ گوئی پھر خود حاملہ خود ہی خود سے پیدا ہو گئے، بقلم خود ہو گئے۔ یہ میں ولد کے معمر کو حل کرنا مرزائیوں کی ذمہ داری ہے۔

باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ کس طرح مسیح کی توہین کے مرتکب ہوئے یہ تو ممکن ہی نہیں بات امکان کی نہیں یہاں تو مسئلہ وقوع کا ہے کہ وہ توہین کے مرتکب ہوئے اس کا باعث مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی کے مسیح بننے کے لیے ضروری تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی صفات کا حامل ہو تا مرزا اس درجہ پر پہنچ نہیں سکتا تھا تو ان کا درجہ کم کر کے اپنے درجہ اور سطح پر ان کو لے آیا کہ جیسے میں ہوں ویسے ہی مسیح تھے۔ (نعوذ باللہ)

۲۔ آئینہ میں انسان کی اپنی شکل نظر آتی ہے مرزا قادیانی اپنے کرکڑ اور کردار کے آئینہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھتا تھا اس لیے ان کی توہین کا مرتکب ہوتا تھا۔

۳۔ مسیح بننے کے باعث رقابت کے مرض کا شکار ہو کر وہی بتاہی بکبی شروع کر دی کہ چلو میں ان کے جیسا ہی نہیں تو میرے جیسے تھے مرزا قادیانی کو مرض لاحق تھا کہ جب تک حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی بھی پہلو سے توہین نہ کر لیتا اسے چین نہ آتا۔

۴۔ ازالہ ادہام کے ص ۲۵۸ کے حاشیہ پر مرزا نے لکھا ہے۔

یہ عاجز اس عمل کو اگر مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوب نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم رہتا اور پھر آگے لکھا کہ ابن مریم استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم رہنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا رہا کہ کم درجہ کا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(استغفر اللہ)

اور اسی کتاب کے ص ۲۹۹ پر ہے کہ
 مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی۔

یہ ہے مرزا قادیانی کی خود نمائی اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں اس کی تنقیص کا انداز۔ کیا شاطرانہ چال کہ چلو ان کو کتر ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ پھر ایک اور امر کی طرف توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ظاہر ہے کہ اس میں نبوت درکنار شرافت تک قریب نہ پھٹکنے پائی تھی تو مرزا صاحب نے نبوت کا ایسا تصور دیا کہ الامان یہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب تریاق القلوب کے ص ۱۳۳ پر لکھا ہے کہ

ایک شخص جو قوم کا چوڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی ۳۰،۴۰ سال سے خدمت کرتا کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی تالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گمنہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔

اس عبات سے مرزا قادیانی کی تیکنیک (ڈھنگ) کو سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ جس منصب کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا تو اس منصب کو کم کر کے اپنے اوپر فٹ کرنے لگتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے منصب پر فائز ہونے کے لیے اسے مسیحی شان اور بزرگی کی ضرورت تھی اس کو پورا نہ کر سکا تو مسیح علیہ السلام کی تنقیص کر کے اسے اپنے برابر لاکھڑا کیا اور یا ان کو اتنا گرایا کہ خود ان سے افضل ہونے کا دعویٰ ہو گیا یہ اس کے حسد اور رقابت کی دلیل ہے۔

چنانچہ ورثین کے ص ۲۲ پر لکھتا ہے

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو..... اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (نعوذ باللہ)

س: مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم کو صدیقہ لکھا ہے تو جس کو وہ صدیقہ لکھے اس کی توہین کا کس طرح مرتکب ہو سکتا ہے؟

ج: سیرہ المہدی ص ۲۲۰ ج ۳ پر ہے۔

مولوی ابراہیم بقا پوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لیے ماں کا لفظ استعمال کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اسی جگہ اس طرح آیا ہے کہ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں بھرجائی کاڑی سلام آکھناواں، جس سے مقصود کاٹا ثابت کرنا ہوتا ہے، نہ سلام کرنا۔

اسی طرح اسی آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔ (سیرۃ المہدی ص ۲۲۰)

مرزا قادیانی کی یہ کینگی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں اب آپ فرمائیں کہ کیا مسند واتحد حضرت مریم کے صدیقہ ہونے کا قائل تھا۔

س: مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کماوہ الزامی رنگ میں ہے یہودیوں کے اس نے الفاظ ذکر کیے جیسے چشمہ مسیح ص ۲۰ پر اس کی صراحت ہے۔

ج: ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور یہودی بغض عیسیٰ علیہ السلام میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ یہودی استاد ہیں تو مرزائی شاگرد و دگر دیکھیے کہ یہودیوں کے رویہ اور دطیرہ کی تردید کر کے قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام کی والدہ کی شان بیان کی ہے مگر مرزا قادیانی اب بھی بغض عیسیٰ علیہ السلام میں یہودیوں کی سنت پر عمل پیرا ہے۔ دو کردار ہیں ایک دشمنان مسیح، یہود کا دوسرا کردار ہے وکالت مسیح کا جو قرآن ادا کر رہا ہے مرزا قادیانی کس کردار کو ادا کر رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

س: مرزا قادیانی نے انجیلی یسوع کے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں کہ نہ کہ حضرت مسیح کے متعلق۔

ج: ہم نے جو حوالہ جات عرض کیے ہیں ان میں صراحہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کو گالیاں دی ہیں اس کے باوجود اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس نے یسوع کے متعلق یہ کہا ہے تو بھی وہاں مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب توضح المرام کے ص ۳ پر لکھا ہے کہ یسوع، مسیح ابن مریم ایک شخص کے نام ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ جہاں اس نے یسوع کی توہین کی ہے وہاں بھی مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

س: مرزا صاحب نے عیسائیوں کی رو میں اسے لکھا اس لیے کہ وہ ہمارے نبی علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں تو مرزا صاحب نے الزامی رنگ میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایسا لکھ دیا ہے۔

ج: تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و توقیر اور ان پر ایمان لانا بموجب لانفراق بین احد من رسولہ

ان میں تفریق نہ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے کسی ایک نبی کی توہین کا مرتکب بھی کافر ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت بچانے کے لیے کسی دوسرے نبی پر الزام تراشی کرے، یہ بھی کفر ہے باقی یہ مستقل بحث ہے کہ مرزا قادیانی حضور علیہ السلام کی عزت کا محافظ تھا یا سب سے بڑا دشمن، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر اور کوئی بد بخت بھی آپ کی عزت و ناموس کا اتنا دشمن نہیں ہے جتنا مرزا قادیانی دجال تھا۔

س: مرزا قادیانی نے فرضی مسیح کی توہین کی ہے نہ کہ حقیقی کی۔

ج: اگر فرضی نبی کو گالیاں دینا جائز ہے تو کیا ہم مرزا قادیانی کو الو کا پٹھہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس پر قادیانی سیخ پا ہوئے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے فرضی نبی غلام احمد قادیانی کو گالی دی ہے۔ اس طرح تو فساد کا ایک ایسا در کھل جائے گا کہ جو مرزائیوں سے بھی بند نہ ہو سکے گا۔ دوسرا یہ کہ اگر فرضی اور خیالی مسیح کو گالیاں دی ہیں تو وہ عیسائیوں کے لیے حجت اور قابل تسلیم کیسے ہوں گی۔

س: مرزا نے انجیل کے حوالہ سے بات کی ہے۔

گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب مفسد، دجال، مفتری، مکار، ٹھگ فاسق فاجر خائن رکھا۔

اب مرزائی بتائیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے اعتراض سے مرزا صاحب استدلال کر سکتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی پر جن مخالفین نے اعتراض کیے وہ آپ کے ہاں کیوں قابل قبول نہیں۔

س: مرزا قادیانی نے اس مسیح کے متعلق سخت الفاظ کہے تھے جس نے ابنیت کا دعویٰ کیا تھا۔

ج: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ قیصریہ کے ص ۱۶ پر لکھا ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ تثلیث و ابنیت ہے ایسے منفرد پائے جاتے ہیں تو گویا ایک بھاری افتراء ہے جو ان پر کیا ہے۔
س: پہلے جیسے علماء مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے بھی تو جوابات دیے ہیں عیسائیوں کو

ج: کسی کو الزامی جواب دیتے وقت اگر کسی نبی کا تحقیر کا پہلو آگیا تو یہ کفر ہے چاہے جواب دینے والا کوئی کیوں نہ ہو جواب حقیقی یا الزامی ہو۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی توہین و تقصیر کرنا کفر ہے، چنانچہ پہلے علماء نے ایسے قطعاً نہیں کیا۔ نیز یہ کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ سرزد نہیں ہوا (حوالہ ماسبق) تو حق بات کل جملہ یہ بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی طرف سے یہ بات کہہ رہا ہے نہ کہ الزامی طور پر۔

س: مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے تو جس شخص کی وہ تعریف کرے اس کی تنقیص کیسے کر سکتا ہے؟

ج: ہمارا یہی موقف ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ جھوٹے آدمی کے کام میں تناقض ہوتا ہے، مرزا قادیانی کا روز بروز، صبح و شام، قدم بقدم، موقف بدلنا، پینترا تبدیل کرنا اس کی دعوات تھیں جن لوگوں کی مرزا قادیانی کی کتابوں پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ کس طرح مرزا قادیانی کے کام میں تناقض ہے اس عنوان پر مرزے کی رو میں اس کی تحریرات کی روشنی میں امت نے کافی کتابیں لکھی ہیں۔

س: مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جب وہ نازل ہوں گے تو قرآنی آیات کا کیا بنے گا۔ یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ کیا عیسیٰ نازل ہوں گے یہ منسوخ ہو جائیں گی۔

ج: قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام سے بہت وعدے کیے جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی آپ کی ذات سے وابستہ تھے، وہ وعدے پورے ہوئے مگر آیات آج بھی موجود ہیں۔ نمبر ۱ الم غلبت الروم نمبر ۱۲ اذا جاء نصر الله نمبر ۳ تبت يد ابی لهب نمبر ۴ لقد خلقنا المسجد الحرام یہ تمام وعدے پورے ہوتے جب بات پوری ہو جائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا وہ پورا ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی مبشرا برسول یاتى من بعدی اسمہ احمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا بشارہ عیسیٰ بعینہ اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کی نزولی سے ان آیات کی عملی تفسیر ہو جائے گی اور یہ آیات اور زیادہ شان سے چمکنے لگ جائیں گی نہ کہ منسوخ ہو جائیں گی۔

س: مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں ہم نے کہا کہ اگر تو مسیح موعود ہے تو مسیح موعود تو دجال کو قتل کریں گے تو اس نے کہا کہ قتل دجال تلوار سے نہیں قلم سے ہو گا۔

ج: مشکوٰۃ شریف باب قصہ ابن صیاد ص ۷۹ میں شرح السنہ کے حوالے سے حدیث ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن صیاد کے متعلق مشہور ہوا کہ وہ دجال ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تحقیق حال کے لیے گئے۔ حضرت عمرؓ آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے تلوار نکال کر آپ سے اجازت چاہی کہ اگر اجازت ہو تو میں اسے قتل کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اس کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔ اگر یہ دجال نہیں تو تم اپنے ہاتھ قتل ناحق سے کیوں رنکلیں کرتے ہو، اس حدیث شریف نے

ثابت کر دیا کہ دجال سے لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی ورنہ جس وقت حضرت عمرؓ نے تلوار نکالی تھی حضور علیہ السلام فرمادیتے کہ اے عمرؓ یہ کیا کر رہے ہو اس سے تو جہاد قلم کے ساتھ ہوگا۔ حضرت عمرؓ کا تلوار نکالنا اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اگر یہ دجال ہے تو تم قتل نہیں کر سکتے اس کو عیسیٰ بن مریم نبی قتل کرے گا۔ یہ دلیل ہے کہ اس بات کی کہ دجال کے ساتھ لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی نہ کہ قلم سے ساتھ۔

س: اگر دجال تلوار سے قتل ہوگا تو کہاں ہوگا؟

ج: حدیث شریف میں ہے کہ دجال مقام لد پر قتل ہوگا لد اس وقت اسرائیل میں واقع ہے۔ اسرائیلی اُرفورس کا ائیر بیس ہے دجال کے ساتھ اس وقت ستر ہزار یہودیوں کی جماعت ہوگی (ازالہ ادہام ص ۳۰۰) جو اس کے حامی اور مددگار ہوں گے جس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اس وقت اسرائیل کا وجود تھا اور نہ ہی مقام لد کی کوئی اہمیت حاصل تھی۔ آپؐ کی صداقت پر قربان جانیں کہ کس طرح آج اسرائیل میں لد کو اہمیت حاصل ہے وہاں اس کی فوج کی چھاؤنی ہے گویا دجال آخر وقت تک یہودی فوج میں پناہ لینے کی کوشش کرے گا۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا اور پاکستان ۱۹۴۷ء میں بنا۔ پاکستان بننے کے دو سال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی جس وقت مرزا قادیانی زندہ تھا اس وقت اسرائیل کا وجود بھی نہ تھا۔ مرزا کے مرنے کے اکتالیس سال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی، مرزا قادیانی سور اپنی کتابوں میں مذاق اڑاتا ہے اس بات کا کہ ستر ہزار یہودی تو پوری دنیا میں نہیں ہیں وہ کس طرح دجال کے ساتھ ہوں گے لیکن اس بد بخت کو معلوم نہ تھا کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی، آج مرزا قادیانی کی قبر سے کوئی سوال کرے کہ اے بد بخت جن ستر ہزار یہودیوں سے متعلق حدیث کا مذاق اڑاتا تھا آج وہ نصف النہار کی طرح پوری ہو چکی ہے۔

س: عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کیا حالت ہوگی؟

ج: جس وقت وہ نازل ہوں گے اس وقت انہوں نے دوزد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی مرزا قادیانی نے کہا کہ زرد رنگ کی چادروں سے مراد بیماری ہے۔

مجھے بھی دو مرض لاحق ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں دوران سر اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب۔

حقیقتہ الوحی ص ۳۰۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰ کثرت پیشاب کی تشریح مرزا قادیانی کی دوسری کتاب نسیم دعوت کے ص ۷۴ پر ہے۔

بعض دفعہ سو سو مرتبہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔

اب آپ انصاف فرمائیں کہ دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں چادر کا معنی بیماری نہیں ہے۔ فقیر نے سعودی عرب، انڈونیشیا، سنگاپور، ملیشیا، تھائی لینڈ، برطانیہ، سری لنکا، شام، مصر، ذنمارک، سویڈن، ناروے، کینیڈا کا سفر کیا ہے آج تک مجھے کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں چادر کا معنی بیماری لکھی ہو اور وہ بھی پیشاب کی وہ بھی ایسے جیسے ٹوٹا ہوا لوٹا جو ہر وقت بہتا رہتا ہے۔ سوچئے کہ کس طرح مرزا نے احادیث کا مذاق اڑایا ہے۔ دوران سر کو مرزا نے ہسٹریا تعبیر کیا ہے جیسے اس کی بیوی کا بیان ہے جو سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۴ پر درج ہے۔

س: مرزا قادیانی نے مسیح علیہ السلام کی کیا کیا علامات لکھی ہیں؟

ج: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقتہ الوحی کے ص ۳۰۷ پر لکھا ہے۔

۱۔ وہ دوزر دھادروں کے ساتھ اترے گا۔

۲۔ نیزیہ کہ وہ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔

۳۔ نیزیہ کہ کافر اس کے دم سے مرے گئے۔

۴۔ نیزیہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا وہ غسل کر کے ابھی حمام سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر موتی کے دانے کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے

اور یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

۵۔ نیزیہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

۶۔ نیزیہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

۷۔ نیزیہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

۸۔ نیزیہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔

۹۔ نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہو گا اور آنحضرت کی قبر میں داخل ہو گا۔

سوال و جواب کی شکل میں مرزا قادیانی نے ان علامات کی جو تاویل و تحریف کی ہے اس کی بحث گزر چکی ہے۔

س: مرزا قادیانی نے علامات مسیح بیان کرتے ہوئے علامت نمبر ۲ میں دو فرشتوں سے مراد غیبی طاقتیں لیا ہے۔

ج: یہ حدیث کے ساتھ مرزا قادیانی کا ناروا استہزاء ہے دو فرشتوں سے مراد حقیقتہ دو فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ساتھ بھیجیں گے۔ ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے ایک دفعہ مرزا نے کہا کہ فرشتوں سے مراد میرے یہ دو آدمی ہیں جو مجھ ملے ہیں۔ جب قادیانی جماعت اختلاف کا شکار ہوئی اور قادیانی اور لاہوری جماعت میں بٹ گئی تو مرزا بشیر الدین نے کہا کہ لاہوری منافق ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان میں تو وہ بھی ہے جن کو حضرت نے فرشتہ قرار دیا اس پر مرزا بشیر الدین نے کہا کہ ”ہے تو حضرت کا فرشتہ مگر منافق ہو گیا۔“

س: عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے کافر مرین گے مرزا نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اس کی وجہ سے کافر ہلاک ہوں گے۔

ج: بالکل ٹھیک ہے اس میں کیا حرج ہے حدیث کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال پھلنا شروع ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں اور کافر جہاں تک اس کی سانس پہنچے گی کافر مرتے جائیں گے۔ یہ حدیث ظاہر پر محمول ہے بالکل اس طرح وقوع ہو گا۔ آج انسان نے ایسی ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جیسے اٹک اور گیس جہاں تک اس کا اثر پہنچتا ہے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک بم تیار ہو چکا۔ اگر وہ چلا دیا جائے تو تمام دنیا آکسیجن جلنے کے باعث دم گھٹنے سے مر جائے یہ ساری انسان کی طاقت ہے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت ہوگی ان سے کیا کچھ نہ ہو گا انسانی طاقت سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ خدا کی قدرت سے کیوں نہ ہو گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے نبی کی بات پوری ہوگی۔

س: علامت نمبر ۳ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا کہ وہ غسل کر کے آیا ہے کہ گویا موتی ٹپک رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے حقیقتہ الوہی ص ۳۰۸ پر توضیح کی ہے کہ وہ تضرع واری ایسے کرے گا کہ گویا اس سے بار بار غسل کرے گا اور پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔

ج: تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی بارگاہ میں تضرع واری کرتے ہیں، تو ان کے متعلق کیوں نہیں کہا گیا کہ ان کے سر کے بالوں سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا اس سے ثابت ہوا کہ یہ تضرع کا عمل نہیں بلکہ حقیقی پانی کا ٹپکنا مراد ہے۔

ج ۲:- توبہ زاری سے پانی آنکھوں سے ٹپکتا ہے نہ کہ سر سے۔

ج ۳:- مرزا قادیانی کا یہ عذر سفید کذب، افتراء اور تحریف فی الہدیث ہے، حدیث شریف میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات اس طرح گرتے ہوں گے کہ ابھی غسل کر کے تشریف لائے ہیں۔ اس کی محدثین نے دو توضیحات کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۱۔ جس وقت تشریف لے گئے تھے اس وقت غسل کر کے فارغ ہوئے تھے کہ آسمانوں پر اٹھالیے گئے تو جب آسمانوں پر گئے تو سر سے پانی ٹپک رہا تھا جب واپس تشریف لائیں گے تو بھی بالوں سے پانی ٹپک رہا ہو گا۔ آج کل کی سائنس نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا کہ دائرہ کو لہر میں پانی جوں کا توں باقی رہتا ہے خراب نہیں ہوتا۔ فریج میں کسی چیز کو ہفتہ بھر جوں کا توں رکھا جاسکتا ہے۔ اگر کسی چیز کو کولڈ اسٹور میں رکھ دیں تو جوں کی توں سال بھر رہے گی خراب نہیں ہوگی۔ اگر انسان اپنی عقل و ہمت سے کسی چیز کو سنبھالنا چاہے جوں کا توں ایک دن ایک ہفتہ ایک سال تک سنبھال سکتا ہے۔ مگر رب کریم کی قدرت کو دیکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام جس حالت میں گئے تھے جوں کے توں اسی حالت میں تشریف لائیں گے۔ انسان کی ہمت کی جہاں انتہا ہوتی ہے رب العزت کی قدرت کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے جب تشریف لے گئے تو بھی بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا جب واپس تشریف لائیں گے تو بھی سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہو گا۔

۲۔ توضیح یہ لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بال مبارک ایسے نرم و نازک، گھنگھریالے اور تاب دار ہوں گے کہ ان پر نظر نہ ٹھہر سکے گی۔ ایسے محسوس ہوتا ہو گا کہ

سر کے بالوں سے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ یہ دونوں توضیحات صحیح ہیں کوئی تضاد نہیں ہے۔

س: علامت نمبر ۵۔ دجال کے مقابلہ میں خانہ کعبہ کا طواف کریں گے (استغفر اللہ) یعنی یہ کہ دجالی طاقتیں چور کی طرح بیت اللہ کا طواف کریں گی۔ ان کے مقابلہ میں عیسیٰ علیہ السلام طواف کریں گے یعنی ان کو مٹا دیں گے۔

(حقیقتہ الوحی ص ۳۱۰)

ج: حدیث شریف پر افتراء ہے یہ مرزا قادیانی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ آج تک کسی محدث نے یہ نہیں لکھا کہ مرزا قادیانی کی یہ تاویل بالفاظ دیگر باطل احادیث اور خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہے کہ دجال ہر جگہ جائے گا، مگر مدینہ نہیں جائے گا۔ جبکہ مرزا کہتا ہے کہ چوروں کی طرح بیت اللہ کا طواف کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل دجال سے فراغت کے بعد عیسیٰ علیہ السلام مکہ مکرمہ آئیں گے حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے، طواف کریں گے۔ بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد میرے روضہ طیبہ پر آئیں گے، وہ سلام کہیں گے میں سنوں گا، میں جواب دوں گا وہ سنیں گے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے۔

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح۔

اب ان الفاظ کو سامنے رکھیں تو مرزائیوں کی کوئی تاویل چل سکتی، ہاں البتہ مرزا قادیانی کی یہ تاویل خود قادیانیوں پر فٹ ہے کہ دعویٰ نبوت کرنے والا دجال اور وہ ہے مرزا بے ایمان اسے ماننے والی دجالی طاقت ان کے ہو گئے دو گروہ یا تو دجالی طاقت کی بجائے دو طاقتیں ہو گئے، ان کے حرم کعبہ میں جانے پر پابندی ہے تو یہ چوروں کی طرح چوری جا کر طواف کریں گے، یعنی ان کو مٹا دیں گے اس لیے کہ جب حقیقی مسیح آ جائے گا تو جھوٹے مسیح کو جاننے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پس مرزا کی تاویل خود مرزائیوں پر فٹ آتی ہے۔

س: صلیب کو توڑے گا، مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقتہ الوحی کے ص ۳۰۷ پر یہ کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صلیبی عقیدہ کو توڑے گا، مرزے قادیانی نے اپنی اس کتاب کے ص ۳۱۱ میں اس کی تاویل یہ کی ہے کہ صلیب سے مراد لکڑی سونا چاندی

نہیں۔ بلکہ صلیبی عقیدہ کو توڑیں گے۔

ج: یہودی، عیسائی جو مقابلہ کریں گے مارے جائیں گے باقی ماندہ مسلمان ہو جائیں گے، تو جب صلیب والے نہ رہے تو صلیب کب رہے گی، جو صلیب کے پرستار تھے وہ مسلمان ہو کر صلیب شکن بن جائیں گے اس لیے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا، آپ کے حکم سے ہوگا۔ اس لیے صلیب شکنی کی آپ کی طرف نسبت کر دی گئی، باقی مرزا کا یہ تاویل کرنا کہ صلیبی عقیدہ کو توڑے گا یہ باطل ہے اس لیے کہ بقول مرزا کے اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ کہہ کر عیسائیوں کے عقیدہ کو توڑا اس سے عیسائیوں کی صحت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کا منکر نہیں ہے تو اس سے عیسائیوں کا عقیدہ کب ٹوٹا، پس ثابت ہوا کہ صلیب شکنی سے مراد حقیقی صلیب کو توڑنا ہے نہ کہ صلیبی عقیدہ کو۔

س: علامت ۸ پر بحث گزر چکی ہے نمبر ۸ زیر بحث ہے، نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی اس کی مرزا قادیانی نے انجام آتھم کے ص ۷۳۳ کے حاشیہ پر یہ تاویل لکھی ہے (اس پشین گوئی کی ”انجام آتھم“ میں محمدی بیگم والی) تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پشین گوئی فرمائی ہے کہ تیززوج ویولد یعنی مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد ایک خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا، اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔

ج: مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے شادی کے شوق میں حدیث شریف میں تحریف کی ہے ورنہ حدیث شریف میں تزوج ویولد محض اس لیے فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع سے قبل شادی نہیں کی تھی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نزول کے بعد شادی کی سنت پر عمل کریں گے اور یہ کہ ان کی اولاد ہوگی (دو صاحبزادے ایک کا نام محمد، دوسرا موسیٰ) دوسرا یہ کہ مرزائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اتنا لمبا قیام کریں گے تو مرور زمانہ کا ان کی صحت پر کیا

اثر ہو گا اور یہ کہ وہ پیر فرقت ہو گئے ہوں گے۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث شریف میں یہ جواب دیا کہ وہ اتنے طاقت ور ہوں گے کہ وہ شادی کریں گے اور اتنے ہمت والے ہوں گے کہ ان کی اولاد بھی ہوگی مرور زمانہ کا واپسی پر ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ باقی رہی یہ بات کہ اس سے مراد محمدی بنیم تو اس کا جو حال ہوا ہے وہ سب جانتے ہیں۔

س: علامت نمرب ۹۔ دجال کو قتل کریں گے، مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقتہ الوحی کے ص ۳۱۳ پر اس کی تاویل یہ کی ہے کہ دجال کو قتل کریں گے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے ظہور سے دجالی فتنہ رو بڑواں ہو جائے گا۔

ج ۱: دجال سے مراد حقیقتہ قتل دجال ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص ۴۷۹ کی حدیث درج کی جا چکی ہے۔

ج ۲: مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی غلط ہے اسی لیے کہ یہ خود کو مسیح کہتا ہے اور اپنے ظہور سے دجالی فتنہ کے رو بڑواں ہونے کا اقرار کرتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا کے زمانہ میں تو درکنار اس کے مرنے کے بعد بھی عیسائیت مزید ترقی کرتی گئی حوالہ یہ ہے کہ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے ۱۳ مٹن کام کر رہے ہیں، یعنی ہیڈ مٹن ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مٹنوں میں ۱۸۰ سے زیادہ پادری کام کرتے ہیں، چار سو تین ہسپتال ہیں جن میں ۵۰۰ ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں، ۴۳ پریس ہیں اور تقریباً ۱۲۰ اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں ۵۱ کالج، ۴۱ ہائی اسکول اور ۴ ٹریننگ کالج ہیں ان میں ۶۰۰۰۰ طالب علم تعلیم پاتے ہیں کئی فوج میں ۳۰۸ یورپین اور ۲۸۸ ہندوستان مناد کام کر رہے ہیں۔ اس کے ماتحت ۵۰ پرانمری سکول ہیں جن میں ۱۸۶۷۵ طالب علم ہیں۔ ۱۸ بستیاں اور ۱۱ اخبارات ان کے اپنے ہیں۔ اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں ۳۲۹۰ آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے، اور ان سب کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ روزانہ دو سو چوبیس مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ تو وہ اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی

مشنوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے ہندوستان بھر میں ہمارے درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن حالات میں کام کر رہے ہیں انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ جون ۱۹۴۱ء)

نوٹ: مرزا قادیانی ۱۹۰۸ میں مراٹھایہ مرزائیوں کے اخبار ۱۹۴۱ء کی رپورٹ ہے کہ عیسائیت ترقی کر رہی ہے اس کے مرنے کے بعد ۳۳ سال کے بعد کی رپورٹ نے ثابت کر دیا کہ دجالی فتنہ روزوال ہونے والی اس کی تاویل بھی غلط ہے۔

س: علامت نمبر ۱۰: مسیح موعود کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہو گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائے گا، مرزا نے اپنی کتاب حقیقت الوحی کے ص ۳۱۳ پر اس کی تاویل یہ کی کہ اسے حضور علیہ السلام کا قرب نصیب ہو گا۔ ظاہری تدفین مراد نہیں اس لیے کہ حضور علیہ السلام کا روضہ طیبہ کھولا گیا تو اس سے آپ کی توہین لازم آئے گی۔

ج: روضہ طیبہ کی دیواروں کو نہیں توڑا جائے گا۔ ایک دیوار جالی مبارک والی ہے جہاں پر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اس میں تو دروازہ موجود ہے مسلم سربراہان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کے لیے کھولا جاتا ہے آگے والی دیوار مبارک جس پر پردہ مبارک ہے قبور مقدسہ تک جتنی دیواریں یا پردے ہیں ان سب میں دروازے موجود ہیں بعد میں ان کو ہی چن دیا گیا جب عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی تو معمولی سی کوشش سے ان دروازوں کو دوبارہ کھول دیا جائے گا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہوگی۔ نیز یہ کہ آپ کے فرمان اقدس کو پورا کرنے کے لیے تمام رکاوٹوں کو دور کرنا آپ کی عین اطاعت ہے نہ کہ توہین۔

قادیانی اخلاق
ایک سازش۔ ایک جالہ

محمد طاہر رزاق

ایک سادہ لوح دوست مجھے کہنے لگا کہ جناب آپ تو ہر وقت ہاتھ دھو کر قادیانیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ان کے خلاف زبان و قلم کو متحرک رکھتے ہیں حالانکہ قادیانی تو بڑے بااخلاق ہوتے ہیں۔ بڑی محبت سے ملتے ہیں۔ بڑی الفت سے مصافحہ کرتے ہیں۔ بڑے نمکسار بن کر خیر و عافیت دریافت کرتے ہیں۔ بڑی میٹھی اور رسیلی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے لہجے میں بڑی انکساری ہوتی ہے اور ان کے الفاظ بڑے ملائم اور ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

اسکی لاعلمی دیکھ کر اور اس کی فریب خوردگی ملاحظہ کر کے میری لوح دماغ پر مرشد اقبال کے قادیانیت کے بارے میں اسی صورت حال کو بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار بجلی بن بن کر کوند نے لگے۔

آپ بھی یہ اشعار پڑھئے اور دیکھئے کہ ملت اسلامیہ کا یہ نمکسار حکیم الامت قادیانیوں کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ایسے مسلمانوں کی سادہ لوحی اور جمالت پر کس طرح رویا ہے۔

مذہب میں بہت تازہ پند ہے اس کی طبیعت
کرے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی میاد لگا دے
یہ شاخ نشین سے اترتا ہے بہت جلد

میں نے اس دوست سے کہا ”جناب! ہماری تو قادیانیوں سے جنگ ہے۔ آپ کی تو قادیانیوں سے کوئی جنگ نہیں اور نہ آپ ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہیں۔ آپ ان کے لیے ایک بے ضرر انسان ہیں۔ میں آپ کو تانا بھاتا ہوں کہ آپ جیسا شخص جو صرف ساحل کا تماشا ہے اس کے بارے میں قادیانی کتنے بااخلاق ہیں۔“

میں نے اس سے کہا کہ اے قادیانیوں سے صلح جو انسان ذرا آنکھیں بھی کھول اور

کان بھی کھول۔۔۔۔

قادیانیوں کے ٹھنڈے اور ملائم الفاظ ملاحظہ کر

قادیانیوں کے مسکتے جملے سن

قادیانیوں کی میٹھی تحریریں پڑھ

قادیانیوں کی عطرین عبارتیں دیکھ

ان کا شیریں لہجہ دیکھ

ان کے طرز تکلم سے کانوں میں رس مگھول

ان کے اخلاق عالیہ سے اپنے قلب و جگر کو ٹھنڈا کر

میں نے اسے پوری طرح متوجہ کر کے قادیانیوں کی عبارتیں سنانا شروع کیں۔

○ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری جماعت میں داخل نہیں ہو گا وہ خدا

اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جنسی ہے۔“

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد نمبر ۹، ص ۲۷)

میں نے کہا کہ اس عبارت کی رو سے

تو خدا کا نافرمان ہے۔

تو رسول کا نافرمان ہے۔

تو جنسی ہے۔

○ ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے

فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں

(بد کردار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۴، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس عبارت کی رو سے

تیری ماں رنڈی ہے اور تو ایک رنڈی کا بیٹا ہے۔

○ ”میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ

گئیں۔“

(نجم الہدیٰ، ص ۱۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس عبارت کی رو سے

”تو‘ تیرا باپ‘ تیرے بھائی‘ تیرا دادا‘ تیرا نانا‘ تیرے چچا‘ تیرے ماموں وغیرہم سب جنگل کے ”سور“ اور اسی طرح تیری ماں‘ تیری ٹائی‘ تیری دادی‘ تیری خالہ‘ تیری بہنیں..... وغیرہم ”کتیوں“ سے بڑھی ہوئی ہیں۔

○ ”جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو والد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔“

(انوار الاسلام ص ۳۰، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس عبارت کی رو سے تو حرام زادہ ہے‘ تیری ماں زانیہ ہے‘ تیرا باپ ایک بے غیرت انسان ہے۔

○ ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔“

(حقیقتہ الوحی، ص ۱۶۳، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس عبارت کی رو سے تو کافر ہے۔

○ ”اور جو میرے مخالف تھے‘ ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزل المسیح، مصنفہ مرزا قادیانی، حاشیہ ص ۴۔ مندرجہ کلمتہ الفصل ص ۶۲)

اس عبارت کی رو سے تو عیسائی ہے‘ تو یہودی ہے‘ تو مشرک ہے۔

○ ”ایک شخص نے حضرت خلیفہ المسیح الاول‘ حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا

کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا: ”اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔“

(رسالہ شہید الاذہان، قادیان نمبر ۱۱، ص ۲۴، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۳ء، اخبار بدر جلد ۱۲)

نمبر ۲۔ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء)

اس عبارت کی رو سے

آخرت میں تیری نجات نہیں ہو سکتی اور تو داخل جہنم ہو گا۔

○ ”جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ مجھے نہیں مانتے۔“

(چشمہ معرفت، ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس عبارت کی رو سے --- تو شیطان ہے۔

میں نے اسے کہا کہ میں نے تجھے یہ نہیں بتایا کہ قادیانی، اللہ، رسول، اللہ، کتاب اللہ، کعبۃ اللہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، احادیث رسول، اہمات المؤمنین، صحابہ کرام اور اولیائے امت کے بارے میں کیا کیا جکتے ہیں۔ میں نے تو تجھے صرف تیرے بارے میں بتایا ہے کہ قادیانی تجھ جیسے بے ضرر انسان کو جس کے ہاتھ اور زبان سے انہیں کوئی مزاحمت نہیں پہنچا دی اس کے بارے میں قادیانیوں کے نظریات کیا ہیں۔

میں نے اسے کہا کہ دیکھ لیا تو نے قادیانیوں کے اخلاق کہ ان کے ہاتھ سے تیری عفت ماب ماں کی عزت بھی محفوظ نہیں، ان کی زبان سے تیری باعصمت بہنوں کی حرمت بھی مامون نہیں۔ ان کے قلم سے تیرے شریف باپ کی آبرو بھی سلامت نہیں۔ تیرے دادا اور نانا جیسی بار لیش بزرگ ہستیاں بھی ان کی زبان کی نیش زنی سے نہیں بچیں۔

میں نے دیکھا کہ بارندامت سے اس کی نگاہیں جھک گئی ہیں، اس کا سر نیچے ڈھلک چکا ہے اور اسے اپنے سابقہ طرز فکر پر بڑا تاسف اور افسوس ہے۔

ظاہر بھائی! ”اگر یہ لوگ اندر سے اتنے کالے اور زہریلے ہوتے ہیں تو پھر ظاہری طور پر اتنے بااخلاق اور بامروت کیوں ہوتے ہیں؟ اس نے سوال کیا۔

”دنیا کے ہر لٹیرے اور فریبی کو ایسا ہی روپ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ میں نے جواب

دیا۔

○ جب کوئی خراب کار کسی بچے کو اغوا کرنا چاہتا ہے تو اسے بڑے پیار سے اپنے پاس بلاتا ہے۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ ماتھا چومتا ہے اور مسکراتے ہوئے اسے ٹانی کھانے کے لیے دیتا ہے۔ بچہ اسے اپنا ہمدرد سمجھ کر ٹانی منہ میں ڈال لیتا ہے۔ ٹانی میں بے ہوش کرنے والی دوائی ہوتی ہے۔ ادھر اس نے ٹانی کھائی ادھر وہ بے ہوش ہوا اور جب اسے ہوش آیا تو کسی عتوبت خانے کا امیر تھا۔ معصوم بچے کو کیا معلوم تھا کہ ٹانی کھانے کے بعد وہ کبھی بھی واپس اپنے گھر نہیں جاسکے گا۔ اس کے کھلونے اس کے ہتھکڑے جائیں گے وہ کبھی بھی اپنے بن بھائیوں کو دیکھ نہ سکے گا۔ اس کی ماں کی ممتا ہمیشہ مایہ بے آب کی طرح تڑپتی رہے گی

اور اس کے باپ کی آنسو پختی آنکھیں ہمیشہ اسے مگر مگر ڈھونڈتی رہیں گی۔

○ افغانستان پر جب روس نے حملہ کیا تو ظالم روسی تخریب کار افغانستان کے شہروں اور دیہاتوں میں بچوں کے کھیلنے کی جگہ پر "کھلونے بم" بکھیر دیتے۔ یہ "کھلونے بم" خوبصورت کھلونوں کی شکل میں ہوتے۔ بچے جب ان دیدہ زیب کھلونوں کو دیکھتے تو انہیں اپنے کسی محسن کا تحفہ سمجھتے۔ خوشی سے چپکتے رخساروں کے ساتھ مسکراتے ہوئے ان کھلونوں سے کھیلنے لگتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ "کھلونے بم" پھٹ جاتے۔ بچے خاک و خون میں تڑپنے لگتے۔ ان کی معصوم مسکراہٹیں دلدوز چیخوں میں بدل جاتیں۔ کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کسی کا پاؤں نہیں ہے۔ کسی کی قوت بینائی نہیں ہے۔ کسی کی قوت شنوائی نہیں ہے اور کوئی زندگی کی بازی ہار گیا ہے۔ وہ جگہ جہاں تھوڑی دیر پہلے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں شوخیاں کر رہے تھے اب وہ مقتل بن چکی ہے۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے قہقہوں کی گونج تھی وہاں اب ماؤں کی چیخوں نے آسمان سر پہ اٹھالیا ہے۔

○ مچھلی کا شکاری کانٹے پر گوشت کا ٹکڑا لگا کر اسے دریا میں پھینک کر شکار کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے۔ ایک مچھلی کانٹے کے پاس سے گزرتی ہے۔ گوشت کو دیکھ کر اس کا دل لپچانے لگتا ہے اور وہ گوشت کے ٹکڑے کو کسی شفیق انسان کا تحفہ سمجھتی ہے اور دل میں سوچتی ہے کہ یہ شخص مجھ پر کتنا مہربان ہے کہ اس نے اس دریا میں میری نیابت کا اہتمام کیا یہ سوچ کر وہ منہ کھولے گوشت کے ٹکڑے کی طرف بڑھتی ہے۔ ایک بزرگ مچھلی راستہ روک کر اس کے سامنے آ جاتی ہے اور اسے کہتی ہے خبردار اس گوشت کے ٹکڑے کے پاس مت جانا۔ یہ گوشت کا ٹکڑا کسی محسن کا تحفہ نہیں بلکہ ایک شکاری کا حربہ ہے جو تمہیں پکڑنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جو نہی تم گوشت کھانے لگو گی تیز کاٹنا تمہارے منہ میں چھب جائے گا۔ تم خود کو کانٹے کی گرفت سے چھڑانہ سکو گی۔ ایک زوردار جھٹکے لگے گا اور تم دریا سے خشکی پر موت کا رقص کر رہی ہو گی۔ تمہارے مرنے کے بعد شکاری تمہارے جسم کی کھال کو کھرچ کھرچ کر اتار پھینکے گا۔ پھر ایک خطرناک چمچے کے ساتھ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔ پھر ان ٹکڑوں کو نمک مرچ لگائے گا۔ پھر ان ٹکڑوں کو ایک کڑا پیسے جس میں کھوتا ہوا تیل ہو گا اس میں پھینک دے گا۔ جب تمہارے ٹکڑے پک جائیں گے تو پھر تمہارے اس محسن کے دو ہاتھ تمہاری طرف بڑھیں گے اور ان ہاتھوں کی دس انگلیاں

تمہارے ٹکڑوں کو توڑ ڈالیں گی۔ پھر تمہارے گوشت کو تمہارے محسن کے بتیس دانت پیسیں گے۔ پھر تم اپنے محسن کے تاریک پیٹ میں اتر جاؤ گی۔ کچھ گھسنے وہاں قیام کرنے کے بعد تم گل سڑ کر فضلہ بن جاؤ گی اور تمہارا محسن اس فضلے کو اپنے پیٹ سے باہر نکال دے گا۔ لہذا اے مچھلی اتو اس گوشت کے ٹکڑے کے پاس مت جانا۔ لیکن وہ مچھلی اس بزرگ مچھلی کی سوچ کو دیکھنا ہی نہیں چاہتی، رجعت پسند، غیر حقیقی، فرسودہ اور بے روشن قرار دے کر جھٹک دیتی ہے پھر جو نہی وہ گوشت کے ٹکڑے کو کھانے لگتی ہے تو نہایت باریک اور تیز کاٹنا اس کے منہ میں چبھ جاتا ہے اور شکاری کے ایک جھٹکے سے وہ دریا سے باہر خشکی پر تڑپ رہی ہوتی ہے اور پھر اس کے جسم پر وہ سارے وار ایک ایک کر کے آزمائے جاتے ہیں اور پھر بڑی شدت کے ساتھ اسے بزرگ مچھلی یاد آتی ہے لیکن موت کے بعد کف افسوس ملنے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

میں نے کہا ”اے فریب قادیانیت میں مبتلا سادہ دل انسان“

قادیانیوں کے ہر مقال نے پیچھے ایک جال ہوتا ہے۔

ان کی ہر مسکراہٹ کے پیچھے ایک زہر ہوتا ہے

ان کی اسلامی گفتگو کے پیچھے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کی ہولناک سازش ہوتی

ہے۔

ان کی ہر نمائشی تعمیر کے پیچھے اک منظم تخریب ہوتی ہے۔

ان کی دوستی کے پیچھے ارتداد کا دودھاری خنجر ہوتا ہے۔

ان کی معاشی مدد کے پیچھے کفر کا پھندہ ہوتا ہے۔

ان کی تعلیم کے پیچھے ذہنی ارتداد کے بیج ہوتے ہیں۔۔۔ اور ان کے ہر نعرے کے پیچھے

امریکہ اور اسرائیل کا مفاد ہوتا ہے۔

حسین سانپ کے نقش و نگار خوب سی

لگا زہر پہ رکھ، خوشنما بدن پہ نہ جا

طالب شفاعت محمدیؐ بروز محشر

محمد طاہر رزاق

حرفِ نافذانہ
بیواج
اک حرفِ ناصحانہ

مولانا
منظور احمد
چشتی

قادیانیوں نے ایک پمفلٹ "اک حرف ناصحانہ" کے نام سے چھپوا کر راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پورے ملک میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں اپنے آپ کو بڑا مظلوم ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو کئی طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کی گئی ہے اور بڑی جرات و جسارت سے آئینی ترتیم کے خلاف اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کیا ہے اور اسلام کی وہ مقدس اساسات جو ۱۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ممنوع ہو چکی ہیں ان کو نہ صرف استعمال کر کے قانون شکنی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ ان پر اصرار بھی کیا ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس پمفلٹ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور ان میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ جگہ جگہ ان کے خلاف احتجاج ہوا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کی قانون شکنی اور آئین سے بغاوت کا فوری نوٹس لے۔ امید ہے کہ حکومت اسے ضبط کر کے فوری طور پر ان کے خلاف قانونی کارروائی کرے گی۔

ان کے دجل و فریب کا پرچار کرنے کے لیے یہ چند سطور "حرف ناصحانہ" کے نام سے اس "اک حرف ناصحانہ" کا مختصر جواب ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اصل حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزائیوں کے اس پمفلٹ کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ علماء اسلام نے اپنے جائز مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کی عبادت گاہوں کو گرا دینے کا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف واویلا مچا کر مسلمانوں کی غیرت کو سلانے کی کوشش کی جائے اور علما کا ساتھ دینے سے باز رکھا جائے۔

"اک حرف ناصحانہ" جس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے سید عبدالحی صاحب نے شائع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ان کے مرکز سے شائع ہوا ہے اور مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تو یہ پمفلٹ ان کی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے ہے اور اس کے تمام مندرجات کا وہی ذمہ دار ہے۔۔۔ حکومت پاکستان جو آئے دن مرزائیوں کے متعلق مختلف بیانات دے رہی ہے اس کی طرف سے اس پمفلٹ کو اب تک ضبط نہ کرنا اور اس کے ذمہ داروں کو قانون کے شکنجے میں نہ کسنا

بدترین قسم کی ڈھٹائی ہے جس کے لیے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جاسکتی۔

ص ۳ پیش لفظ کی ابتدا:

”یہ ایک حیران کن توارد ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو جب بھی سیاسی عدم استحکام اور اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک مخصوص طبقہ علما جو زیادہ تر جمیعت علماء پاکستان (پاکستان نہیں ”اسلام“ (ناقل)) احراری گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ ملک کی توجہ اصل اور حقیقی خطرات سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کی طرف منحطف کرنے کی بھرپور کوشش شروع کر دیتا ہے“ اور ص ۵ پر ہے:

”احمدیوں کو قوم، وطن اور اسلام کا غدار قرار دیا جا رہا ہے“

ج: وطن عزیز کو جب بھی اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہو تو ہر محب وطن کا فرض ہے کہ حکومت کو ان خطرناک دشمنوں سے خبردار کرے جو ملک و ملت کے غدار ہوں۔

”قادیانی جماعت ملک اور اسلام دونوں کی غدار ہے“ (علامہ اقبال)

ان کی ملک دشمنی اسلام دشمنی سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اسلام کے بدترین دشمن اسرائیل سے ان کے مراسم و روابط ڈھکے چھپے نہیں۔ پاکستان کے بدترین دشمن انڈیا کے یہ سب سے بڑے جاسوس ہیں۔ پاکستان کی نسبت ان کی تمام تر عقیدت و محبت انڈیا کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس میں ان کے ”نبی“ غلام احمد قادیانی کا مولد و مدفن قادیان میں موجود ہے جو ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ سے زیادہ متبرک اور مقدس ہے۔ پھر مرزا بشیر الدین محمود کی پیچھوٹی ”اکھنڈ ہندوستان“ اور یہ کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد اکھنڈ ہندوستان بنے۔ (الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

تمام قادیانی اپنے امام کی اس پیچھوٹی کو پورا کرنے کے لیے سردھڑکی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کو انہوں نے اپنا ملک ہی نہیں تسلیم کیا۔ اسی لیے توربوہ کے قبرستان میں اپنی نعشیں بطور امانت دفن کراتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بننے پر ان کو قادیان منتقل کر دیا جائے گا۔ ”بہشتی مقبرہ ربوہ“ میں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ وصیت آج بھی لکھی

ہوئی موجود ہے۔ کیا کسی اور پاکستانی کی بھی ایسی وصیت ہے کہ ہمیں ہندوستان لے جا کر دفن کیا جائے؟ اس لیے ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وطن عزیز کو جب خطرات کا سامنا ہو تو ان مار آستین لوگوں سے حکومت کو خبردار کرے۔ اس میں احراری علما کو اگرچہ اولیت کا شرف حاصل ہے لیکن علماء کی مجلس عمل میں ہر مکتب فکر کے علما شامل ہوتے ہیں۔ پوری قوم، ملک و ملت کے ان غداروں کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔

ص ۵۶ پر تحریر کرتے ہیں:

”احمدیوں کے خلاف کھلم کھلا قتل و غارت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ ان کے اموال لوٹنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ان کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی کو سلب کرنے کے مشورے دیے جا رہے ہیں“

ج: یہ جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔ صرف حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانی اگر پاکستان کے باشندے ہیں تو ان سے آئین پاکستان کی پابندی کرائیں۔ یہ آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ اگر ۳۰ اپریل تک مجلس عمل کے جائز مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو سنت نبویؐ کے مطابق ان غیر مسلموں (مرزائیوں) کی عبادت گاہیں جو مسجدوں کے نام سے دھوکہ کا سبب بنتی ہیں وہ مسمار کر دی جائیں گی۔ قتل و غارت کی نہ ترغیب ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام۔

ص ۷۸ پر ہے:

”اسلام شرف انبائیت اور آزادی ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام آزادی ضمیر، حریت فکر اور مذہبی رواداری کا اس شدت سے داعی ہے کہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ پس زیر نظر مطالب اسلام کے نام پر پیش کرنا یقیناً اسلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے۔“

ج: بلاشبہ اسلام آزادی ضمیر اور حریت فکر کا داعی ہے۔ کسی غیر مسلم کو جبر و

اکراہ کے کے ذریعے زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لا اکراہ فی الدین اسے اپنے مذہب کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں مکمل آزادی ہے۔ لیکن جو شخص اپنی پسند اور خوشی سے اسلام قبول کرے گا یا اسلام کا دعویٰ کا کرے گا اسے اسلام کے تمام نظریات و عقائد اور احکام کی پوری پوری پابندی کرنا پڑے گی۔ وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی من مانی نہیں کر سکتا۔ چوری کرے گا تو ہاتھ کٹیں گے، زنا کرے گا تو سنگسار ہو گا۔ آزادی ضمیر کی بنا پر کسی کو حلال یا حلال کو حرام سمجھے گا۔ مثلاً آزادی ضمیر کی بنا پر ماں، بہن یا بیٹی سے نکاح کو حلال سمجھے گا تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیں گے۔

ضروریات دین اور اسلامی عقائد میں سے کسی کا انکار کرے گا تو مرتد ہو جائے گا، اور واجب القتل ہو گا۔ آزادی ضمیر کا مطلب آپ نے کہاں سے لے لیا کہ اسلام کا دعویدار جو چاہے کرتا پھرے اس کو کچھ نہ کہا جائے اس سے اسلامی احکام کی پابندی کرائی جائے گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں اس کے مطابق سزا ملے گی۔ اگر آزادی ضمیر کا مطلب آپ یہی لیتے ہیں تو آزادی ضمیر کے علم بردار پیغمبر اسلام رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے رحیم و کریم نرم و خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمہ کذاب اور اس کے بائیس ہزار متبعین کو قتل کیوں کیا؟

پھر آزادی ضمیر کے اسی علمبردار پیغمبرؐ نے منافقوں کی مسجد ضرار کو آگ لگا کر کیوں سہار کرایا؟ اس مسجد کا نام ضرار خود اللہ تعالیٰ نے رکھا (سورہ توبہ) اور نبی کریم علیہ السلام نے تفریق بین المسلمین اور کفر و نفاق کے اس اڈے کو نیست و نابود کر دیا۔ حالانکہ وہ بھی مرزائیوں کی طرح کلمہ شہادت پڑھتے تھے، نمازیں ادا کرتے تھے اور مسلمان ہونے کے مدعی تھے۔ علماء اسلام کا مطالبہ اسلام کی تعلیم و سنت نبوی کے عین مطابق ہیں۔

ص ۸ پر چند سوال ہیں:

ع: احمدی اگر غیر مسلم ہیں تو پھر احمدی کا مذہب آخر کیا ہے؟ (ب) احمدی کا

مذہب جمہوری اکثریت تجویز کرے گی یا احمدی کو خود اپنے مذہب کی تعیین کا حق ہے؟
(ج) اگر احمدی کا مذہب کسی غیر احمدی جمہوری اکثریت نے تجویز کرنا ہے تو کیا احمدی کو
یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس مجوزہ مذہب کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے؟

ج: (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کذاب کو نبی ماننے والے غیر
مسلم مرتد ہوتے ہیں۔ ”احمدی“ کوئی مذہب نہیں یہ مرتدوں اور باغیوں کا ایک گروہ
ہے جب تک سچی توبہ نہ کریں اس وقت تک کسی اسلامی ملک میں رہنے کے مستحق نہیں
ہیں، ہم آپ کے مذہب کا نام ہرگز ہرگز تجویز نہیں کرتے ہمارا تو بس اتنا مطالبہ ہے کہ
آپ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کا نام ہے جس طرح
یہودی یا عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے اسی طرح آپ بھی مسلمان نہیں کہلا
سکتے۔ اپنے مذہب کا نام اسلام کے علاوہ جو چاہے رکھ لیجئے۔ قادیانی صرف پاکستان کی
موجودہ جمہوری اکثریت کے نزدیک ہی کافر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ اتفاق و اجتماع
سے ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے اور حکومت پاکستان علماء اسلام کے فیصلہ
کے مطابق انہیں آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دے چکی ہے۔ اب اسی فیصلہ سے
انکار ملکی آئین کی صریح بغاوت ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

ص ۱۱

آئین پاکستان کی آرٹیکل نمبر ۲۰ کو شامل کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کی رو سے ہر
پاکستان شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی عقیدہ اور مذہب رکھے اس کا برملا اظہار
کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔

ج: بلاشبہ اس آرٹیکل کی رو سے ہر مذہب والے کو آزادی ہے لیکن آئین نے جو
اس کا مذہب متعین کیا ہے اسی کے مطابق اسے آزادی ہوگی۔ آپ آئین پاکستان کی رو
سے غیر مسلم کافر ہیں۔ آپ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں والی اصطلاحات اور اسلامی شعار بھی استعمال نہیں کر سکتے ورنہ تو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ مسلمان اپنے حقوق کا یہ استحصال اور شعار اسلام کی یہ بے حرمتی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے اور یہ ملکی آئین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

ہندو، عیسائی، پارسی ان تینوں کے عقائد بلاشبہ اسلام کے خلاف ہیں لیکن وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتے اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے کسی قسم کے دھوکے اور تلبیس کا باعث بنتے ہیں۔ لہذا انہیں اپنے آئینی مذہب کے مطابق ہر قسم کی آزادی ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات پسند ہوں تو وہ بے شک ان پر عمل کریں لیکن جب تک وہ اسلام میں پورے پورے داخل نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کو بعض اسلامی اعمال اختیار کرنے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔

ص ۲۲

”خواہ آپ کسی کو مسلم کہیں یا غیر مسلم، کافریا غیر کافر۔ قرآن کریم پر ایمان لانے سے تو آپ کسی قیمت پر اسے روک نہیں سکتے۔ خود قرآن کریم یہ حق اسے دیتا ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔“

ج: ہم تو ساری دنیا کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں کس کو کون روک سکتا ہے۔ ہاں اگر روکتے ہیں تو اس سے کہ قرآن پاک کی من مانی تحریف کی جائے۔ جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے اس کو اس کے معانی و مفہوم وہی لینے ہوں گے جس پر چودہ سو سال سے امت متفق چلی آتی ہے۔ ”اسے خاتم النبیین کا معنی“ نبوت جاری ہے“ اور مرزا غلام احمد حضورؑ کے بعد نبی ہے۔ رفع اور حیات مسیحؑ کا یہ معنی کہ وہ فوت ہو کر کشمیر میں دفن ہو چکے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم جو بغیر باپ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ اس کا معنی کہ ان کا باپ یوسف نجار تھا اور العیاذ باللہ مائی مریم ملیہا السلام کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور قبل از نکاح وہ منگنی کے دوران حاملہ ہو گئی تھیں۔ ان تحریفات و کفریات کی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اسلامی شعار اگر غیر بھی اپنائیں تو کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک مذہب کے شعار دوسرے مذہب والوں کے اپنانے سے جذبات کو نہیں پہنچ سکتے کا احتمال ہو تو سب سے پہلے اس قسم کا مطالبہ یہودی پیش کرتے جو مسلمانوں کے دل و جان سے دشمن ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ختنہ کرانا، حلال گوشت کھانا، داڑھی رکھنا، یہودی مذہب کے شعار تھے اور ہیں جنہیں مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے کیا اسی قسم کا مطالبہ یہودی نہیں کر سکتے؟

تھی ”مدرجہ عقلی“ انہی بلیہ گریٹ ٹو۔۔۔۔۔ افسوس قادیانیوں کے علم و دانش پر کہ مرزا قادیانی مراقی نبی کی محبت میں اس قدر مغلوب ہیں کہ نہ تو وہ ”شعار“ کو جانتے ہیں کہ شعار کسے کہتے ہیں اور نہ یہ کہ ختنہ کرانا، حلال گوشت کھانا، داڑھی رکھنا یہودی مذہب کے شعار میں نہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتوں میں سے ہیں جن پر ابراہیم علیہ السلام کے تمام ماننے والے عمل پیرا ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو مذہب ابراہیم پر کہتے تھے۔ ان سنتوں پر وہ بھی عمل کرتے تھے۔ یہ یہودی مذہب کے مختص شعار میں سے نہیں۔

شعار و شعار جو کسی قوم یا مذہب کے مختص علامات ہوتے ہیں جیسے عیسائیوں کی صلیب، گرجا، ان کا مذہبی شعار ہے۔ ہندوؤں کے مندر، ان کے سر پر چوٹی، سکھوں کے گوردوارے، کیس، کڑا وغیرہ۔ بہر حال اسلام اپنے مختص شعار کے استعمال کی غیر مسلموں کو اجازت نہیں دیتا تاکہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز قائم رہے۔ آخر میں ”حرف نامحانہ“ کے مولف نے اسلام کی بعض خاص اصطلاحات کو اپنے لیے استعمال کرنے کے جواز میں بزم خود چند دلائل پیش کیے ہیں۔ جن میں اپنی روایتی بددیانتی اور تلبیس سے پورا پورا کام لیا ہے۔

ص ۲۴: نبی اور رسول

”نبی اور رسول کی اصطلاحات عیسائی عام استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ مسلمان ہیں اور نہ اسلام کو سچا مذہب تصور کرتے ہیں لیکن احمدی تو قرآن و سنت کے سوا کسی اور شریعت پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔“

الجواب

عیسائی غیر مسلم اور باطل پر ہونے کے باوجود نبی اور رسول کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں پر کرتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیب، حضرت صالح، حضرت ہود، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیم علیہم السلام۔

لیکن تم حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق کذاب، دجال، کافر، مرتد اور واجب القتل ہے اس پر نبی و رسول کا پاکیزہ و مقدس لفظ استعمال کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہو۔ عیسائیوں میں اور تم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نہ بچوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو حقیقتاً نبی اور رسول ہیں تم ایک کذاب و دجال کے لیے استعمال کرتے ہو۔

ص ۲۴ علیہ السلام

علیہ السلام ایک دعا ہے اور یہ کہنا کہ یہ صرف انبیاء کرام کے لیے ہی مخصوص ہے اس لیے درست نہیں کہ نماز کے اندر بے عمل مسلمان اتیمات میں بیٹھ کر التسلام علیک ایہا النبی..... السلام علینا پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی کتب میں غیر انبیاء پر علیہ السلام کہا گیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزہ وغیرہ۔

غیر انبیاء پر "علیہ السلام" کے استعمال میں اگرچہ سلف میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات غائب کے صیغہ کے ساتھ غیر انبیاء پر بھی جائز سمجھتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ لیکن "علیہ الصلوٰۃ والسلام" یہ دونوں لفظ اصالتاً صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ کے تابع ہو کر تو کسی پر بولا جاسکتا ہے جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لیکن غیر نبی پر مستقلاً یہ دونوں لفظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۶ پر اس کی تصریح کر دی ہے۔

آپ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے "علیہ الصلوٰۃ والسلام" دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ پیر سراج الحق نعمانی مرزا قادیانی کے مرید نے اپنی کتاب تذکر الہمدی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے نام کے ساتھ "صلوٰۃ والسلام" دونوں لفظ کہیں کیوں وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں کہاں "علیہ السلام" کا کسی ایک مسلمان بزرگ پر بولا جانا اور کہاں ایک کذاب و دجال، مرتد جو شرعاً واجب القتل ہو اس پر "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کی مقدس اصطلاح جو صرف اور صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بولی جاسکتی ہے اس کا استعمال کرنا۔ ع

"میں تفاوت راہ از کجاست تا کجا"

اگر علیہ السلام محض دعا ہے اور ہر ایک پر بولا جاسکتا ہے تو آپ بھی علیہ السلام مرزا قادیانی کے علاوہ بشیر الدین محمود، مرزا ناصریا مرزا طاہریا سر ظفر اللہ وغیرہ کسی کے نام کے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ محض دعا ہے اور نبی کے ساتھ خاص نہیں تو آپ غلام احمد قادیانی کے علاوہ اس کا استعمال کیوں نہیں کرتے۔

ص ۲۵ صحابی

"لفظ صحابی کا جہاں تک تعلق ہے یہ لفظ صحابی یا اصحاب بلاشبہ ان خوش بخت بزرگان کے متعلق بھی بولا جاتا ہے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت پائی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لفظ صرف اس معنی تک محدود ہے۔ آں

حضرت نے ”عیسیٰ نبی اللہ و اصحابہ“ کہا۔ قرآن پاک نے اصحاب الکلف، اصحاب الفیل، اصحاب الیمین، اصحاب الشمال بہت سے مقامات پر اضافت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ صحابی یا اصحاب کے لفظ کا ہکلی مفہوم اپنے مضاف الیہ کے ساتھ ہی مل کر ادا ہوتا ہے۔ احمدی چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی آمد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھیوں کے لیے صحابہ کا لفظ استعمال کرنا اسلامی تعلیمات اور احمدیہ عقیدے کے مطابق ان کے لیے لازمی ہے اور انہیں ہرگز اپنے عقیدے کے خلاف عمل پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔“

ج: لفظ صحابی اور صحابی کی تحقیق

اصحاب اور صحابہ یہ دونوں صاحب کی جمع ہیں۔ صاحب ساتھ کو کہتے ہیں لیکن صحابہ صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے خاص ہو گیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور اسی حالت میں وفات پائی وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔

صحابی: اس کا واحد ہے جو صحابہ کی طرف منسوب ہے۔۔۔۔۔ اور یہ لفظ ہر کسی کے ساتھی پر نہیں بولا جاتا۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی پر بولا جاتا ہے اور کسی کے ساتھی کو صحابی نہیں کہا جاسکتا۔ حتیٰ کہ صحابی کے ساتھی کے لیے مخصوص اصطلاح ”تابعی“ کی ہے۔

صحابہ کے وصفی معنی پر ملیت غالب آچکی ہے۔ اب یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء کے لیے بطور علم اور نام بولا جاتا ہے جو اور کسی پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ اصحاب کا لفظ عام ہے۔ اس کا معنی اپنے مضاف الیہ سے متعین ہو گا جیسا کہ قرآن و حدیث کے استعمال سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔ اصحاب الجنۃ بھی ہیں اور اصحاب النار بھی، اصحاب الرسول بھی ہیں اور اصحاب الاخذ و دہی اور اصحاب الشیاطین بھی ہیں جیسے اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان۔

”حرف ناصحانہ“ کا مولف دیدہ دانستہ تلبیس سے کام لیتے ہوئے صحابی یا اصحاب

لکھ کر دونوں کو ہم معنی بتا کر دجل سے کام لیتا ہے کہ صحابی یا اصحاب کے لفظ کے ہکلی مفہوم اپنے مضاف الیہ کے ساتھ ہی مل کر ادا ہوتا ہے۔ صحابی اور صحابہ کا ہکلی مفہوم ملائے کے بغیر ہی ادا ہو جاتا ہے ان کے لیے مضاف الیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یوں فرمایا۔ ایک صحابی جا رہے تھے انہوں نے یوں فرمایا۔ البتہ صاحب اور اصحاب کا مفہوم بغیر مضاف الیہ متعین نہیں ہوتا۔ کہنا پڑے گا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا۔ صحابی اور صحابہ کا لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”ان خوش بخت ساتھیوں پر بھی نہیں“ بلکہ ان ہی پر بولا جائے گا۔ جنہوں حالت ایمان میں آپ کی صحبت پائی۔ اہل لغت کے مطابق تصریح کی ہے دیکھئے لغت کی مشہور کتاب ”المعجم“ ص ۵۵۷۔

الصحابة ----- وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان لائے اور پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا۔

الصحابی ----- صحابہ کی طرف منسوب ایک صحابی۔

الصحابة - بالفتح - اصحاب النبی وقد غلبت علیہم حتی صارت کالعلم لہم۔

زیر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو کہتے ہیں۔ ان پر وصفی نام غالب آچکا ہے۔ اب یہ نبی کے ساتھیوں کا علم یعنی نام بن چکا ہے۔

الصحابی : منسوب الی الصحابة مصدر او جمعا وانما نسب الیہ وهو جمع لانه صار کالعلم وعند المسلمین من راء ی بنیہم وطالت صحبتہ معہ والم یرو عنہ وقیل وانما لم تطل صحبتہ

اقرب الموارد ص نمبر ۶۳۴

یعنی لفظ صحابی لفظ صحابہ کی طرف منسوب ہے جو مصدر جمع ہے اور یہ نسبت اس لیے کی گئی ہے کہ یہ علم بن چکا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا

نام) اور مسلمانوں کے نزدیک صحابی اسے کہتے ہیں جس نے ان کے نبی کو دیکھا ہو اور آپ کے ساتھ لمبا عرصہ رہا ہو۔ اگرچہ آپ سے کوئی روایت نہ کی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ لمبی صحبت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

بہر حال یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ صحابی نبی کے ساتھی اور تابعی صحابی کے ساتھی کو کہا جاتا ہے۔ آپ لوگ خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ اور صحابی اور پھر ان کے ساتھیوں کو تابعی کہتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین اور مرزا ناصر کے ساتھیوں کو صحابی نہیں کہتے بلکہ تابعی کہتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابی نبی کا ساتھی ہوتا ہے۔ ہر کسی کے ساتھ کو صحابی اور صحابہ نہیں کہا جاسکتا۔ اصحاب ہر ایک ہو سکتے ہیں۔

ص ۲۶

ام المومنین

”اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس لفظ کا استعمال دیگر بزرگ خواتین کے لیے بھی اسلامی لٹریچر سے ثابت ہے۔“

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے امات المومنین کی اصطلاح قرآن کریم کی نص قطعی ہے اور یہ لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے علاوہ کسی دیگر خاتون پر نہیں بولا جاسکتا۔ اگر کہیں کسی نے استعمال کیا ہے تو وہ غلط ہے۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بالاتفاق افضل امت ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ہیں۔ ان کی بیوی کو امت میں کسی نے ام المومنین نہیں کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ الزہرا جو حسن و حسینؑ کی اماں ہے۔ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں انہیں کسی نے ام المومنین کا خطاب نہیں دیا تو حضرات پیران پیر کی والدہ یا کسی کی خادمہ کے لیے ام المومنین کہنا کہاں صحیح ہو گا؟ اگر نبی کی بیوی کے علاوہ بھی کسی اور کو ام المومنین کہنا جائز ہوتا تو قادیانی بھی حکیم نور الدین مرزا

قادیانی کے پہلے جانشین یا مرزا بشیر الدین مرزا کے بیٹے یا کسی اور قادیانی کی بیوی یا بیٹی کو ام المومنین کا خطاب دیتے۔ حالانکہ قادیانی بھی صرف مرزا قادیانی کی بیوی ہی کو ام المومنین کہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو وہ نبی مانتے ہیں۔ نبی امت کا روحانی باپ اور نبی کی بیوی امت کی روحانی ماں ہوتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ام المومنین نبی کی بیوی ہی کو کہا جاسکتا ہے کسی اور عورت کو نہیں۔

حرف ناصحانہ کے مولف نے ”گل دستہ کرامات“ ترجمہ ”تذکرہ غوثیہ“ کا حوالہ دیا ہے۔ گل دستہ کرامات ہمیں دستیاب نہیں ہوئی مآکہ قادیانی دیانت کا پتہ چلایا جاتا البتہ ”تذکرہ غوثیہ“ میں تلاش کے باوجود ہمیں حوالہ نہیں ملا۔ کتاب سیر الاولیاء مصنفہ حضرت محمد بن مبارک کرمانی میں خواجہ فرید الدین شکر تلخ سے اپنے خلیفہ جمال الدین ہانسوی کی خادمہ کے لیے ”ام المومنین“ کا خطاب نہیں ہے۔ البتہ اس میں ”مادر مومنین“ کا لفظ آیا ہے۔ جس کا اک ”حرف ناصحانہ“ کے مولف نے بڑی چالاکی سے اپنے پاس سے ”ام المومنین“ ترجمہ کیا ہے۔

”ام المومنین“ ایک خاص اصطلاحی لقب ہے۔ بھلا آپ اردو عبارت میں مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے مومنین کی ماں کیوں نہیں لکھتے۔ ”ام المومنین“ عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ اسی طرح ”مادر ملت“ اور ام المومنین میں بھی یہی فرق ہے۔ پھر مرزا قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ اس کے تمام متبعین قانوناً اور شرعاً کافر اور مرتد ہیں۔ اس کی بیوی ام المومنین کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ تو ام الکافرین یا ام المرتدین یا ام المرزائین کہا جاسکتی ہے۔

جب آپ مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ”ام المومنین“ کا خطاب استعمال کریں گے تو وہ تمام مومنین کہانے والوں کی ماں سمجھی جائے گی۔ یہ عجیب منطق ہے کہ اس سے مراد صرف مرزائی ہیں۔ اس کا تو صاف معنی یہ ہے ”مرزائی اپنے علاوہ کسی کو مومن تسلیم نہیں کرتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک تو مومن اور مسلم صرف وہ ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لائے باقی تمام مسلمان خواہ انہوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مسجد و اذان

”مسجد و اذان کا لفظ صرف مسلمانوں کے لیے مختص نہیں۔ خود خدا تعالیٰ نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک غیر مسلم لڑکے (ابو محذورہ) سے اذان دلوائی۔ جس کا ذکر حدیث کی کتاب ابو داؤد میں ہے۔“

الجواب

مسجد و اذان یہ اسلام کے شعار میں سے ہیں اور کسی غیر مسلم کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ قرآن کریم نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہا۔ قرآن مجید عبادت گاہوں کے لیے چار الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) صوامع (۲) بیع (۳) صلوات (۴) مساجد

۱۔ صوامع: عیسائی راہبوں کے خلوت خانے۔

۲۔ بیع: عیسائیوں کی عبادت گاہیں۔ (گربے)

۳۔ صلوات: یودیوں کی عبادت گاہیں۔

۴۔ مساجد: مسلمانوں کی عبادت گاہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر جلد ۳ ص ۲۲۶ پر اس کی تصریح کی ہے اور لکھا ہے اما المساجد فهي للمسلمین یعنی مساجد صرف مسلمانوں کے لیے خاص ہیں۔

سورہ توبہ گیارہویں پارے میں مسجد ضرار کے واقعہ سے قادیانیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں۔ یہ واقعہ اس جھگڑے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی طرح کلمہ پڑھنے والے منافقین نے قبا میں ایک مسجد تعمیر کی تھی لیکن شریعت اسلامیہ

نے اسے مسجد تسلیم نہیں کیا اور نہ اسے باقی رہنے دیا بلکہ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ لگوائی اور اسے مسمار کرا کر اس کا نام و نشان مٹا دیا۔ تاکہ کسی مسلمان کو منافقین اور کفار کی بنائی ہوئی اس مسجد سے دھوکہ نہ ہو۔ رہا اذان کا مسئلہ تو اذان بھی اسلامی شعار ہے۔ کوئی کافر مسلمانوں کی اذان اپنے مذہبی شعار کے طور پر ادا نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ موزن نے اذان دی۔ ابو محذورہ اس وقت بچے تھے۔ وہ بچوں کے ساتھ موزن کی نقل اتارنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچوں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اونچی آواز کس کی تھی۔ بچوں نے ابو محذورہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے اسے محبت سے بلایا۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور اس سے خود اذان کرائی۔ جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو آواز آہستہ نکالی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اونچی آواز سے شہادت کہلوایا۔ (اسی لیے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے بعد جب مکہ مکرمہ میں موزن مقرر کیا گیا تو وہ اپنی اذان میں کلمہ شہادت اسی طرح تکرار سے کہا کرتے تھے)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کی تھیلی بھی دی۔ ابو محذورہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جو مخالفانہ جذبہ ان کے دل میں موجود تھا، وہ محبت میں بدل گیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کم سن بچہ کو اسی خصوصیت کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا موزن مقرر فرما دیا۔ اس واقعہ سے کفار کے لیے اذان دینے کا جواز تلاش کرنا یہ قادیانیوں کی عقل و دانش ہی کو زیبا ہے۔

تاریخ اسلام کا صرف یہ ایک واقعہ ہے جس سے ”اک حرف ناصحانہ“ کے موافق نے کافر سے اذان دینے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ قارئین کرام قادیانیوں کی بے بسی ملاحظہ فرمائیں۔

کہتے ہیں: ”ڈوبتے کو تنکے کا سارا“ پر یہ تو تنکے کا سارا بھی ثابت نہ ہوا۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تو اذان سیکھنے کے بعد اسی وقت مسلمان ہو گئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر لی۔ آپ بھی خود کو کافر تسلیم کریں، پھر سچے دل سے توبہ کریں، مرزا

غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجیں۔ اس کے کذاب، دجال کافر اور مرتد ہونے کا اعلان کریں تو پھر بے شک اذانیں دیں، مسجدیں بنائیں، آپ ہمارے بھی بھائی ہوں گے۔ اگر آپ مرزا قادیانی دجال، کذاب کو مسیح موعود اور سچائی بھی سمجھتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں اسلامی اصطلاحات اور شعائر کے استعمال کرنے کی اجازت بھی ہو۔۔۔۔۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

اسلامی اصطلاحات کا استعمال تو کجا اسلام تو آپ جیسے مرتدوں اور باغیوں کے وجود کو ہی اسلامی ملک میں برداشت نہیں کرتا اور دنیا میں کوئی حکومت بھی اپنے ملک میں باغی کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لہذا اسلامی مملکت میں بھی اسلام کے باغی (مرتد) کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

پیکر غنودہ درگزر رمت دو عالم آزادی ضمیر کے سب سے بڑے علم بردار پیغمبر محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ جو رحماء بینہم کے بنیادی مصداق اور حلم و بردباری کے مجسم تھے۔ میلہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے متبعین سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی روشنی میں جو عمل کیا تھا۔ جب تک آپ لوگ توبہ نہ کریں اسی سلوک کے مستحق ہیں اور یہی علماء اسلام کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ سنت صدیقی جس پر تمام صحابہ کرام کا پہلا اجتماع ہوا ہے اسی پر عمل کریں۔ میلہ کذاب اور اس کے متبعین بھی مسلمانوں والی اذانیں دیتے تھے یہی کلمہ اور یہی قرآن پڑھتے تھے۔ تمہاری طرح مساجد میں نمازیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے انہیں کسی چیز کی اجازت نہیں بلکہ حکم دیا کہ ان کو قتل کرو ان کے باغات کو اجاڑ دو۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دو۔ چنانچہ آپ جیسے بائیس ہزار ۲۲۰۰۰ کلمہ اور نمازیں پڑھنے والے مرتدین جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان بھی رکھتے تھے ان کو قتل کیا گیا اور اس ممرکہ میں بارہ صد صحابہ کرام جن میں بہت اونچی شان اور بڑے مرتبہ والے بدری صحابہ کرام بھی تھے اور سات صد کے قریب قرآن کریم کے حفاظ اور قاری تھے شہید ہو گئے۔ اگر آپ لوگوں کو مسجدیں بنانے، اذانیں دینے، نمازیں پڑھنے پر اصرار ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن مرزا قادیانی کی تکذیب اور قادیانیت سے بچی توبہ کرنے کے بعد۔ یہ

نہیں ہو سکتا کہ آپ پاکستان میں رہتے ہوئے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قادیانی غیر مسلم ہیں آپ اپنے آپ کو غیر مسلم بھی تسلیم نہ کریں۔

دیکھیں ص ۲۹ (حرف ناصحانہ)

اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو جہنمی، کافر اور کجخیوں کی اولاد بھی ٹھہراتے رہیں اور صرف مرزا قادیانی کے متبعین ہی کو مسلمان سمجھیں۔۔۔۔۔ پھر آپ کو اسلامی اصطلاحات اور شعائر کی اس ملک میں اجازت بھی مل جائے۔ آخر خود ہی سوچئے کہ مسلمان بھی مسجد بنائے اور بالکل اسی شکل و صورت میں ایک غیر مسلم بھی مسجد بنائے۔ مسلمان بھی اس مسجد میں اذان دے اور وہ غیر مسلم بھی اپنی مسجد میں بالکل ویسے ہی اذان دے۔ مسلمان امام اپنی مسجد میں نماز پڑھائے اور وہ غیر مسلم بھی بالکل اسی طرح محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو حق اور باطل، کفر اور اسلام۔۔۔۔۔ اصل اور نقل میں کیا فرق رہے گا۔ ایک اجنبی اور ناواقف دھوکے سے کیسے بچ سکے گا۔ اب فریقین کے نزدیک دونوں جماعتوں میں ایک مسلمان ہے ایک کافر ہے۔ نہ دونوں مسلمان ہیں نہ دونوں کافر۔ ایک اصلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز نقلی و جعلی ہوگی وہ دراصل غیر مسلم کافر ہوں گے انہوں نے دھوکہ دینے کے لیے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو گا کسی ملک میں صدر مملکت تو کجا ایک جعلی تحصیلدار یا پواری، ایک جعلی تھانیدار یا سپاہی، فوج کا ایک جعلی کیپٹن یا صوبیدار بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ ایک اسلامی حکومت میں ایک جھوٹا نبی اس کی امت اور ان کا تمام جھوٹ کا کاروبار قبول کر لیا جائے اور آزادی ضمیر کی بنا پر انہیں ملاوٹ اور جعل سازی کی کھلی چھٹی دے دی جائے اذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے گا۔

”حرف ناصحانہ“ کے نامعلوم مولف نے پیش لفظ کے صفحہ ۴ پر رقم طراز ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور دیگر بزرگان کے خلاف ایسی زبان استعمال کی جا رہی ہے کہ اسے نقل کرنا بھی کسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں کرتا۔

تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

الجواب: ”مثل مشہور ہے“ ”الناچور کو تو ال کو ڈانٹے“

کاش ”نامعلوم مولف“ نے علماء کی فحش کلامی کا کچھ نمونہ پیش کیا ہوتا تاکہ مرزا

غلام احمد قادیانی کی کوثر و تسنیم سے دھلی: دوئی مذب و شستہ زبان کا اس سے موازنہ کیا جاتا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی تہذیب و شرافت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں جس سے قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ مرزا کے تیر و نشتر، سب و شتم اور فحش کلامی سے کوئی مسلمان حتیٰ کہ صدر مملکت بھی محفوظ نہیں۔ دوسروں کو تہذیب و شرافت کا درس دینے والے ذرا پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ ملاحظہ ہو۔ عام مسلمانوں کے متعلق:-----

۱۔ ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والموودة وينتفع من معارفها ويقبلنى ويصدق دعوتى الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم لا يقبلون“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳، ۵۳۸)

ترجمہ: میری کتاب کو ہر مسلمان محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کجخیوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دیں ہیں وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

۲۔ ان العدی صاروا خنازیر الفلا ونساء هم من دونهن الا کلب

(نجم الہدی ص ۵۳)

ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

عالم اسلام کے کروڑوں، اربوں مسلمان ہیں جن میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور عمائدین سلطنت بھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے صدر محترم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان جو حال ہی میں وضاحت کر چکے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں اور قادیانیوں کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور ان کے والد مرحوم تمام عمر قادیانیوں کے مخالف رہے اور ان کے خلاف جہاد کرتے رہے، سب اس گالی کی زد میں ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے قادیانی بھی ایسے ہوں گے جن کے والد مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے ہوں گے اور ان کے مخالف

رہے ہوں گے تو وہ قادیانی مرزا صاحب کے بقول خزیروں اور کیتوں کی اولاد ہیں۔

۳۔ علماء اسلام کے متعلق:

اے بد ذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیا لایا وہی عوام کا لالعام کو پایا۔ (انجام آتھم ص ۲۱)

۴۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ 'بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹۳)

۵۔ سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خزیر ہے مگر خزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔

اے مردار خور مولویو اور کندی روحو، اے اندھیرے کے کیڑو۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸۹)

۶۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اہل حدیث کے متعلق:

ابو جہل، کفن فروش، کتا، نندار وغیرہ

۷۔ مولانا علی الحارثی مجتہد شیعہ کے متعلق:

جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا، دیو، کھوئی آنکھ والا، یک چشم، شیخ ضال۔

۸۔ مولانا سعد اللہ لدھیانوی نو مسلم مرحوم خفی کے متعلق:

ہندو زادہ، کج بخت، بد بخت، دین فروش، شیطانی فطرت، کینہ، فاسق، شیطان، ملعون، بے وقوفوں کا نطفہ، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، کجبری کا بیٹا۔

۹۔ پیر مر علی شاہ گولڑوی مرحوم کے متعلق:

خبیث طبع، کذاب، دروغ گو، مزور، خبیث بچھو کی طرح نیشن زن، فرومایہ، کینہ، گمراہی کے شیخ، دیو، بد بخت، میرے مقابل بیٹھ جاتے تا دروغ گو۔ بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت تو ایک ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔

۱۰۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دیوبندی کے متعلق:

اندھا شیطان، گمراہ دیو، بد بخت، شقی، ملعون۔

مشتے نمونہ از خردارے کے طور پر یہ چند گالیاں پیش قارئین ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتابیں: انجام آتھم، اعجاز احمدی، نزول مسیح، نیا الحق، حقیقت الوحی وغیرہ۔

چیلنج: ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑا بد زبان اور گالی دینے والا اگر ان کے علم میں کوئی اور شخص ہو تو پیش کریں۔ ہم فریقین کے مسئلہ کسی جج کے سامنے مرزا صاحب کی بد زبانیاں اور گالیاں اس کی کتابوں سے

پیش کریں گے اگر قادیانیوں کا پیش کردہ شخص بڑھ جائے تو ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ اسی وقت نقد انعام پیش کریں گے۔

”اک حرف ناصحانہ“ کے نامعلوم الاسم مولف نے مرزا قادیانی کے عقائد تحریر کرتے ہوئے ص ۱۹ پر مرزا قادیانی کی درج ذیل رباعی نقل کی ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدا یا
وہ جس نے حق دکھایا وہ راہ نما یہی ہے۔

الجواب

مرزا قادیانی کی یہ رباعی اور دیگر تحریرات اس کے پہلے دور کی ہیں لیکن جب اس نے خود خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر اپنے مرتبہ اور شان کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچا اور افضل قرار دیا۔ اس پر بہت سے حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن خوف طوالت سے مرزا قادیانی کے ایک مرید جو ضلع گجرات گولیگی کا رہنے والا تھا۔ اس نے مرزا صاحب کی شان میں جو قصیدہ لکھ کر فریم کے ساتھ پیش کیا تھا اور مرزا صاحب نے اسے داد دی اور اس قصیدہ کو اپنی زندگی میں اپنے روزنامہ اخبار ”بدر“ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء یعنی اپنی وفات سے تقریباً دو سال قبل (کیونکہ مرزا صاحب کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی ہے) شائع کرایا۔

اس قصیدہ سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں:

امام اپنا عزیزو اس زماں میں غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم مکاں اس کا ہے گویا لا مکاں میں
غلام احمد رسول اللہ برحق شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
 محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
 تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو کہ سب کچھ لکھ دیا راز نماں میں
 خدا سے تو خدا تجھ سے ہے واللہ تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں
 (العیاذ باللہ)

اب کس چیز کی کمی باقی رہ گئی؟

قادیانی جنازہ پڑھنا
اور
قادیانیوں سے میل جول حرام ہے



استفتاء

مفتی عبدالقیوم خان (صدر دارالافتاء)

س: ہمارے گاؤں میں دو قادیانی باپ بیٹے کی ایک دن وفات ہو گئی۔ قادیانیوں کا یہ خاندان علاقے میں اپنی جاگیر و دولت اور اثر و رسوخ کے حوالے سے اچھا خاصا مقام رکھتا ہے۔ ان کے جنازے میں شرکت کے لیے علاقے کے تقریباً ۷۰۰ افراد کے علاوہ ڈپٹی کمشنر، مقامی MNA اور دیگر مقتدرین علاقہ نے شرکت کی۔ امام صاحب نے نہ صرف خود جانتے بوجھتے ہوئے بلکہ ایک اور مقامی مولانا صاحب کے فتوٰ منع کرنے کے باوجود جنازہ پڑھایا۔ بعد ازاں ان دونوں مرزائیوں کی تدفین بھی مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں کر دی گئی۔ یہ خبر سننے کے بعد ایک مولانا صاحب نے فتویٰ دیا کہ ”قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والوں کو تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔“ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

۱۔ آیا کہ مرزائیوں کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والوں کا نکاح ٹوٹ گیا؟

۲۔ اگر نکاح ٹوٹ گیا تو تجدید نکاح کی شرعی صورت کیا ہوگی؟

۳۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

(محمد بشیر نواب، منڈی بہاؤ الدین، بمقام ڈیرہ پنواں)

ج: قرآن کی نصوص قطعیہ، سنت متواترہ اور صحابہ کرام کے دور سے آج تک

امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و

رسول ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے، نہ رسول۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے

بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے، خواہ کسی معنی میں ہو، وہ کافر، مرتد، خارج از اسلام

ہے۔ جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد جہنمی ہے۔

مرزائے قادیانی نے یقیناً اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، جو اس کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس دعویٰ کے بعد اس نے توبہ نہیں کی، لہذا وہ قرآن و سنت اور امت کے متفقہ فیصلے کی بناء پر کافر و مرتد ہے۔ جو مرزائے قادیانی مذکور کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد جہنمی ہے۔

علم کے باوجود جن لوگوں نے قادیانی کی نماز جنازہ پڑھی، وہ احکام قرآنی، حدیث اور اجماع امت کے باغی ہیں۔ وہ فوری طور پر توبہ کریں اور از سر نو ایمان لائیں۔ چونکہ جان بوجھ کر کفر اختیار کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے، جب کہ اس کی بیوی مسلمان تھی اور مسلمان کا نکاح کافر و مرتد سے نہیں ہوتا اور اس جرم کے ساتھ ہی وہ لوگ کافر و مرتد ہو گئے۔ پس ان کی مسلمان بیویوں سے ان کے نکاح فوراً ٹوٹ گئے۔ لہذا وہ عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔

اگر یہ لوگ اپنے فعل پر نادم ہوں اور صدق دل سے توبہ کر کے تجدید ایمان کر لیں، تو دوبارہ ان بیویوں کی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کی بیویاں شرعاً آزاد ہیں، جہاں چاہیں نکاح کر لیں، کوئی عدت نہیں۔

قادیانی جیسا کہ ذکر ہوا، کافر و مرتد ہیں، لہذا ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں ینفسخ النکاح بالردہ مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ("فتح القدیر" ۱۵/۳۱۰) اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام فان كانت له شبتہ کشف عنہ جب مسلمان، اسلام سے (نحوۃ باللہ) پھر جائے، اس پر اسلام پیش کیا جائے۔ اگر کوئی شبہ ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے..... ویجس ثلاثہ ایام فان اسلام و الاقلل اتے تین دن قید کیا جائے۔ اگر مسلمان ہو جائے تو بہتر، ورنہ قتل کر دیا جائے۔ (ہدایہ "فتح القدیر" ۱۵/۳۰۷)

س: قادیانیوں سے میل جول اور عام زندگی میں تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ خاص طور پر جب وہ خوش اخلاق اور خدمت گار بھی ہو؟ (محمد رشید انور)

ج: قادیانی علی العموم کافر و مرتد ہیں۔ ان سے سلام، کام، کھانا، چٹا، پیاز، شادی، لین دین کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ حرام، حرام قطعی حرام ہے۔ کوئی

شخص کسی لحاظ سے بہترین صفات کا حامل ہو، اس کا اللہ، رسول اور قرآن، اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہو نا اور ان سے بغاوت کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ کوئی ذاتی خوبی اس کا مدد انہیں کر سکتی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ
حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَائِهِمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
أَخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرَى
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ○

ترجمہ: ”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کھنے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے“ سن او کہ اللہ کی جماعت ہی کامیاب رہے گی۔“

یہ ہے اہل ایمان کا عمل کہ وہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتے۔ خواہ باپ ہو، بیٹا ہو، بھائی ہو، دوست ہو۔ لہذا آپ قادیانی سے ہر قسم کی قطع تعلقی کریں۔ وہ اتنا ہی خوش اخلاق ہے تو کفر و ارتداد کو چھوڑے۔ قادیانی مرتد پر اہانت بھیجے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لائے۔ مرتد ہو نا اخلاق نہیں، بد اخلاقی ہے۔ جو شخص خود جہنم کا ایندھن بن جائے اور دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچے، اس کی بہترین خدمات نہیں، بدترین سلکات ہیں۔

جواب
پیش خدمت ہے



سوال: مرزا قادیانی کا جرم کیا ہے؟ اور اس کی موت کے بعد بھی اس کا تعاقب اتنی شدت سے کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: درمیتیم محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! دجال قادیان مرزا قادیانی کوئی معمولی نوعیت کا مجرم نہیں۔ یہ پورے عالم اسلام اور اسلام کا مجرم ہے۔ اس کی فرد جرم شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔

خدائی کا دعویٰ کرنے کے جرم میں یہ فرعون، نمرود اور شداد ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے کے جرم میں یہ اسود عنسی اور میلہ کذاب ہے۔ توہین رسالت کرنے کے جرم میں یہ ابو جہل، ابولہب اور ولید بن مغیرہ ہے۔ قرآن مجید میں تحریف کرنے کے جرم میں یہ یسودی و نصرانی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے کے جرم میں یہ ابن سبا ہے۔ دین اسلام سے پھر جانے کے جرم میں یہ مرتد ہے۔ تعلیمات اسلامیہ کو مسخ کرنے کے جرم میں زندیق ہے۔ حضرت علیؓ کی توہین کرنے کے جرم میں یہ خارجی ہے۔ امام حسینؑ کی شان میں بکواس کرنے کے جرم میں یہ شمر ہے۔ اسلام کو گالیاں دینے کے جرم میں یہ راجپال اور سلمان رشدی ہے۔ ظاہر "مسلمان اور باطل" کافر ہونے یعنی منافق ہونے کے جرم میں یہ عبداللہ بن ابی ہے۔ خود کو انسان کا بچہ نہیں بلکہ کرم خاکی بننے کے جرم میں یہ ڈارون کی اولاد ہے۔ جھوٹے خدا شداد نے بہشت بنائی اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ بنایا۔ اس کفریہ نقالی کے جرم میں یہ مشن شداد کا علمبردار ہے۔

اے مسلمان! یہ خطرناک مجرم آج بھی دن دانتا ہوا زندہ ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک زندہ رہتا ہے۔ جب تک اس کے نظریات زندہ رہتے ہیں۔ پرسوں یہ ملعون مرزا بشیر الدین جنہی کی صورت میں زندہ تھا۔ کل یہ مردود مرزا ناصر دوزخی کی صورت میں زندہ تھا اور آج یہ فخر شیطان مرزا طاہر کی صورت میں زندہ ہے اور جب تک فرش خاکی پر ایک بھی قادیانی زندہ رہے گا یہ اس کی صورت میں زندہ رہے گا۔ اس کی

ارتدادی تحریریں چھپ رہی ہیں۔ اس کے ایمان سوز لیکچر کی اشاعت بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ اس کا 'مہینہ' پیدائش اور یوم مرگ بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ خود تو مر گیا لیکن اپنی قائم کردہ "مرتد یونیورسٹی" سے تعلیم یافتہ ہزاروں چیلے چائے کفر و ارتداد کی تبلیغ کے لیے چھوڑ گیا جو آج بھی چمن اسلام میں بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں اور معاذ اللہ بڑی شدت سے اس روز بد کا انتظار کر رہے ہیں جب یہ چمن ایک زور دار دھماکے سے دیرانے میں تبدیل ہو جائے گا اور دور دور تک خاک اڑتی دکھائی دے گی۔

قادیانی حروں سے نا آشنا سادہ لوح مسلمان اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اس قدر گھناؤنے کردار کا مالک تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ سر ظفر اللہ، ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبدالسلام، نسیم احمد، کنور ادیس، ایئر مارشل ریٹائرڈ ظفر چودھری وغیرہ ایسے بڑے بڑے لوگ اس کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کو نبی اور رسول کیوں مانتے ہیں؟ اس کو اپنا مرشد اور رہبر کیوں تسلیم کرتے ہیں؟

جو اب اعرض ہے کہ یہ ایک الگ اور طویل بحث ہے کہ ان ٹھکنوں کو بلند قامتی کا سرٹیفکیٹ کون عطا کرتا ہے؟ وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو ان کند ذہنوں کو ذہانت کے تمنغوں سے نوازتے ہیں؟ وہ کون سے پردہ نشین ہیں جو ان مرتدین کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ و حساس عہدوں پر بٹھاتے ہیں اور پھر بین الاقوامی صحافت پر قبضہ ہونے کے ناطے پوری دنیا میں ان کے ناموں اور کاموں کی تشریح کرواتے ہیں؟ اس موضوع پر انشاء اللہ ایک الگ کتابچہ تحریر کیا جائے گا۔

بالفرض انہیں بڑا تسلیم کر بھی لیا جائے اور ان جیسے کلیدی آسامیوں پر بیٹھے ہزاروں قادیانیوں کو قابل اور ذہین مان بھی لیا جائے تو کیا مرزا قادیانی اللہ کا نبی اور رسول بن جائے گا اور ان دجالوں کی جماعت کو اس دجال کی نبوت کی دلیل کے طور پر تسلیم کر لیا جائے گا؟

اے سادہ لوح مسلمان! یاد رکھ ایمان، قدرت کا سب سے جلیل القدر تحفہ ہے اور ہدایت صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے، وہ چاہے تو محلات میں رہنے والوں کو نعمت ایمان سے محروم رکھے اور کسی دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں رہنے

والے کے دل کو ایمان کا خزانہ بنا دے۔ وہ چاہے تو بادشاہوں کو حالت کفر میں مارے اور انہیں جہنم کا ایندھن بنا دے اور اس کی منشا ہو تو غریت و افلاس کی چکی میں پنے والے کو مسند ولایت پر فائز کرے اور بعد از موت جنت الفردوس اس کا مقدر ٹھہرے۔ رئیس قریش ابو جہل دولت ایمان سے محروم رہا اور حبشہ کا غلام بلال حبشیؓ موزن رسولؐ کا اعزاز عظیم پائے۔ سیم و زر میں کھیلنے والا ابولسب رسول خداؐ کا چچا ہونے کے باوجود قفس کفر میں انتہائی عبرتناک موت مر جائے اور ایران سے آنے والا غریت کا مارا سلمان فارسیؓ رفیق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بنے، تاجدار ختم نبوتؐ کا کلیوں کو شرماتا بچپن، جہنم سے مطھر لڑکھن اور رشک متاب و آفتاب جوانی اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے بد قسمت کفر کی ظلمت میں دم توڑ گئے اور روم سے آنے والے صیبؓ رومی آغوش نبوتؐ میں آجے اور دامن مصطفیٰؐ کی ٹھنڈی ہواؤں سے لطف اندوز ہونے لگے۔

اے سوالی مسلمان! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ برنارڈشا اور سٹیفن لی کاک ایسے ادیب، ولیم ورڈزور تھ اور جان کیٹس ایسے شاعر، ابراہام لنکن اور وینڈل فلپ ایسے مقرر، لوئی پاسچر اور ہارمن ایسے ڈاکٹر، شارک اور اوپن ہارم ایسے قانون دان، چرچل اور گاندھی ایسے سیاست دان، ایڈسین اور جارج سٹیفن سن ایسے سائنس دان، آئن سٹائن اور نیوٹن ایسے ماہرین طبیعیات، کارل مارکس اور آدم سمٹہ ایسے ماہرین اقتصادیات، بورنگ اور بی مک گرا ایسے ماہرین نفسیات، مینڈل اور ڈارون ایسے ماہرین حیاتیات، ڈیمارگن اور ٹورنگ ایسے ماہرین ریاضیات، ٹائن بی اور مہنگلو ایسے ماہرین عمرانیات، رابرٹ باکل اور جان ڈالٹن ایسے ماہرین کیمیا، برٹینڈر رسل اور ہیگل ایسے فلاسفر، پولین اور منگمری ایسے جرنیل، ہٹلر اور شالین ایسے منتظمین، برٹنیف اور کینیڈی ایسے حکمران، لین پول اور گبن ایسے مورخین، لارڈ میکالے ایسا ماہر تعلیم اور کلیو ایسا ماہر فلکیات، اس دنیا سے ناکام و نامراد چلے گئے، کیا یہ اپنے اپنے علم و فن کے دائرہ میں بڑے لوگ نہیں تھے؟ یقیناً یہ یکتائے روزگار اور نابغہ عصر تھے۔ لیکن کیا ان کا علم ان کو گمراہی سے بچا سکا اور ان کی ذہانتیں ان کی عاقبتوں کو سنوار سکیں؟ تکمیل نبوت کے بعد اس بزم

ہستی میں ہر لمحہ فطرت کی یہ صدا گونجتی ہے کہ اب جو بھی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے، اسے دامن مصطفیٰ سے وابستہ ہونا ضروری ہے جس کے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ نہیں، اسے قدم قدم پر ٹھوکریں لگتی ہیں، اس کی عقل اسے کفر و ضلالت کے لق و دق ریگستانوں میں لئے گھومتی ہے اور منزل کی تلاش میں آبلہ پا سرگرداں مسافروں میں سسک سسک کر دم توڑ دیتا ہے۔

اب آپ کے سامنے نور ایمان سے محروم اور عقل کے شکار کئے ہوئے چند قادیانی بڑوں اور چند دیگر بڑوں کا تماشہ پیش کیا جاتا ہے اور اس میں ان لوگوں کو ان کے سوال کا جواب بھی مل جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اتنے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی کیسے بھٹک سکتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے کہ اس خار زار میں صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ قادیانی ہی دھکے نہیں کھا رہے بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ کفار بھی شریک سفر ہیں۔

اگر سر ظفر اللہ جیسا خود ساختہ عقل مند مرزا قادیانی جیسے کانے بھیگے اور فاتر العقل کو نبی مانتا ہے تو اس میں اچھٹے کی کیا بات! بنی اسرائیل۔ کہ دانشوروں نے بھی پچھڑے کو خدا مانا تھا۔ اگر ڈاکٹر عبدالسلام مرزا قادیانی کی گالیوں اور خرافات کو وحی مانتا ہے تو اس میں فکر کرنے کی کیا ضرورت! بھارت کا سابقہ صدر مرار جی ڈیسائی بھی تو اپنا پیشاب پیتا ہے اور اسے Water of life (آب حیات) کہتا ہے۔ اگر ایم ایم احمد ختم نبوت کا انکار کرتا ہے تو اس میں پریشانی کی کیا وجہ! روس کا صدر گورباچوف بھی خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے۔ اگر مرزا طاہر بھگوڑا خود کو مرزا قادیانی جیسی عجیب و غریب مخلوق کا خلیفہ کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے تو اس میں کیسی حیرانی! ڈارون بھی تو خود کو بندر کا بیٹا کہلانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ اگر الٹی کھوپڑی کی قادیانی امت مرزا قادیانی پر درود و سلام بھیجتی ہے تو اس میں کیسی پریشانی! بھارت کا وزیر اعظم راجیو گاندھی بھی تو موٹے تازے ننگے دھڑنگے بت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر رام رام کرتا ہے۔

تَحْفِظِ خَتَمِ نُبُوَّتِ

مَوْضُوعَاتِ

از قلم: محمد طاہر رزاق

- عقیدہ ختم نبوت ○ چہرہ قادیانیت
- اٹھو مسلمانو! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں
- عاشقانِ مصطفیٰ کہاں ہیں؟
- عشقِ خاتم النبیین ○ شیراز کا بائیکاٹ
- مجرمِ اسلام (مرزا قادیانی)
- فتنہ قادیانیت کو پہچانیے!
- قادیانیت! انگریز کا خود کاشتہ پودا
- آستین کے سانپ ○ مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت
- قادیانی کلمہ طیبہ سے کیا مراد دیتے ہیں؟
- ہم تحفظِ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟

اسے کاہر ورق

□ معلومات افزا □ چشم کشا □ راز افشا □ جہاد کی صدا

مطالعہ فرمائیے اور سوئے والوں کو جگائیے!!!

شخصیات ختم نبوت اور قادیانیت شناسی

(سوال جواباً) از قلم: محمد طاہر رزاق

- ✱ فتنہ قادیانیت سوال و جواب کی تلواروں کی دھاروں پر۔
- ✱ عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و حدیث کے فولادی دلائل۔
- ✱ عقائد قادیانیت کی بزمِ رونمائی — مجلسِ رسوائی۔
- ✱ علمائے تحفظ ختم نبوت کے زریں تذکرے۔
- ✱ غدارانِ ختم نبوت کے سیاہ چہرے — منہوس ہبیولے۔
- ✱ قادیانیت کی اسلام دشمنی کے بولے نقوش۔
- ✱ مجاہدینِ ختم نبوت کی ایمان پرورد استائیں۔
- ✱ قادیانی گرو گھٹالوں کی عبرتناک تصویریں — ہولناک مناظر۔
- ✱ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی کہانی۔
- ✱ فرنگی اور قادیانی معاشرے کی جھلکیاں۔

اور وہ سب کچھ جواب جاننا چاہتے ہیں

لفظ لفظ آگاہی — سطر سطر جستجو

مختصر وقت میں ڈھیروں معلومات
ایک ایسی کتاب جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا ضروری ہے۔

از قلم، محمد طاہر رزاق

جھوٹی نبوت کے جگر پر قلم کے نشتر
قادیانیت کے نجس وجود کی سرجری
مرزا قادیانی کی شخصیت بے حیثیت پر عملی قفق
قادیانی نبوت کی شناخت پر ریڈ

دیباچہ نگار

- عطاء الحق قاسمی
- صاحبزادہ طارق محمود
- ڈاکٹر محمد یونس بٹ • شفیق مرزا

○ اعلیٰ سفید کاغذ ○ خوبصورت پرنٹنگ ○ انتہائی نفیس چار رنگہ ٹائٹل ○ صفحات ۱۰۸۰

مجاہدینِ حق نبوت کیلئے صرف ۱/۴ روپے ۱۰ روپے ڈاک خرچ

قیمت : ۷۵ روپے

اکیس ایسی کتاب جسے آپ کا ذوق مطالعہ ایک ہی نشست میں پڑھ جائے گا

منابع کردہ :

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضورِ باغ روڈ ملتان

قادیانیت

از قلم

محمد ہر رزاق

- ◆ ایک نئے زاویے سے فتنہ قادیانیت کا جائزہ
- ◆ ہمارے معاشرے میں جنم لینے والی پراسرار اور ہوشربا قادیانی کہانیاں — جن کا دامن حقائق سے مالا مال ہے —
- اور جن کے کردار ہمارے گلی محلوں میں چل پھر رہے ہیں !!
- ◆ جن میں مظلوم کے آنسو بھی ہیں اور ظالم کے شیطانی ہتھیار بھی
- ◆ جن میں اندھیرے بھی ہیں اور اجلے بھی
- ◆ جن میں ارتداد کی باد صحر بھی ہے ، اور ایمان کی باد صبا بھی
- ◆ جن میں دجل و فریب کے پھندے بھی ہیں اور ان پھندوں کو توڑنے والے بندے بھی
- ◆ جن میں غفلت کی نیند کے خراٹے بھی ہیں اور ضمن قادیانیت پر گرفتاری بھگیاں بھی
- ◆ جن میں بے حسی کا گریہ بھی ہے اور جہاد کی للکار بھی !!!

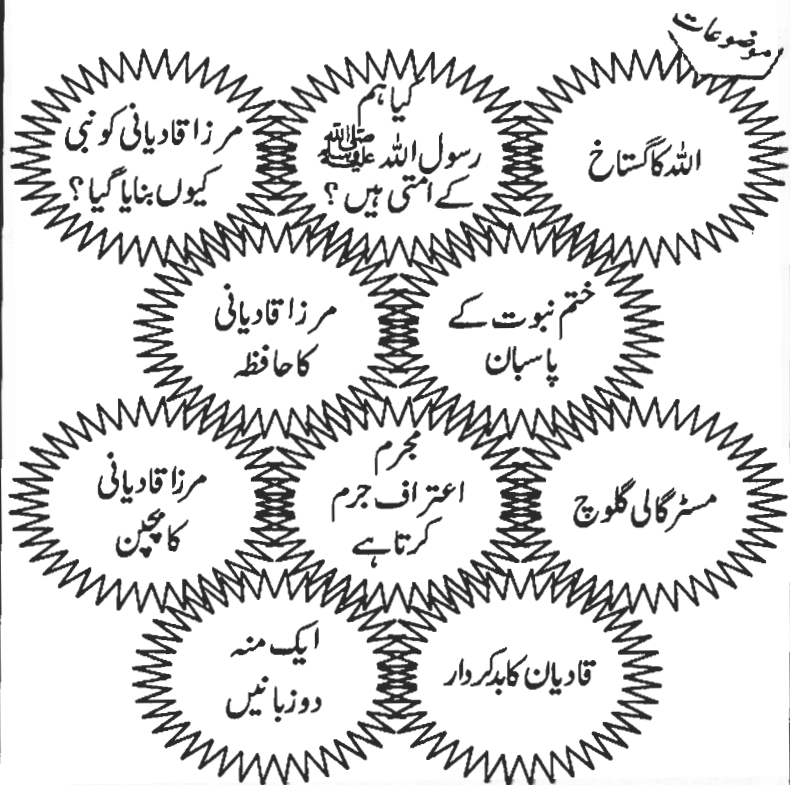
دیباچہ نگار: نعیم صدیقی ، صاحبزادہ خورشید گیلانی ، شفیق مرزا

ایک ایسی کتاب جو آنکھوں کے راستے دل میں اتر جائے گی

صفحات : ۱۳۶ ، قیمت : ۵۰ روپے ، مجاہدین ختم نبوت کمیٹی ۲۵ روپے علامہ اقبال فרוغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۵ حسین سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور

دجال قادیان



تحفظ ختم نبوت ہر اس شخص کا فرض ہے..... جو کہتا ہے کہ وہ رسول ﷺ کا امتی ہے۔ اپنے دامن میں اسی فرض کی پکار لئے ہوئے ”قادیانیت کش“ آپ کی خدمت میں حاضر ہے..... اور آپ کے ایمانی رد عمل کی منتظر ہے

مطالعہ فرمائیے! اور کاروان تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو جائیے!!!

نغمات ختم نبوت

ترقیہ و تدوین، محمد طاہر رزاق

- شاعری کی فصیح و بلیغ زبان میں نبی کائنات خاتم النبیین جناب محمد عربیؐ کی حمد و گلو، ہمہ جہت اور زمان و مکان کی قیود سے بالاتر نبوت و رسالت کا بیان۔
- عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، نزاکت اور صداقت کا تذکرہ۔
- دجال فسادیان سرزاف و دیا فی اور فتنہ قادیا نیت کا علمی اور عقلی محاسبہ۔

اس عمر کی منظوم داستان

- جب عشق ختم نبوت ایک جرم تھا۔
- جب گلیوں اور سڑکوں پر ایمان اور ارتداد ٹبردا کرتے تھے۔
- جب سیکڑوں متکلموں کی زمیں کو شہیدانِ ختم نبوت اپنے خون مقدس سے سیراب کر رہے تھے۔
- جب آدم خرمزبل اعظم خان ماشقان رسولؐ کی لاشوں کے ڈمیر لگا کر ظلم و بربریت کی تاریخ میں ہلکا کو اور چنگیز سے اپنا قدراؤ بکا کر رہا تھا۔

چند شعرائے کرام

علامہ اقبال ○ مولانا ظفر علی خان ○ علامہ طاہر ○ آغا شورش ○ اکبر الہ آبادی
مظفر وارثی ○ ساغر صدیقی ○ امین گیلانی ○ جانا ز مشرزا ○ سیف الدین سیف
نعیم صدیقی ○ وقار انبالوی ○ حفیظ رضا پسروری ○ حنیف رضا ○ حکیم آزاد شیرازی
عارف صحرائی ○ سائیں حیات ○ شریف ماسی ○ اور دیگر درجہ نبوت !

دیباچہ نگار ○ پروفیسر محمد منور ○ مظفر وارثی ○ نذیر احمد غازی

بہترین کاغذ ○ دیدہ زیب پرنٹنگ ○ ہا زب نظر چار رنگہ ٹائٹل ○ صفحات : ۲۹۶
قیمت ۹۰ روپے ○ مجاہدین ختم نبوت کیلئے صرف ۴۰ روپے، ۱۰ روپے خرچہ ڈاک

پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کیلئے آگے بڑھیے !

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رضوی باغ روڈ ملتان

قادیانیت کش

موضوعات

اے گستاخ رسول!
زرا دامن تو دیکھ

مرزا نیت شکن مجاہد

قادیانی اخلاق
ایک سازش..... ایک جال

مرزا قادیانی کے فرشتے

قادیانی نواز!
اسلام کا موذی دشمن

مرزا قادیانی کی خوراک

مرزا قادیانی کا لباس

ڈاکٹر عبدالسلام کون؟
ایک تعارف..... ایک تجزیہ

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

ظالم کون؟
مسلمان یا قادیانی

گلدستہ اشعار ختم نبوت

پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے!!!

جہاں! تحفظ ختم نبوت آج کا بھی فرض ہے۔ آج نے فرض کبر احد تک ادا کیا؟

مرزا بائیں

قادیانی
مسلمانوں
کو
کیا
سمجھتے
ہیں؟

پاکستان
امریکی
اور قادیانی
سازشوں
کے
نرغے
میں

مختوری
دیر
مرزا
قادیانی
کی
قبر پر

قادیانیوں
کے
عبرتناں
انجام

قومی
شناختی کارڈ
اور
مذہب
کا
خانہ

شمع
ختم نبوت
کے
پروانوں کی
باتیں

مرزا
قادیانی
کا
لباس

ہم
قادیانیوں
کو
کیا
سمجھتے
ہیں؟

تحریک
ختم
نبوت
۱۹۷۲ء

دورخ سے
مرزا قادیانی
کا
خط
مرزا طاہر
نہم

قول
حق

سپریم کورٹ کو
ملت اسلامیہ
کا
خارج
عقیدت

تحریر ایک ختم نبوت ۲

چند گفتگوں

زیر طبع

ترتیب و تدوین

محمد ظاہر رزاق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضورى باغ روڈ ملتان فون: 514122

جنہا میں ختم نبوت عسیر و کما

زیطبع

ترتیب و تدوین

محمد طاہر رزاق

عالمی مجالس تحفظ ختم نبوت

حضورى باغ روڈ ملتان فون: 514122